دعوة الداع الى ایثار الاتباع على الابتداع

جنت مین اور نجات پانا جہنم سے موقوف ہوا اقرار پر اس کلمۂ مبارکہ کے اس کلمہ کے
دو جزء ہین ایک اقرار توحید کا دل اور زبان سے دوسرے اقرار رسالت کا زبان
اور دل سے قرآن پاک مین فرمایا ہے وان ھذا صراطي مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا
السبل یعنی یہ کلمۂ طیبہ یا یہ ملت حقۂ اسلامیہ سیدہا رستہ میرا ہے تم اسپر چلو اور راہون پر نہ
چلو یہ آیت دلیل ہے اس بات پر کہ ہمراہ تصدیق و اقرار کلمۂ طیبہ کے عمل کرنا بہی ضرور ہے
کیونکہ راہ پر چلنا عین عمل ہے اس سے ثابت ہوا کہ تکمیل ایمان کی دو طرح پر ہوتی ہے
ایک اعتقاد لانا مطابق منطوق کلمۂ طیبہ کے دوسرے عمل کرنا اوسکے معنی پر آسی لیے
حدیث اول مین واسطے دخول جنت کے رضا باسلام کو بہی ذکر کیا ہے کیونکہ اسلام
نام ہے عمل کرنے کا یہ دلیل ہے اس بات پر کہ ایمان عبارت ہے اقرار لسان تصدیق جنان
عمل بالارکان سے جب تک یہ تینون امر جمع نہین ہوتے ہین تب تک ایمان کامل نصیب
نہین ہوتا ہے حدیث ابن عمر مین مرفوعا آیا ہے ان الاسلام بني علی خمس شھادۃ
ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ وحج
البیت وصوم رمضان اخرجہ الخمسۃ الا ابا داود یہ دلیل ہے اس بات پر کہ
اسلام عبارت ہے عمل سے حدیث جبریل علیہ السلام مین بہی اسلام کی یہی تعریف آئی ہے
جو اس حدیث مین مذکور ہے پہر ایمان کی تعریف یون فرمائی ہے ان تؤمن باللہ و
ملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ یہ دلیل ہے
اس بات پر کہ ایمان نام ہے اعتقاد کا پہر احسان کا بیان یون کیا ہے ان تعبد اللہ کانک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ القائل في تنزيله فبشر عبادي الذين يستمعون القول فيتبعون احسنه والصلوة والسلام على سيد رسله وخاتم انبيائه المبين لنا كل سيئة في الدين وحسنه وعلى صالحي امته من الآل والصحب ومن عداهم في كل لمحة ويوم وشهر وسنة

اما بعد ابو سعید سعد بن مالک بن سنان خدری رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے جسنے کہا رضيت بالله ربا و بالاسلام دينا و بمحمد صلى الله عليه واله وسلم رسولا اوسکے لیے جنت واجب ہوگئی رواه ابوداود یہ حدیث دلیل ہے وجوب جنت پر واسطے قائل اس کلمہ کے مسلم کا لفظ عبادہ بن صامت سے مرفوعاً یہ ہے جسنے گواہی دی اس بات کی کہ لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ تو حرام کر دیتا ہے اللہ اوسپر نار کو یہ حدیث دلیل ہے نجات پر قائل کلمہ طیبہ کے جہنم سے معلوم ہوا کہ دخول جنت

مستحق ہوکر مستحق دخول جنت کا بنے اور نار سے نجات پاوے تو اوسکو ضرور ہی
کہ وہ معنی اس کلمۂ مبارکہ کے بخوبی سمجھ لے اور بموجب منطوق لا الٰہ الا اللہ محمد رسول
اللہ کے اپنے عقیدے سے وعمل کو درست کرے یہ بات رسالۂ دعائیۃ الایمان اور اس
رسالے کے مطالعے سے انشاء اللہ تعالیٰ بخوبی اوسکو حاصل ہو جائیگی اللہ پاک کا کام
بیان فرمانا ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام پہونچانا ہی ہمارا کام اوسکا ماننا
اور تسلیم کرنا ہی توفیق ہاتھ مین اللہ کے ہے جسکو اوسے بخشنا منظور ہوتا ہی تو وہ
اوسکو دنیا مین توفیق رشد وہدایت واتباع واخلاص عمل کے دیتا ہی اور جسکو اوسے
بخشنا منظور نہین ہوتا ہی تو اوسکو صراط مستقیم سے گمراہ کرکے متبع سبل بنا دیتا ہی
علماء محققین نے فرمایا ہی کہ اصل ہدایت ونجات کی دو امر پر موقوف ہی ایک اخلاص
دوسرے صواب اخلاص سے مراد تصحیح عقائد ہی کہ سوا اللہ پاک کے ہرگز کسی دوسرے
کی عبادت نکرے گو وہ پیغمبر ہو یا پیر کسی اور ولی وصالح یا صنم یا وثن کا کیا ذکر ہی کیونکہ
اللہ ہرگز کسی عمل کو قبول نہین فرماتا ہی جبتک کہ وہ عمل خالصًا مخلصًا واسطے اوسکی
ذات پاک کے نہو الا للہ الدین الخالص صواب سے مراد یہ ہی کہ وہ عمل مطابق سنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہو اسلیے کہ جو قول وفعل مخالف سنت مطہرہ کے ہوتا ہے
گو نظر خلائق مین کیسا ہی عمدہ وبہتر کیون نہو اوسپر کچھ ثواب نہین ملتا ہی اسلیے کہ حسن و
قبح اشیا کا شرعی ہی نہ عقلی جس امر کو ہم اپنی رای واجتہاد سے حسنہ کہینگے اور شارع
نے اوسکا حکم نہین کیا ہی تو وہ امر ہرگز نفس الامر مین مقبول نہین ہوگا بلکہ مردود ہوگا

تراه فان لم تکن تراه فانه یراک رواه مسلم عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه

یہ دلیل ہے اس بات پر کہ احسان نام ہی اخلاص کا سو بیان جزو اول کلمہ طیبہ کا رسالہ دعایة الایمان الی توحید الرحمان اور رسالہ انفکاک عن مراسم الاشراک مین قبل اسکے ہو چکا ہی اس جگہہ بیان کرنا معنی جزو دوم کلمہ طیبہ کا منظور ہی کیونکہ مجرد اقرار توحید و اعتراف تجرید و تفرید باری تعالی سے کوئی انسان مومن مسلمان نہین ہوتا ہی جب تک کہ اقرار رسالت و نبوت نبی آخر الزمان کا نکرے جسطرح کہ مجرد اعتراف رسالت و نبوت سے بہی کوئی شخص مسلمان مومن نہین ہوتا ہی جب تک کہ اقرار توحید الٰہی کا نکرے اور کسی کی الوہیت و ربوبیت کا سوا اللہ عز و جل کے قائل نہو اسیطرح جو آدمی قائل توحید و رسالت کا ہی مگر اتباع رسول نہین کرتا ہی بلکہ متبع بدعات و متخذ ہوتی ہی وہ بہی مومن و مسلم و محسن نہین ہی اوسکے لیے امید نجات کی جہنم سے اور توقع دخول کی جنت مین نہین ہو سکتی ہی جب تک کہ وہ توحید مین مخلص الاعتقاد والعمل اور اتباع مین صادق القول والفعل اور ترک ہوی مین قاصر الامل نہو بناءً علی ہذا اس رسالے مین بیان اتباع سنت و اجتناب بدعت کا کیا جاتا ہی اس اجمال کی تفصیل کو کتاب دین خالص پر حوالہ کیا گیا ہی اسلیے کہ وہ کتاب اس باب مین ایک تالیف جامع ہے اس رسالے کو تذکیر الاخوان حصہ دوم تقویۃ الایمان سے ملخص کر کے اسکا نام **دعوۃ الداع الی ایثار الاتباع علی الابتداع** رکہا ہی جس مسلمان کا یہ ارادہ ہو کہ وہ ساتہہ معنی کلمہ طیبہ کے

اعتقاد و قول و فعل مروج زمانہ مشہود لہا بالخیر مین کوئی نئی بات اپنی طرف سے نکالے

تو وہ ہی داخل بدعت و شامل ضلالت ہے جسکو لوگ شرعی کام کی طرح تقید و اہتمام سے

بجا لائین اور موجب ننگ و نام و مدح و تعریف کا جانین گو اوسمین ثواب سمجھین اسی طرح

جو امور اون قرون مشہود لہا بالخیر مین بلا انکار رائج ہو چکے ہین اور اجتہاد سے

مجتہدین کے بلا مخالفت کتاب و سنت و آثار صحابہ ثابت ہین وہ داخل سنت ہین

ایسے امر کو سنت حکمیہ کہتے ہین نہ بدعت حقیقیہ واللہ اعلم سو جب یہ بات معلوم ہو گئی

تو اب تفصیل اس اجمال کی ابواب و فصول آیندہ سے دریافت ہو جاویگی اللھم احینا

علی معانی الکلمۃ الطیبۃ وامتنا علیھا اعتقادا و عملا وما ذلک علیک بعزیز

مقدمہ بیان مین اعتصام بالسنۃ اور اجتناب عن البدعۃ کے

قال اللہ تعالی واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم

اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا مراد اللہ کی رسی سے اس جگہہ

کتاب اللہ یا دین اسلام ہے احادیث مین اللہ کی کتاب کو حبل اللہ فرمایا ہے اللہ نے

مسلمانون کو یہ حکم کیا ہے کہ تم سب مجتمع ہو جاؤ تمسک کرنے پر ساتھہ قرآن کے اور فرقت

و اختلاف سے بچو جسطرح کہ تم جاہلیت مین باہم عداوت و اختلاف رکہتے تہے یا جسطرح

کہ اہل کتاب مختلف ہو کر اکہتر بہتر فرقے ہو گئے اوسطرح تم تفرقہ نکرو اور ایسی بات

نہ نکالو جس سے دین مین تفرقہ و اختلاف پڑے بلکہ اجتماع و ائتلاف کا اہتمام رکہو سو یہ

حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو
رد اسکو شیخین و ابو داود نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے دوسرا
لفظ یہ ہے من عمل عملا لیس علیہ امرنا فھو رد یہ حدیث اخیر قاطع بنیان جملہ اعمال
غیر ماسور بہا ہے جسطرح کہ حدیث اول قاطع جمیع علائق محدثہ ہے یہ نص صریح و دلیل صحیح ہے
اس بات پر کہ جملہ حسنات مبتدعہ مردود ہین اسلیے کہ اونکا امر حضرت نے امت کو نہین
فرمایا ہے بلکہ خود امت نے اونکو اپنی جی سے احداث و ایجاد کیا ہے اسی لیے امام شافعی رح
نے استحسان کو ابتداع ٹھیرایا ہے اور امام مالک قائل ہین سد ذرائع کے اور امام ظاہریہ
منکر ہین قیاسات کے اور امام احمد اجماع کے وجود کا انکار کرتے ہین مطلب ان سب ائمہ کا
یہ ہے کہ اتباع سنت مطہرہ مین بحیثیت صرفہ اور صرافت محضہ ہو ادنی لگاو بھی کسی کی
رای و بدعت ہوی کا پایا نہ جاے تب کہین اسلام خالص ایمان کامل احسان صحیح کا وجود
ہووے جو اعتقاد یا قول یا فعل یا ترک حضرت سے ثابت نہین ہے اور نہ خود اونہون
نے کیا اور نہ کسی کو فرمایا اور نہ کسیکو کرتے دیکھا او منع نہ کیا اور نہ بعد آپ کے صحابہ
مین جاری ہوا اور نہ کسی صحابی نے اوسپر انکار کیا اور نہ بعد صحابہ کے زمانہ تابعین
و تبع تابعین مین بغیر انکار کے رائج ہوا اور نہ ان چارون زمانون مین اوسکی نظیر و مثال
پائی گئی اور نہ مجتہدین نے اپنے اجتہاد سے اوسکو ثابت رکھا بلکہ لوگون نے اپنی طرف
سے بعد ان قرون کے نکالا تو وہ عقیدہ و قول و عمل بالکل بدعت ہے اور ہر بدعت
گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ مین ہے خواہ وہ بات خود نئی ہو یا خود نئی نہو مگر اوس

عہد سعادت عہد حضرت نبوی مین سوا صحابہ کے اور کوئی جماعت دین کی نتھی صحابہ یہی
مہاجرین تھے اہل مکہ یا انصار تھے اہل مدینہ انکے سوا جو لوگ ہین وہ شعاب و فرق و
سبل ہین یہ نص ہی اس بات پر کہ تفرق بمذاہب و تشعب بمشارب خلاف مقصود
لفظ جماعت ہی صاحب کسی مذہب خاص کا اعتقاد یا عمل مین مخالف جماعت و سنت
ہوتا ہی کوئی ہو کہین ہو آیت شریف نے یہ بات سمجھائی کہ یہ تفرقہ و اختلاف بعد مجی
بینات ہوا ہی دیدہ و دانستہ یہ لوگ حق بات کو سمجھ بوجھکر الگ الگ ہو گئے ہین
اسی وجہ سے اونکے لیے اس تفرقہ و اختلاف پر عذاب عظیم تجویز ہوچکا ہی اللہ نے
فرمایا ہی اوس دن کچھ مونہہ سفید ہونگے اور کچھ سیاہ ابن عباس نے کہا ہی وجوہ اہل سنت کے
سفید ہونگے وجوہ اہل بدعت و ضلالت کے سیاہ ہونگے یہی قول ابن عمر و ابو سعید
کا بھی ہی غرضکہ اس آیت مین صاف یہ حکم ہی کہ تم اپنے دین مین نئے نئے عقیدے
نئی نئی رسمین نہ نکالو اور پھوٹ نہ ڈالو کہ کوئی معتزلی ہو کوئی خارجی کوئی رافضی کوئی
قدری کوئی جبری کوئی مرجی کوئی جہمی کوئی تفضیلیہ اور کوئی چار ابرو کا صفایا بناکر
اور کوئی سر پہ بال رکھکر فقیری جتائے کوئی پیری مریدی کی دکان رکھے کوئی قادری
نقشبندی چشتی صابری کہلائے بلکہ یہ چاہیے کہ سب لوگ ملکر قرآن و حدیث پر چلین
اور سنت صحیحہ کے موافق اپنا اسلام و ایمان درست کرین زندگی و موت شادی و غم
مین سر مو حکم کتاب و سنت سے باہر نہ نکلین یہود و نصاری کی طرح کئی فرقے نہو جائین
آیت و حدیث دلیل ہی اس بات پر کہ جو کوئی نئی نئی باتین اور بدعتین نکالے اور بدعت

بات جب ہی ممکن ہے کہ سب لوگ اعتصام بحبل اللہ کریں تبع سنت ہوں اہل سنت و
جماعت کہلائیں مگر یہ نہوا مختلف ہوکر اہل بدعت و فرقت ٹھہر گئے معلوم ہوا کہ گمراہی
کی جڑ یہی ہے کہ قرآن کو چھوڑ کر دین میں بدعتیں اور نئی نئی باتیں نکالے کیونکہ انمیں نئی
نئی باتوں اور جدید رسموں کے رائج ہونے سے قرآن چھوٹا ہے اور آپس میں مسلمانوں کے
پھوٹ پڑی ہے جس سے اللہ و رسول نے منع کیا ہے اس آیت میں ایک امر ہے ایک نہی ہے
ایک خبر ہے اصل امر میں وجوب ہے اصل نہی میں تحریم ہے اصل خبر میں عبرت ہے
وقال تعالیٰ ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءهم البینات واولئک
لهم عذاب عظیم جمہور مفسرین کہتے ہیں کہ مراد اس آیت سے یہود و نصاریٰ ہیں یہ لوگ
تاویلات فاسدہ کرکے دین میں متفرق و مختلف ہو گئے حدیث ابن عمرو میں اسکی تصدیق
آئی ہے حضرت نے فرمایا بنی اسرائیل بہتر فرقے ہو گئے میری امت تہتر فرقے ہو جاویگی
وہ سب آگ میں جائینگے مگر ایک ملت والے پوچھا وہ کون ہیں فرمایا ما انا علیہ و
اصحابی رواہ الترمذی احمد و ابوداود کا لفظ معاویہ سے مرفوعاً یہ ہے بہتر آگ میں
ہونگے اور ایک جنت میں وهي الجماعة اسی جماعت کے حق میں حضرت نے یوں کہا ہے
ید الله علی الجماعة ومن شذ شذ في النار اخرجه الترمذي عن ابن عمر و دوسرا لفظ یہ ہے
ایاکم والشعاب علیکم بالجماعة رواه احمد عن معاذ بن جبل تیسرا لفظ یہ ہے من
فارق الجماعة فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه رواه احمد و ابوداود عن ابی ذر
مرفوعاً یہ حدیثیں دلیل ہیں اس بات پر کہ مراد جماعت سے گروہ اہل کتاب و سنت ہے کیونکہ

نہ پاکر اوس کام کو نیک جانتا ہی اور اوسپر خوش ہوتا ہی اسی جگہہ سے جدے جدے
فرقے نئی نئی بدعتین نکل آتی ہین جیسے کہ ایک فرقہ تفضیلیہ کا ہی یہ محب علی بنتے ہین
اور دوسرا خارجیہ کا یہ دشمن علی ہین تیسرا فرقہ ناصبیہ کا یہ دشمن اولاد علی ہین چوتہا فرقہ
متصوفہ کا یہ ترک امر و نہی کرکے گوشہ گزین ہوکر شغل برزخ و نماز معکوس و ورد و وظیفہ
نوا یجاد اور تعویذ و گنڈے اور حاضرات اور عرس و مراقبۂ علی القبور و سفر للزیارۃ
مین رہتے اور مشایخ و پیر کہلاتے ہین اور کوئی آپکو مولوی ملا قاری حافظ مشہور
کرتا ہی اگر اس نام و لقب سے اوسکو نہ کہو تو برا مانتا ہی بلکہ بعض احمق خود یہ الفاظ اپنے نام
کے ساتھہ لکہتے ہین اپنے مونہہ سے میان مٹھو بنتے ہین شیطان نے انکو اپنا مسخرہ
بنایا ہی اللہ نے فرمایا تم اپنے دین مین جدا جدا امت ہو اکٹھے رہو قرآن و حدیث کی
پیروی کرو کہ اس سے بہتر کوئی نسخہ دافع مرض اختلاف و افتراق کا نہین ہی اصل
گمراہی کی یہی ہی کہ آدمی اپنے باپ دادے یا پیر و مرشد کی چال ڈہال پر اڑا رہے
اور اونکے بدعات و رسوم کو دین سمجھکر بیفکر ہوکر بیٹھہ رہے بہت خلق اسی وجہ سے
گمراہ ہوگئی کہ اللہ و رسول کے حکم کو تحقیق نہ کیا اور اپنے بزرگون کے قول و فعل کو
عین سعادت سمجھکر خاطر جمع سے مطمئن ہو بیٹھے اور جان لیا کہ یہی حق ہی حالانکہ حق سوا
کتاب و سنت کے جسکو قیامت تک اسی ہدایت و امتیاز حق و باطل کے لیے باقی کہا
ہی کسی شخص یا کسی کتاب مین نہین ہی مگر وہ کتاب کہ جسمین آیت و حدیث کا مطلب
کہولکر بیان کیا گیا ہو اور مشکوۃ نبوت اور مصباح قرآن سے ماخوذ ہو پس بس ۵

کا کام کرے اور اہل بدعت کا عقیدہ رکھے تو وہ قرآن کا منکر ٹھہر جاتا ہے اور قیامت
کے دن روسیاہ اوٹھے گا اور عذاب مین گرفتار رہوگا اوس سے یہ بات کہی جائیگی
کہ اب اپنے بدعت کفرہ کا مزا چکھہ وقال تعالی ان الذین فرقوا دینھم وکانوا
شیعا لست منھم فی شئ اس آیت مین اللہ نے برادت حضرت کی اہل تفرقہ وتشیع
سے فرمائی ہے کہ تمکو ان لوگون سے کچھہ کام نہین ہے ہم اونکو اونکے حال پر آگاہ
کردینگے یہ آیت شامل ہے جملہ فرق مبتدعہ اسلام کو ان فرق کا نام ونشان ہمنے
رسالہ کشف الغمہ عن افتراق الامہ مین لکھا ہے ہر ایک کا تفرقہ واختلاف دوسرے
فرقے سے بذکر عقیدہ وعمل اصولا وفروعا بیان کیا ہے وقال تعالی ولا تکونوا من
المشرکین الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا کل حزب بما لدیھم فرحون یہ آیت
نص ہے اس بات پر کہ تفرق وتشیع ایک شاخ ہے شرک کی رسالہ کشف الغمہ کے دیکھنے سے
حال اس شرک کا جملہ فرق مین باستثنای فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت کے بخوبی دریافت
ہوتا ہے اللہ ورسول سچے ہین جیسی خبر دی ویسا ہی ماجرا گذرا پھر یہ بھی بتادیا کہ ہر گروہ
اہل بدعت وتفرقہ کا اپنے حال وقال مین خوش ہے آپکو ناجی جانتا ہے دوسرے کو
ہالک سمجھتا ہے سو یہ محض اونکا خیال مختل ہے معیار نجات وہلاک کا قرآن وحدیث
ہے اجتماع واختلاف پر تحقق دعوے کا ہوسکتا ہے نہ مجرد ادعا زبانی پر یہ بھی معلوم
ہوا کہ جو کام شرع یا عقل مین صریح بد ہے اوسکو ہر کوئی برا جانتا ہے اور جو برا کام آدمی
اپنی عقل سے یا اور کسی سے سیکھہ کر ایجاد کرتا ہے تو اوسکی برائی صریح قرآن وحدیث مین

حال کے لوگون کی پہر خواہ اگلے مولوی درویشون کی راہ ہو خواہ حال کے جاہلون
بدعتیون کی راہ اور وہ چال خواہ دہریون نیچریون کی ہوا ور خواہ فیلسوفون سوفسطائیون
کی اور خواہ قانون کسی بادشاہ کا ہو یا دستور العمل کسی امیر و فقیر کا اور خواہ وہ مذاق
باطنی کسی پیر مرشد کا ہو یا اجتہاد کسی مجتہد مذہب کا غرضکہ جو چیز صریح موافق واضح
سنت و ظاہر کتاب نہین ہی وہ شاہراہ خدا سی علیحدہ ہی اور اپنے چلنے والے کو
جہنم تک پہونچانے والی ہی فاهدوهم الی صراط الجحیم اسی طرح جو عقیدہ و عمل
اپنی مرضی و رای کے موافق ہے اوسکو اختیار کرنا اور جو خلاف اپنی رای کے ہو
اوس سے دل چرانا یہ بہی ایک راہ ہی ہلاک کی اور ایک شعبہ ہی نفاق کا جیسے قبرون کا پختہ
بنانا اور اونپر اونچے اونچے گنبد بنانا اور قبر کا مسجد ٹہیرانا اور وہان چراغ جلانا
چادر ڈالنا پھول چڑہانا عرس کرنا دور سے چلکر قبر پر آنا اور اپنے پیرون درویشون
کی بات کو ارشاد رسول سے بڑہ کر ماننا اور اونکی تعظیم مین مبالغہ کرنا اور پیر بھائی کو
عاملین بالحدیث و متبع سنت سی زیادہ عزیز رکہنا اور پیر کے کہنے سے تقلید کو اچہا
اور اتباع کو برا سمجہنا یہ سب سبل ہین برخلاف صراط مستقیم قرآن و حدیث کے پہر
انہین سے کوئی راہ کافر کر دیتی ہے اور کوئی بدعتی اور کوئی فاسق اور کوئی جاہل
ونعوذ باللہ من جمیع ما کرہ اللہ **ف** بڑی نعمت یہ ہی کہ بندہ اللہ کا دوستدار
ہو اور اللہ بندے کا دوستدار سو یہ نعمت بدون اسکے نہین ملسکتی ہی کہ حضرت کا متبع
ہو اسکی دلیل قطعی یہ ہی قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اس آیت سے

علمی کہ نہ ماخوذ ز مشکوۃ نبی ست　　واللہ کہ سیرابی ازان تشنہ لبی ست
جائیکہ بود جلوۂ حق حاکم وقت　　تابع شدن حکم خرد بو لہبی ست

وقال تعالیٰ ان ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ذلکم وصاکم بہ لعلکم تتقون اس آیت مین صاف حکم دیا ہی اس امر کا کہ تم ایک ہی راہ اتباع توحید و اتباع سنت پر چلو ادیان مختلفہ و مذاہب مستحدثہ پر نہ چلو اگر تم دوسری راہون پر چلو گی تو راہ خدا سے بھٹک جاؤ گے ابن عطیہ نے کہا ہی لفظ سبل مین سارے اہل ملل و اہل بدع داخل ہین خواہ اصول مین ہون یا فروع مین قتادہ نے کہا سبیل واحد جماعت ہدی ہی اسکا انجام جنت ہی ابلیس نے بہت سی سبل متفرقہ نکال دیے مصیر اوس جماعت ضلالت کا طرف نار کے ہے پھر حدیث تخطیط کو ذکر کیا ابن عباس نے کہا سبل سے مراد ضلالات ہین ابن مسعود نے کہا جسکو صحیفہ مختومہ رسول خدا دیکھنا ہو وہ اس آیت کو پڑھے اللہ نے امت اسلام کو اس اتباع سبیل واحد کی وصیت کی ہی اور اتباع سبل سے نہی فرمائی ہی اہل تفرقہ کہان ہین ذرا اس آیت و وصیت مین غور کرین اور اپنے عقائد و اعمال کو میزان اہل جماعت سنت مین تولین کہ ممتثل امر الٰہی کے وہ تھے یا ممتثل اونکے یہ ہین آیت دلیل ہی اس بات پر کہ قرآن کی راہ اختیار کرنا یہی سیدہی مضبوط شاہراہ ہی اس راہ پر آدمی بحفاظت اللہ کی طرف پہونچ جاتا ہی اور جو شخص پگ ڈنڈی راہون اور گلی کوچون مین چلتا ہی وہ منزل مقصود تک نہین پہونچتا وہ راہین خواہ اگلے کافرون مشرکون فاسقون کی ہون خواہ

طرف غیر کے ہرگز جائز نہین ہو سکتا ہی یہ مبالغہ جو اس آیت مین ہی شائد کسی اور
تکلیفات مین نہوگا یہ تقدیم عموم قرآن و خبر کو حکم قیاس پر واجب کرتا ہی انتہی صاحب
اس کلام کو فتح البیان مین قوی و حسن کہا ہی اب دیکھو کہ جتنے کتب علم فروع مین
موجود و متداول ہین غالب بنیاد اونکی انہین قیاسات پر ہی اونکا ماننا اونپر چلنا
اور کتاب و سنت سے حکم نہ لینا کیسی بات ہی یہ فعل اس آیت کا مصداق ہی یا نہین ہے
یہی حکم اون رسوم کا ہی جو ولادت و شادی و ممات مین مروج ہین جیسے وقت تولد
پسر کے بندوقین چھوڑنا اور بسم اللہ کے لیے چار سال چار ماہ کی قید کرنا بسم اللہ کی
شادی کی محفل کرنا ختنے کی شادی کرنا منگنی کے رسوم بجالانا صفر کے تیرہ دن کو
نامبارک سمجھنا آخری چارشنبے کو سیر کے لیے جانا ربیع الاول مین محفل مولد کرنا ربیع الثانی
مین گیارہوین کرنا جمادی الاولی مین عرس کے لیے تکٹ پور جانا شعبان مین آتشبازی
چھوڑنا خطبۂ وداع رمضان پڑہنا بعد نماز عید کے معانقہ مصافحہ کرنا نعش کی چارپائی
کو منحوس سمجھنا کفن کے ساتھہ جانماز لیجانا الی غیر ذلک مما لا نہایۃ لہ **ف** حدیث عائشہ
مین مرفوعاً آیا ہے من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد یہ حدیث متفق علیہ ہے
نیل الاوطار مین کہا ہی کہ مراد امر سے اس جگہہ وہ کام ہے جسپر حضرت اور اصحاب حضرت
تھے اور رد بمعنی مردود ہے یہ حدیث منجملہ قواعد دین کے ہے اسکے نیچے اتنے احکام
مندرج ہین جنکا حصر نہین ہو سکتا یہ حدیث اصرح براہین و ادل ادلہ ہی ابطال فعل فقہائے
مقسمین بدع پر جو کہ بدعت کی تقسیم طرف اقسام متعددہ کے کرتے ہین اور تخصیص

معلوم ہوا کہ جو شخص حضرت کی سنت کی پیروی نکرے اور پھر اللہ کی محبت کا دعوی
کرے تو وہ جھوٹا ہی اور جو سنت کے موافق کام کرے اور اعتقاد رکھے وسکی محبت
اللہ سے سچی ہے اور وہ اللہ کا محبوب ہی اس آیت مین صریح امر ہے اتباع کرنے کا
اتباع کہتے ہین عمل بالحدیث کرنے کو تقلید کہتے ہین دوسرے کی راہی پر چلنے کو اس
اتباع کو دوسری آیت مین بلفظ اطاعت تعبیر کیا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول
فان تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین اس آیت مین وہ وعید شدید ہی جسکا کچھہ پایان
نہین ہی کیونکہ ترک اطاعت رسول پر کفر کا اطلاق کیا ہی اطاعت رسول کے سوا
اسکے نہین ہوسکتی ہی کہ جو کچھہ رسول نے جسطرح پر فرمایا ہی اوسکو قبول کرے خلاف
اوسکے کوئی قول صادر نہو کیونکہ اعراض کرنا اس اطاعت سے شان کفار کی ہوتی ہے
نہ اہل ایمان کی جب حکم و تحکیم رسول سے دل تنگ ہوا اور سوا حکم رسول کے دوسرے
کی راہی پسند آئی تو اب ایمان کا خدا حافظ ہی اسی لیے دوسری آیت مین قسم کھا کر
نفی ایمان کی ایسے شخص سے کی ہے جو حضرت کو حاکم و حکم اپنا نہین کرتا ہی قال تعالی
فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا
مما قضیت ویسلموا تسلیما یہ ذکر تو زمانۂ حیات نبوی کا تھا اب بعد ممات کے بھی
وہی تحکیم کتاب و سنت کی تا قیام قیامت و نفخ صور باقی ہی فخر الدین رازی کہتے ہین ظاہر
آیت دلیل ہے اس بات پر کہ تخصیص نص کی قیاس سے جائز نہین ہے کیونکہ آیت
دال ہی وجوب متابعت قول و حکم نبوی پر علی الاطلاق تو اب عدول کرنا اوس سے

کہا ہی یہ دلیل بیّن ہے عدم تقسیم بدع پر اگر کوئی فرد بدعت کی ضلالت نہوتی تو یہ کلیہ
مطلقہ ارشاد نہوتا اس سے معلوم ہوا کہ یہ کلیہ عام و شامل ہے ہر بدعت کو خواہ اوسکو
حسنہ کہین یا سیئہ تخصیص اس عام کی بدون کسی دلیل مقدم یا مساوی کے نہین ہوسکتی ہے
اور دلیل موجود نہین ہی ایک طائفہ فقہاء فروع نے تقسیم بدع کی ہی اونکے مقابلے
مین دوسری جماعت فقہاء قائل عدم تقسیم کی ہے جیسے شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی
اور صاحب رد الاشراک اور سید حسن قنوجی و سید احمد قنوجی و سید محمد بن امیر یمانی اور
علامہ قاضی شوکانی وغیرہم علاوہ اسکے یہ حدیث صحیح مسلم کی ہی احادیث دیگر کتب
سنن کی صلاحیت معارضہ کے ساتھ حدیث مسلم کے نہین رکھتے ہین حضرت نے
اس حدیث مین لفظ جمع کا فرمایا ہے جو شامل ہے ہر محدث کو اور محدثات پر اطلاق
شر کا کیا ہی سو شر مین خیر نہین ہوتی ہے پھر کسطرح کوئی محدث خیر یعنی حسنہ ہوسکتا ہی کہ
ہر بدعت کو گمراہی قرار دینا با علی صوت منادی ہے اس بات پر کہ کسی بدعت مین
ہدایت نہین ہی غرضکہ حدیث اپنے اطلاق پر ہے ہرگز اوسمین رائحہ تخصیص کا نہین ہے
ذم بدعت و اہل بدع مین جتنے احادیث آئے ہین اونمین کہین اتا پتا حسن و خیر کا
نہین ہی کسی حدیث مین بدعت کو نار مین فرمایا ہی کسی جگہہ مبتدع کو ہادم اسلام ٹھہرایا ہے
کسی جگہہ بدعتی کی توقیر سے منع کیا ہی کسی مقام مین بدعت کو رافع سنت کہا ہی یہ سب
الفاظ و عبارات استیصال حسن بدع کرتے ہین بلکہ مذمت بدع کی خود قرآن مین آئی ہے
فرمایا ہی و رہبانیۃ ابتدعوہا ما کتبناہا علیہم معلوم ہوا کہ بدعت کا حکم خدا کی

رد کے ساتھہ بعض بدع کے بلا مخصص ہے یہان نہ کوئی تخصیص عقلی ہی نہ نقلی نووی
نے کہاہے کہ اس حدیث کا یاد رکھنا اور ابطال منکرات مین استعمال کرنا چاہیے اور
اس استدلال کی بھی اشاعت لائق ہے طوفی نے کہا ہی اس حدیث کا نام اگر نصف ادلہ
شرع رکھا جاوے تو مناسب ہی انتہی اس حدیث مین احداث کو مردود فرمایا ہے یہ
احداث نزدیک اہل علم کے دو طرح پر ہی ایک وہ جسکی حاجت زمانہ سلف مین نہ تھی
لکن بعد اوسکے ہوئی اور وہ باشارۃ النص ثابت ہی جیسے حدوث صرف ونحو واعراب
قرآن کا اور تالیف علم فقہ واصول ونحو ہا کے سو یہ چیزین بسبب وجود نظیر ومثال
وغیرہ کے بدعت نہین ہین اور نہ انسے کوئی خرابی دین کی اور رفع کسی سنت کا پایا گیا
دوسرا وہ احداث ہی جو اوسی ملنے مین بے انکار جاری نہوا جیسے لوگ اوس وقت
مین مرتے تھے مگر تیجا دسوان چالیسوان فاتحہ وغیرہ نہوتا تھا یا نکاح ہوتے تھے مگر
ساچق آتشبازی مصحف آرسی وغیرہ رسوم کا وجود نتھا سو اس طرح کا احداث خواہ عمل
مین ہو یا قول مین یا عقیدے مین بدعت وباطل ومردود ہے یہی حدیث دلیل ہے
رد تقسیم بدعت پر طرف حسنہ وسیئہ کے یہی نیل وغیرہ مین استدلال مذکور بسط کے ساتھہ
مسطور ہے وللہ الحمد جابر کا لفظ مرفوع یہ ہی اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ و
خیر الھدی ھدی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وشر الامور محدثاتھا وکل بدعۃ ضلالۃ
رواہ مسلم اس حدیث مین کتاب وسنت کو خیر ٹھیرایا ہی اور محدثات کو شر بتایا ہی یہ محدثات
شامل ہین ہر امر اعتقادی وقولی وفعلی کو پھر ہر بدعت کو بلا تخصیص کسی نوع کی ضلالت

قرآن وحدیث مین نہین آئی ہے ہم اوسکو کیون برا جانین سو یہ بات غلط ہے بلکہ
بات یون ہی کہ جس کام کی ہمکو خدا اور رسول کی طرف سی اجازت نہین ہوئی ہی وہ کام
ہمکو منع ہی خصوصاً جبکہ برخلاف اصول اسلام کے ہو ورنہ یون تو مسکوت عنہ غیر مخالف
اصول معاف ہوتا ہی ابن مسعود کہتے ہین حضرت نے فرمایا ہی اللہ نے کوئی نبی کسی
امت مین نہین بھیجا لکن اوسکی امت مین کچھہ اوسکے دوست خالص تھے پھر اونکے
بعد ایسے لوگ آئے جنکا قول موافق فعل کے نہ تہا وہ کام کرنے لگے جسکا حکم اونکو نہ تہا
سو جو کوئی اونسے ہاتھہ سے لڑیگا وہ مومن ہی اور جو کوئی زبان سے لڑیگا وہ مومن ہے
اور جو کوئی دل سے لڑیگا وہ مومن ہی اور بعد اسکے ایمان برابر دانہ رائی کے بہی
نہین ہی رواہ مسلم اس حدیث مین حکم ہے کہ اہل بدع سے مجاہدہ کرنا چاہئے ہاتھہ سے
جہاد کرنا کام ائمہ کا ہی اور زبان سے جہاد کرنا کام علما کا ہی اور دل سے جہاد کرنا
کام عوام اہل اسلام کا ہے معلوم ہوا کہ جو شخص ان تینون قسم کے مجاہدے سے خالی ہی
وہ مومن نہین ہی اسلیے کہ کوئی چوتھی شق واسطے بقاء ایمان کے اس جگہہ ذکر نہین
فرمائی یہ وہ نفی ہے جس سے بدن پر بال کھڑے ہوتے ہین دل کانپ جاتے ہین اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ غیر مجاہد بدعت کا ایمان باقی نہین رہتا ہی تو پہر جو خود موجد بدعت کا
ہوگا اوسکے ایمان کا خدا حافظ ہی وہ تو کسی طرح مومن نہین رہ سکتا ہی یہ بہی معلوم ہوا
کہ ازالہ بدعت مین جہانتک کشش و کوشش ہو سکے بجا لاے اور بدعت کے کام کو
مٹائے زبان سے اہل بدع کو نصیحت اور بدعت کی فضیحت کرے اور بدعتیون سے

نہین ہوتا ہی اسی جگہہ سے یہ بات ٹھیری ہی کہ دین مین نئی بات نکالنا گویا اپنی ایک
شرع جدی مقرر کرنا ہی یا قرآن وسنت مین نقصان ثابت کرنا گویا یہ دعوی ہی کہ
یہ بات نہ خدانے قرآن مین کہی اور نہ رسول کو معلوم ہوئی کہ وہ کہہ جاتے اب ہمنے
نکالی سو جو دعوی ایسا ہو کہ جسمین ایسی بری بات نکلے تو وہ صریح گمراہی ہی اسی لیے
بدعت کا کام سب بد کاموں سی زیادہ تر ید ہی بدعتی کو توبہ نصیب نہین ہوتی کیونکہ
وہ بدعت کو نیک کام جانکر کرتا ہی اوسکو خیال توبہ کا کیون آنے لگا والہذا حضرت نے
فرمایا ہی کہ سب بدعتین گمراہی ہین اور اونمین شر ہی شر ہے خیر کی ہوا بھی نہین اس
صورت مین اہل بدعت کو امید خیر کی استعمال بدعت مین رکھنا عکس القضیہ ہوتا ہی
کسے در صحن کاسچ قلیہ جوید   اضاع العمر في طلب المحال
وعن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ابغض الناس الی الله
ثلثة الی قوله ومبتغ فی الاسلام سنة الجاهلية رواه البخاري اہل علم کہتے ہین
ہر محدث وبدعت سنت جاہلیت ہی اہل کتاب اسی وجہ سی گمراہ ٹھیرے کہ اونہون نے
دین اسلام مین بدعات نکالے تھے سو ایسا شخص سب سی زیادہ اللہ کو دشمن ہوتا ہی
جسکو یہ منظور رہو کہ اوسکا رب دشمن ہو جائے تو وہ بدعت نکالے یا کسی بدعت پر چلے
یہ بات اوسکو بی تکلف حاصل ہو جاویگی اس حدیث سی یہ بھی نکلا کہ ایک قسم کی بدعت
یہ بھی ہوتی ہی کہ اگلے کافرون کے رسوم وعادات کو اسلام مین جاری کری گویا
وہ رسم وعادت اسلام مین نئی نکلی بعض جاہل کہتے ہین کہ جس کام کی صریح برائی

مراد محدثات امور سے وہ کام ہین جو زمانہ نبوت اور زمانہ صحابہ و تابعین مین نہ تھے اس حدیث کو احمد و ابو داود و ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کیا ہی یہ حدیث دلیل ہے دوامر پر ایک وجود اختلاف پر دوسرے حدوث بدع پہلی اختلاف سے تحذیر فرمائی پھر ذم بدعت کی معلوم ہوا کہ یہ دونون کام خلاف سنت ہین بدعت سے بہتر فرقے نکلے اختلاف سے چار فرقے اس کثرت سبل کا ذکر دوسری حدیث مین ہر روایت ابن مسعود مرفوعا یون آیا ہی کہ حضرت نے ایک لکیر کھینچی پھر کہا کہ یہ اللہ کی راہ ہی پھر اوس لکیر کے داہنے بائین اور لکیرین کھینچکر کہا کہ یہ راہین ہین ہر راہ پر انمین سے ایک شیطان ہی جو طرف اوس راہ کے بلاتا ہی پھر آیت پڑہی وان هذا صراطي مستقيما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبيله ذلكم وصاكم به لعلكم تتقون رواه احمد والنسائي والدارمي یعنی اللہ کی راہ سیدہی شاہراہ ہی اسپر چلو اور کئی راہین مت چلو کہ وہ راہین تمکو سیدہی راہ سے بہکا دینگی پھر حضرت نے اسکی مثال بناکر سمجھا دیا کہ شرع کی راہ سیدہی طرف خدا کے گئی ہے اور اس راہ کے آس پاس لوگون نے بدعت کی راہین نکالکر اس راہ مین ملا دین ہین سو ہر ایک راہ پر اون راہون مین سے ایک ایک شیطان بیٹھا ہی و اپنی طرف بلاتا ہی اور اوس بدعت کی خوبیان اور تاویلین اور حیلے حوالے سمجھاتا ہے سو تم ان راہون پر نہ چلو معلوم ہوا کہ ایمان کا مقتضا یہی ہی کہ قرآن و حدیث کی سیدہی راہ اختیار کرے اور راہون پر نہ چلے جو کوئی کئی راہین چلتا ہی اپنی شریعت مین

دوستی نرکسے بقدر مجاہدہ کے اوسکا ایمان قوی وکامل اور بقدر مداہنت کے ضعیف ومفقود ہوگا اور یہہ بہی ثابت ہوا کہ جس کام کا حکم نہوا اگرچہ منع بہی نکلتا ہو تو وہ کام بہی کرنا بدعت ہی جیسے اذان مین بجای چار تکبیر کے پانچ تکبیر کہنا یا دو سنت فجر کی جگہہ پر چار رکعت پڑہنا کہ ایسے کام سے بہی منع کرنا ضرور ہی مانع کو اس جگہہ فقط یہی دلیل کافی ہے کہ اسکا حکم شرع مین دلالۃً یا اشارۃً نہین آیا فاعل وقائل کے لیے البتہ دلیل چاہیے خواہ آیت ہو یا حدیث غرضکہ اس حدیث مین خبر دی ہے حدوث بدع سے بعد زمانۂ نبوت کے اور ذم کے ہے خلف بتدعین پر اس سے اصرح تر حدیث عرباض بن ساریہ ہی اوسکا لفظ یہ ہی فانہ من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین تمسکوا بہا وعضوا علیہا بالنواجذ اس سے معلوم ہوا کہ حدوث اختلاف کثیر کا قریب زمانہ نبوت کے بعد وفات نبوی کے ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا اس اختلاف کا حال رسالہ کشف الغمہ مین ہمنے لکہا ہے زمانۂ صحابہ مین بعد حضرت کے بدعت قدر و بدعت خروج و بدعت اعتزال وغیرہا حادث ہوئے پہر حدوث بدع کا روز افزون ہوتا رہا یہانتک کہ جب قرون مشہود لہا گزر گئے اور چوتھی صدی آئی تب بہی کم کم خاص جماعت اہل سنت مین بدعت تقلید رجال و مذاہب حادث ہوئے لکن شیوع عام اوسکا نہ تہا نہ ایسا جمود جو کہ اب بعد چہہ سو سال ہجری کے ظاہر ہوا اسی حدیث مین بعد ذکر حدوث اختلاف کثیر کے یہہ بہی فرمایا ہی وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ

لکن صحیح تقسیم سوافق تحقیق علماء حدیث کے وہی ہی جو ہمنے رسالہ کشف الغمہ مین
مقریزی سے نقل کی سب رہی یہ بات کہ فرقۂ ناجیہ یہی اہل سنت وجماعت ہین
اور یہ راہ انکی صراط مستقیم وسبیل خدا ہے باقی سارے سبل جو سوا اس راہ کے ہین
وہ سبل نار ہین اسکی کیا شناخت ہی کیونکہ ہر فرقہ آپکو راہ راست پر جانتا ہی سو اسکا
جواب یہ ہی کہ کوئی شی مجرد دعوے سے تمام نہین ہوتی ہے جب تک کہ کوئی برہان
نہو سو ہماری برہان یہ ہی کہ دین اسلام نقلاً آیا ہے مجرد عقل یہان وافی نہین ہے
اخبار متواترہ احادیث متکاثرہ آثار متوافرہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہی کہ سلف
اس امت کے یعنی صحابہ وتابعین و تبع تابعین ومن بعدہم من المحدثین والمجتہدین اسی
عقیدے وطریقۂ اہل سنت پر تھے یہ سارے بدع واہوا وا قوال بعد صدر اول کے
حادث ہوے ہین سلف نے قاطبۃً اہل احداث وبدعات سی رابطۂ محبت وصحبت
قطع کر دیا تھا اور ان پر رد کرتے تھے سارے محدثین ملت جیسی اصحاب صحاح ستہ وغیرہم
اسی منہج اعدل پر گزرے ہین آئمۂ اربعۂ فقہا بھی اسی چال ڈہال پر تھے اشعریہ ماتریدیہ
کا بھی یہی رنگ ڈہنگ تھا اس وجہ سی ان لوگون کا نام اہل سنت وجماعت ٹھیرا یہ نام
مبارک ماخوذ ہی سنت وقول جماعت سی یہ کچھہ ویسا لقب نہین ہے جو اہل بدع نے
اپنے لیے یا اہل سنت نے اونکے لیے بمناسبت اونکے احداث کے رکھا ہے
جیسے معتزلہ شیعہ مرجیہ وغیرہ سو جو کوئی کسی اجتہاد فقہی یا قیاس فرعی یا رای فلسفی یا
ہوای بدعی یا اعتقاد شرکی یا لطیفۂ تصوفی کو کسی اونے سنت صحیحہ پر مقدم کرتا ہے

نئی راہ نکالتا ہی تو وہ شیطان کی راہ پر جاتا ہے اس حدیث مین جسطرح حضرت سے
بحوالۂ قرآن شریف اتباع سبل سے نہی آئی ہے اسی طرح ایمۂ اربعۂ مجتہدین نے
بھی اپنی اپنی تقلید سے نہی فرمائی ہے اس سے معلوم ہوا کہ چار مصلون کا مکّہ مین
ہونا اور اہل سنت کا چار مذہبون پر متفرق ٹھیرنا خلاف مقصود خدا و رسول بلکہ
منہی عنہ ہے الحاصل مراد سبیل واحد مستطیل سے صراط مستقیم کتاب و سنت ہی جسپر
تیرہ سو برس سے اہل حدیث سالک ہین مراد لکیرون سے محدثات امور وطرق بدع
ہین وہ سب کج مج ہین اسی لیے اونمین سے ہر راہ پر ایک شیطان کا موجود و داعی
ہونا بتایا ہے معلوم ہوا کہ سارے محدثات و بدع خطوات شیطان ہین نہ سبیل رحمن
تعداد ان خطوط کی کسی حدیث مین نہین آئی ہے مگر تفسیر مدارک مین بحوالۂ ایک حدیث
کے یہ ذکر کیا ہے کہ ایک تو سیدھا خط تھا اور باقی داہین باہین اوسکے چھہ چھہ خط تھے
پھر جب ہر خط کو انمین سے چھہ چھہ بار لیا گیا تو یہ سب بہتر راہین ہوئین انتہی بعض
اہل علم نے کہا ہی کہ اگرچہ یہ عدد بہتر فرق کا حدیث صحیح مین آیا ہی لیکن نہ اس طرح پر
جسطرح کہ صاحب مدارک نے ذکر کیا ہی بلکہ اوس طرح واقع ہے جسطرح کہ مواقف
مین کہا ہی کہ بڑے فرق اسلامیہ آٹھ فرقے ہین معتزلہ شیعہ خوارج مرجیہ جبریہ
مشبہہ نجاریہ ناجیہ پھر کہا ہے کہ معتزلہ بیس فرقے ہین اور شیعہ بائیس و خوارج بیس
اور مرجیہ پانچ اور نجاریہ تین اور جبریہ و مشبہہ و ناجیہ کے فرق ذکر نہین کیے
پھر ناجیہ فرقۂ اہل سنت و جماعت کو بتایا ہی یہ سب تہتر فرقے ہوے انتہے

من بعدي من سنتي رواه الترمذي مسلم کا لفظ ابو ہریرہ سے فقط اتنا ہے
بدء الاسلام غریبا وسیعود کما بدء فطوبی للغرباء یعنی آخر زمانے مین دین اسلام
کی باتین ایسی ہو جائینگی جیسے کوئی مسافر ہوتا ہی کہ اوسکو کوئی نہین پہچانتا اور لوگ
اوسکو بیگانہ جانتے ہین اور ابتدا مین بھی اسلام کو کوئی نہین جانتا تھا اور عرب کے
کافر مسلمانون کو انگشت نما کرتے تھے ویسے ہی اخیر زمانے مین دین اسلام کی
اصل باتون کو کوئی نہ پہچانیگا اور مسلمانون کو لوگ انگشت نما کرینگے غرضکہ یہ حدیث
دلیل ہے غربت اسلام پر اور اوسمین بشارت ہی واسطے غرباء کے کہ جو لوگ سنت کو
جاری کرین اور بدعت کو رد کرین اونکا بڑا مرتبہ ہی اور یہ بات دینداری کی ہے
اور اگر ان بدع واہواء وتقلیدات رجال کو موجب غربت کا نہ سمجھا جاوے تو پہر کون
شے مصداق اس غربت کی ٹھیریگی اور اگر یہی مصلحین مفاسد دین غرباء نہونگے
تو پہر وہ کون غرباء ہین جنکا اس حدیث مین ذکر آیا ہی رسالہ کشف اللثام عن غربة
الاسلام مین تفصیل اس غربت اجمالی کی بیان کی گئی ہے ابن عمرو مرفوعاً کہتے ہین
آویگا میری امت پر وہ حال جو آیا تھا بنی اسرائیل پر جیسے ایک جوتا برابر دوسرے
جوتے کے یہانتک کہ اگر اونمین کسی نے اپنی ماں سے علانیہ زنا کیا ہوگا تو میری
امت مین بھی وہ شخص ہوگا جو یہ کام کریگا بیشک بنی اسرائیل بہتر فرقے ہو گئے
میری امت تہتر فرقے ہو جاویگی وہ سب آگ مین جائینگے مگر ایک ملت والے کہا
وہ کون ہین ای رسول خدا فرمایا ما انا علیه واصحابي رواه الترمذي یعنی ع

وہ فرقۂ ناجیہ سے خارج ہو جاتا ہے وہ باوجود ترک سنت و مفارقت جماعت کے
کسی طرح اہل سنت و جماعت میں نہیں ٹھہر سکتا ہے اس نام کا مصداق تو وہی شخص
ہوگا جو سرمو مخالف سنت کے نہیں ہے اور سیرت سلف کا تابع ہے وہ سیرت اونکی
یہی اتباع قرآن و حدیث تھا حب للہ بغض فی اللہ اونکا بانا تھا وہ ذات خدا میں کسی
لائم کے لوم سے ڈرتے تھے اور نہ کسی لایعنی میں خوض کرتے تھے نہ دین حق میں
کسی کے ایسے مقلد تھے کہ باوجود ظہور نص کتاب و سنت کے اوسکی بات پر چلیں
اور خدا و رسول کا سونہہ نکریں اونکے مدینۂ دل میں سوا رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کے کسی کے رای کی رایت نہ تھی اور نہ کوئی نشان سوا نشان قرآن
عظیم الشان کے تھا سو سب سے زیادہ مستحق اس نام کا اونہیں کو ہے اسی لیے حدیث
بلال بن حارث مزنی میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا جسنے زندہ کیا میری سنت کو
جو بعد میرے مرگئی ہے اوسکو اجر ہوگا مثل عاملین کے بلا نقصان اونکے اجر کے
اور جسنے نکالی کوئی بدعت ضلالت جسکو اللہ و رسول پسند نہیں کرتے ہیں اوسپر گناہ
ہوگا مثل عاملین کے بلا نقصان اونکے گناہوں کے رواہ الترمذی یہ
حدیث یہ بات سمجھاتی ہے کہ بعد حضرت کے سنن مرجائینگے بدع ظاہر ہونگے
محیی سنت کو برابر جملہ عمال کے اجر ملیگا مبتدع کو برابر جملہ عمال کے وزر ہوگا ایضاح
اسکا دوسری حدیث عمرو بن عوف سے مرفوعا یوں ہوتا ہے کہ ان الدین بدء
غریبا وسیعود کما بدء فطوبی للغرباء وهم الذین یصلحون ما افسد الناس

ھو سما کم المسلمین من قبل یہ حدیث اسپر بھی دلیل ہے کہ فرقۂ ناجیہ اب بعد زمان
آنحضرتؐ اور عہد صحابہ کے وہ ہے جو کہ اونکی سیرت وصورت پر ہو اسکی صراحت
دوسری حدیث ابن عمرؓ مین مرفوعاً نزدیک حاکم کے یون آئی ہے فقیل لہ ما
الواحدۃ قال ما انا علیہ الیوم واصحابی یعنی جب حضرت سے یہ کہا گیا کہ وہ فرقۂ
واحدہ ناجیہ کیا ہی فرمایا وہ جو آج کے دن میرے اور اصحاب کے چال ڈھال پر ہے
قید الیوم کی نص ہی محل نزاع مین معلوم ہوا کہ معتبر شرائع دین مین وہی چیز ہے جو کہ
زمانۂ نبوت مین سامنے اصحاب نبوت کی موجود ومعمول تھی نہ وہ چیز جو بعد اوس زمانے
کے حادث وموجود ہوئی ہی ہر شخص اپنے حال قال فعال کو اس حدیث پر عرض کر کے
اور اوسوقت کی سیرت ہدی سے ملا کر معلوم کر سکتا ہی کہ وہ اونکے طریقے پر ہے
یا نہین ہے اگر میزان عدل مین اعتقاداً وعملاً پورا نکلا تو بے شبہہ فرقۂ ناجیہ مین داخل
ہے گو عمل مین بہ نسبت اونکے قاصر ہوا ور جو کم عیار آیا تو جان لے کہ وہ فرقۂ ناجیہ
مین نہین ہے یہ موازنہ بوجہ ضبط ہونے سائر احوال واقوال وافعال نبوت کے
کتب سنت وسیر مین بہت آسان ہے کچھہ مشکل کام نہین ہی خصوصاً اوس صورت مین
کہ خود شارع علیہ السلام نے حال آیندہ وبدع پایندہ پر آگاہ کر دیا ہی فرمایا قریب ہی
کہ نکلین گے میری امت مین وہ قومین جنمین اہوا داخل ہونگے جسطرح کہ سگ گزیدہ مین
اثر ہوتا ہی کوئی رگ وجوڑ نہ بچیگا مگر وہ ہوی اوسمین داخل ہو گی مراد اہوا سے بدعات
ومحدثات امور ودخول رای فی الدین وتقلید جاہل بلا برہان وسلطان ہی حدیث

جیسے مین ہون اور میرے یار ہین ٭ احمد و ابو داود کا لفظ معاویہ سی یہ ہی کہ بہتر نار
مین ہونگے ایک جنت مین ہوگا وھی الجماعۃ یعنی ناجی یہی اہل سنت وجماعت کا گروہ
ہی پس لفظ ما انا علیہ سی سنت مراد ہی اور وھی الجماعۃ سی جماعت اہل سنت
انکو جماعت اسلیے کہتے ہین کہ یہ سب کلمۂ حق پر مجتمع ہین اہل سنت اسلیے کہتے ہین کہ
سنت بمعنی حدیث ہی یہ لوگ حدیث پر عمل کرتے ہین جسطرح کہ طریقہ سلف امت کا
تھا سلف کہتی ہین زمانۂ صحابہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مظعون کا
نام وقت اونکے انتقال کے سلف صالح رکھا تھا یہ روایت کتاب واجر مین مروی
ہے ابو داود و نسائی و ترمذی و ابن ماجہ کا لفظ ابو ہریرہ سی یہ ہی کہ یہود اکہتر فرقے ہوگئی نصاری
بہتر فرقے ہوگئی میری امت تہتر فرقے ہوجاویگی اسکو حاکم نے صحیح کہا ہی اور احمد و ابو داود
و حاکم نے اسکو معاویہ سی بھی روایت کیا ہی اتنا لفظ نزدیک حاکم کے زیادہ ہے
کلہا فی النار الا واحدۃ وھی الجماعۃ ابن ماجہ کا لفظ عوف بن مالک سی مرفوعاً
یون ہی ایک فرقہ جنت مین ہی اور بہتر فرقے نار مین کہا ای رسول خدا وہ فرقۂ ناجی
کون ہی فرمایا الجماعۃ احمد کا لفظ انس سے یہ ہی پوچھا ای رسول خدا وہ فرقہ کون ہے
فرمایا جماعت ہی یہ حدیث بہت الفاظ و طرق سے آئی ہی یہ نص ہی محل نزاع مین
کیونکہ افادہ کرتی ہی اس بات کا کہ مراد جماعت سی جماعۂ صحابہ ہی اور یہ بات بھی سمجھاتی
ہے کہ یہ نام ہمارا نام مسنون ہی نہ اسم مبتدع خود یہ لقب ہمکو شارع علیہ السلام نے بخشا ہے
جسطرح کہ سب سے پہلے ہمارا نام مسلمان حضرت ابراہیم خلیل الرحمن علیہ السلام نے رکھا تھا

کی یہ بھی ہی کہ صبح سے شام اور شام سے صبح تک کسی متبع سنت کا دل میں بغض و کینہ
نہو سنت پر عمل کرنے کا اجر حدیث مین بحساب آیا ہی ابو ہریرہ مرفوعاً کہتے ہین
جسنے تمسک کیا ساتھہ میری سنت کے وقت فساد امت کے اوسکو سو شہید کا
اجر ہے رواه البيهقي في كتاب الزهد من حديث ابن عباس اس حدیث مین بشارت
عظیمہ ہے واسطے عامل بالحدیث کے اسلیے کہ تمسک عبارت ہی عمل کرنے سے سنت پہ
اور مراد فساد سے بدع و جہالات ہین جنمین اکثر لوگ مبتلا رہتے ہین اور جبکہ ایک شہید کا
اجر غیر شہید سے کہین بڑھ کر ہے تو سو شہید کے اجر کا کیا حساب ہی مراد شہادت سے
اس جگہہ شہادت فی سبیل اللہ ہی نہ شہادت صغری اسلیے کہ عمل بالحدیث مین
وہ آفات و امتحانات ہوتے ہین جنکی برابری سوا مشقت و محنت جہاد فی سبیل اللہ
کے کوئی شی نہین کر سکتی ہی تذکیر الاخوان مین کہا ہی کہ اب وہی اختلاف و بدعات
کا وقت ہی کہ ہر شخص اپنی گاتا ہی اور جو جسکے جی مین آتا ہی بیدھڑک کرتا ہی کوئی
کسی بدعت کو فرض جانتا ہی اور کوئی واجب اور کوئی سنت اور کوئی مستحسن
اور کوئی مصلحت وقت اور کوئی بزرگون کی رسم سو ایسے وقت مین جو کوئی سنت
پر چلیگا اور اوس بدعت سی کنارہ کریگا اوسکو سو شہید کا ثواب ملیگا اسلیے کہ ہزارون
بدعتی اوسکے دشمن ہونگے اور اوسکو برا کہین گے بلکہ اوسکی جان و آبرو کھونیکی
فکر مین رہینگے اور وہ موافق سنت کے صبر کرے گا اسلیے اتنا بڑا ثواب پائیگا
انتہی جابر کہتے ہین عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم یہود سے کچھ باتین سنتے ہین وہ ہمکو

دلیل ہے اس بات پر کہ جو لوگ میرے اور اصحاب کے عقیدے اور طریقے اور
رسم و عادت یعنی سنت کے موافق عمل کرتے ہین اور کرینگے وہ بہشتی ہونگے
اور باقی سب فرقے جو بدعت کی نئی نئی باتین نکالکر متفرق گروہ ہو گئے ہین وہ سب
دوزخ مین جائینگے گو بعض کو اونمین سے بسبب خفت بعض بدعات کے خلود نہو
لکن دخول اونکا نار مین بموجب اس حدیث کے متعین ہے اور فرقہ ناجیہ مین اکثر لوگ
جہنم سے دور رہین گے اونکو دخول بھی نہو گا اگرچہ بعض فساق بسبب ارتکاب کبائر
کے واسطے ایک مدت کے داخل نار ہونگے خواہ وہ مدت قلیل ہو یا کثیر غرضکہ
کم و بیشی کرنے والا عقائد و اعمال و رسوم و عادات سلف پر مبتدع مستحق نار ہوتا ہے
جسطرح کہ پابند اونکی راہ و رسم و عقیدہ و عمل و فعل و قول و حال کا جنتی اور ناجی
ہوتا ہے واللہ اعلم **ف** حدیث انس مین نزدیک ترمذی کے آیا ہے جسنے دوست
رکھا میری سنت کو اوسنے دوست رکھا مجھکو اور جسنے دوست رکھا مجھکو وہ ساتھہ
میرے ہو گا جنت مین معلوم ہوا کہ محب سنت محب رسول ہے ہوتا ہے اوسکو مرافقت
حضرت کی جنت مین ہاتھہ آتی ہے سو جبکہ نری محبت سنت کا یہ ثمرہ نافعہ ہے تو
عامل بالسنۃ کا خدا جانے کیا کچھہ مرتبہ عالی نہو گا اس حدیث سے یہ بھی سمجھا گیا ہے
کہ جو کوئی مخالف سنت ہو کر مدعی حضرت کی محبت کا ہے وہ کاذب ہے حضرت کی
دوستی تو یہی ہے کہ سنت کے موافق عمل کرے یہ بھی ثابت ہوا کہ عامل بالسنۃ
بڑے درجے کا بہشتی ہے کہ بہشت مین حضرت کے ساتھہ ہو گا ایک سنت حضرت

وملت بیضا پر عمل کرتے پھر یہود ونصاری کس قطار وشمار مین ہین اور ملا مولوی
شیخ مجتہد پیر مرشد کی کیا گنتی و ہستی ہی کہ کوئی اونسے باتین اونکی رای وقیاس کی
سیکھے ہم اگر اونسے دین کی باتین لیوین تو گویا ہمنے اپنے دین کو ناقص اور اونکے دین
یا اجتہاد کو کامل جانا سو اس بات سے ایمان مین نقصان آتا ہی حدیث ابو امامہ مین
فرمایا ہی گمراہ نہین ہوئی کوئی قوم بعد ہدایت کے جسپر وہ پیشتر تھی لکن دی گئی جدل
پھر یہ آیت پڑھی ما ضربوہ لک الا جدلا بل ہم قوم خصمون رواہ احمد والترمذی
وابن ماجہ ہدایت سی مراد اس جگہہ قرآن وحدیث ہی جو کوئی انکو چھوڑ دیتا ہی وہ گمراہ
ہو کر جھگڑے مین پڑ جاتا ہی اس حدیث سی مذمت علم جدل کی بخوبی ثابت ہی اور آیت
شریف اوسکی مؤید ہے یہ جدل ایک عمر دراز سے سارے فرق اسلام مین جاری و
ساری ہے جتنے بدعات و محدثات اس ملت حقہ مین زمانہ صدر اول سے ابتک
حادث ہوتے ہین یہ سارا نتیجہ اسی جدل کا ہے فقط ایک گروہ اہل حدیث اس
جنگ سی عافیت مین رہا ہی ولله الحمد حضرت کے وقت مین اکثر کافر لوگ حق باتکو
جانتے تھے مگر پھر جھگڑتے بحث کرتے الله نے قرآن مین کہا کہ یہ نری جھگڑالو
ہین یہ گفتگو کچھہ واسطے تحقیق حق کے نہین کرتے ہین بلکہ اسلیے کہ حق بات نکرا لین
سبحان الله ایک مسلمان تو قرآن وحدیث سی یہ بات ثابت کرتا ہی کہ فلان کام
ناجائز یا بدعت ہی اوسکا کرنا نچاہیے دوسرا اوسکے مقابلے مین یہ کہتا ہی کہ مین تو
اس کام کو جائز او حسنہ سمجھونگا کیونکہ یہ کام میرے باپ دادے یا شہر کے

اچھی معلوم ہوتی ہین بھلا ہم اونکو لکھہ رکھین حضرت نے فرمایا کیا تم متحیر ہو جسطرح
کہ یہود و نصاری متحیر ہین مین تو لایا ہون اس ملت کو پاس تمہارے صاف ستھرا
اگر موسی زندہ ہوتے تو گنجائش نہوتی اونکو مگر میری پیروی کی رواہ احمد والبیہقی
في شعب الایمان یہ حدیث دلیل ہے دو امر پر ایک واضح وظاہر ہونا اس شریعت کا
اسمین اشارہ ہی طرف عدم احتیاج اقیسہ و تفاریع کے دوسرے جائز نہونا اتباع
غیر کا گو پیغمبر کیون نہو چہ جای اتباع آحاد امت و تقلید مجتہدین ملت کے کریمہ
اذا تنازعتم في شيء فردوه الی الله والرسول مین حکم یا ہی رجوع کرنیکا طرف
قرآن و حدیث کے وقت اختلاف و تنازع کے پھر اس رجوع و رد کو معلق کیا ہی
ایمان باللہ و یوم آخر پر معلوم ہوا کہ جو شخص نزاع باہمی کا رد طرف کتاب و سنت کے
نہین کرتا ہی وہ منکر ہی اللہ و قیامت کا یہ بھی معلوم ہوا کہ مرجع متنازع امر کا دین مین
طرف انہین دو اصل اصیل کے ہی نہ طرف قیاس و تفریع بے دلیل کے مطلب یہ ٹھیرا کہ
جس دین مین نقصان ہوتا ہی اور اوسکے سب احکام واضح نہین ہوتے تو اوس
دین کے علما اور امت والے حیران ہوتے ہین کہ فلان کام مین کیا حکم کیا جاے
اور کس مسئلے مین کیسا فتوی ہونا چاہیے تو وہ اور دین والون سے سیکھکر کام کرتے ہین
سو اس دین اسلام مین سب احکام عموماً و خصوصاً بیان ہو چکے ہین کوئی کسر باقی نہین ہے
اور نہ کسی طرح کا دھوکا و شبہہ ہی اور اس دین سے سب اگلے دین منسوخ ہو چکے
اسوقت مین اگر یہودیون کے پیغمبر بھی زندہ ہوتے تو وہ بھی اسی شریعت غراء

کہتے ہین حضرتؐ نے فرمایا ہی جسنے کہایا طیب یعنی رزق حلال اور عمل کیا مطابق سنت
کے اور امن مین رہے لوگ اوسکے بوائق یعنی شرور سے وہ داخل ہوگا جنت مین
ایک آدمی نے کہا یہ بات آج کے دن لوگون مین بہت ہی فرمایا سیکون في قرون
بعدي یہ حدیث دلیل ہی اس بات پر کہ عامل بالحدیث مستحق جنت ہوتا ہی اور
جسطرح کہ حضرتؐ کے عہد سعادت مہد مین لوگ عمل بسنت کرتے تھے اسی طرح آخر
زمان مین بھی ایک جماعت طریقۂ نبویہ پر قائم رہیگی یہ بشارت ہی واسطے ہم سے
غربا ضعفا کے دوسری حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہی کہ تم لوگ ایسے زمانے مین ہو
کہ جو کوئی دسوان حصہ ماموربہ کا چھوڑ دیگا وہ ہلاک ہوجاویگا پھر ایک ایسا زمانہ آویگا
کہ جو کوئی عمل کریگا دسوین حصۂ ماموربہ پر وہ نجات پاویگا رواہ الترمذي مراد
اس دوسرے زمانے سے زمان فتن ہی کہ اوسوقت مین تھوڑا عمل کرنا ہی بوجہ
غلبۂ بدع و فساد کے نافع ہوگا مراد عمل سے اس جگہہ سنن و نوافل عبادات ہین نہ
فرائض و واجبات اسلیے کہ اونمین تو کسی وقت مین بھی کمی نہین ہو سکتی ہے
حدیث ابو ذر مین مرفوعاً آیا ہی جسنے چھوڑا جماعت کو ایک بالشت اوسنے نکالڈالا
ربقۂ اسلام کو اپنی گردن سے رواہ احمد وابوداود مراد جماعت سے جماعت
صحابہ و تابعین و تبع تابعین ہی نہ جماعات مقلدین مذاہب ابراہیم بن میسرہ مرفوعاً
کہتے ہین جسنے توقیر کی صاحب بدعت کی اوسنے اعانت کی ہدم اسلام پر رواہ
البیہقي في شعب الایمان مرسلاً یہ اسلیے کہ مبتدع کی توقیر کرنے مین استہانت ہی

لوگ یا میرے پیر یا شیخ یا اوستاد کرتے ہین غرضکہ خدا و رسول کا حکم بزرگون کی نکالی
ہوئی بدعت سی کمتر و حقیر ٹہیرا اس سے بڑھکر اور کیا گمراہی و ہلاکت ہوگی مالک
بن انس مرسلاً کہتے ہین حضرت نے فرمایا ہے ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما
تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنۃ رسولہ رواہ فی المؤطا حدیث دلیل ہی اس بات کی
کہ عدم ضلال متعلق بتمسک قرآن و حدیث ہی اور حضرت نے یہی دو چیزین واسطے
امت کے قیامت تک چہوڑی ہین جسنے انکو نہ لیا وہ گمراہ ہوا یہ حدیث حجت
ہے واسطے رد قیاس وغیرہ کے حدیث غضیف ثمالی مین مرفوعاً آیا ہے کہ نہین نکالی
کسی امت نے کوئی بدعت لیکن اوٹھہ گئی مثل اوسکے ایک سنت رواہ احمد
معلوم ہوا کہ ہر بدعت رافع سنت ہوتی ہے خواہ عقائد مین ہو یا اعمال مین مثلاً
جب سے بدعت تقلید کی نکلی ہے سنت تمسک بکتاب و حدیث مرفوع ہوگئی ہے
وعلی ہذا القیاس ابو ہریرہ نے مرفوعاً کہا ہے میری امت بہشت مین جائیگی مگر
وہ شخص جسنے انکار کیا پوچہا کسنے انکار کیا فرمایا جسنے میری اطاعت کی وہ جنت مین
جاویگا جسنے میری نافرمانی کی وہ منکر ہوا رواہ البخاری مراد عصیان سے اس جگہہ
اختیار بدع ہی سنن پر اس سے معلوم ہوا کہ اہل بدعت جنت مین نجائینگی انس کا لفظ
مرفوع یہ ہی من رغب عن سنتی فلیس منی متفق علیہ یعنی جو شخص میری سنت سے
بے رغبت ہی وہ میرا نہین ہے اہل بدعت ہمیشہ اتباع سنت سے بی پروا رہا کرتی ہین
یہ زمرۂ اسلام سے بموجب دلالت حدیث کے الگ ہین ف ابو سعید خدری

ترک حیوانات حلال کر دیتے ہین کہ یہ بدعت و حرام ہی اسی تشدد مین وسوسہ طہارت
و نیت نماز و نحو ہما بھی داخل ہے ابن مسعود نے صحابہ کی مدح کر کے کہا تھا اعرفوالھم
فضلھم واتبعوھم علی اثرھم وتمسکوا بما استطعتم من اخلاقھم و سیرھم
فانھم علی الھدی المستقیم رواہ رزین بطولہ یعنی صحابہ کا رتبہ پہچانو اونکی
پیروی کرو اونکی چال پر چلو کہ وہ راہ راست پر تھے تم اونکو چھوڑ کر نئی نئی راہین
رسمین بدعتین نہ نکالو کہ وہ گمراہی کے رستے ہین حدیث سہل بن سعد مین فرمایا ہی
کہ حوض کوثر پر کچھہ لوگ میرے پاس آئینگے مین اونکو اور وہ مجھکو پہچانینگے پھر میرے
اور اونکے بیچ مین ایک پردہ پڑ جائیگا مین کہونگا کہ یہ تو میرے ہین مجھسے کہا جائیگا
تو نہین جانتا کہ انھون نے بعد تیرے کیا کیا نئی نئی باتین نکالی ہین تب مین کہونگا
کہ جسنے بعد میرے دین کو بدل ڈالا وہ دور ہو رواہ الشیخان یہ حدیث دلیل ہی
اسپر کہ اہل بدعت کو آب کوثر نہ ملیگا اور خود حضرت اونکو وہان سے نکال دینگے اور
سخت ناراض و بیزار ہو جائینگے اور کیون نہون کہ اللہ نے تو اس دین کے کامل
ہونے کی خبر دی ہی اور ان لوگون نے بدعتین نکالکر گویا اوسکو ناقص ٹھیرایا قال
تعالی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا
اس آیت کے بعد اب کسی کو گنجائش کم و بیش کرنے کی باقی نہین ہی جو کمی یا بیشی
کسی طرف سی ہوگی وہ خواہی نخواہی بدعت سی خالی نہوگی عیاذا باللہ تعالے

ونعوذ باللہ منہ

سنت کی اور حقارت سنت کی منجر طرف ہدم اسلام کے ہوتی ہے یہ حدیث شامل
ہے ہر بدعت و بدعتی کو خواہ وہ بدعت بڑی ہو یا چہوٹی اور خواہ اچہی ہو یا بری
اور خواہ عقائد مین ہو یا اعمال مین اور خواہ اقوال مین ہو یا احوال مین سلف کو انکار
بدع و تذلیل اہل بدع مین بڑا اہتمام تہا جب سے وہ انتظام جاتا رہا اور حب جاہ و
مال نے دلپر مسلمانون کے تسلط پایا اور تعظیم و توقیر اشخاص کی واسطے دنیا کے
ہونے لگی اور ذم بدعت و تغییر منکر سے آنکہہ بند کر لیگئی تب سے اسلام منہدم ہو گیا
چنانچہ اب مسلمان گور مین ہین اور مسلمانی کتاب مین رہ گئی ہے وہ بہی اون لوگون
کی کتابون مین جو خوش عقیدہ اصحاب توحید و اہل سنت و جماعت ہین ورنہ بلکہ گنتی
کتابین اس زمانے مین واسطے اثبات بدعات و محدثات و منکرات کے تالیف
ہوتی رہتی ہین وکان امر اللہ قدرا مقدورا حدیث انس مین فرمایا ہے تم تشدد
نکرو اپنی جانون پر کہ تشدد کرے اللہ تمپر ایک قوم نے اپنی جان پر تشدد کیا تہا
اللہ نے اونپر تشدد کیا یہ اونکا بقیہ ہے گرجون اور رہبانون مین رھبانیة ابتدعوھا
ما کتبناھا علیھم رواہ ابو داود مراد اس تشدد سے اختیار کرنا ریاضات شاقہ
و مجاہدات صعبہ کا ہے جسطرح کہ نصاری و ہنود مین مروج ہے اسلام مین اسکو بدعت ٹہیرا دیا
ہے اور منع کیا ہے رسالہ اختیار السعادہ فی ایثار العلم علی العبادہ مین اسکی بحث لکہی ہے حدیث دلیل
ہے اس بات پر کہ اللہ و رسول نے جو عبادت جتنی اور جسکے لیے جس وقت بتا دی ہے
اوسپر زیادتی نکرے حلال و مباح کو حرام و مکروہ نکر لے جیسے عامل لوگ یا درویش

معلوم ہوا کہ قبول دعوت امارت ہی صحت ایمان کی اور عدم اجابت دعا دلیل ہے عدم فلاح کی اس زمانۂ پرآشوب مین یہ حالت طاری ہے کہ جس نام کے مسلمان کو کہو کہ آؤ قرآن و حدیث پر چلین قبول کرنا کیسا کہ وہ دشمن جانی اور مدعی کا ہو جاتا ہے اور جتنی آیتون و حدیثون مین مذمت اہل بدعت و شرک کی آئی ہے مصداق اونکا اسی موحد متبع کو ٹھیرا کر اپنے بدعات و محدثات کو سنت صحیحہ جانتا ہی سو یہ عکس القضیہ ایک بڑی علامت ہی قرب ساعت پر اسلیے کہ معروف کا منکر ہو جانا اور منکر کا معروف ٹھیر الینا بالکل ایمان سے باہر ہوتا اور اسلام سے خروج کرنا ہی تمہید آمد آمد قیامت کبری کی اگرچہ بعد ایکہزار سال ہجری سے شروع ہے اور سنہ۱۲ مین تکمیل اشراط صغرای ساعت کی ہوگئی مگر اب چودہوین صدی سے طلائع امارات کبری کے بھی لائح ہوتے جاتے ہین یا مقلب القلوب ثبت قلوبنا علی دینك وقال تعالیٰ قد افلح المؤمنون الذین هم في صلوتهم خاشعون والذین هم عن اللغو معرضون والذین هم للزكوة فاعلون والذین هم لفروجهم حافظون الا علی ازواجهم او ما ملكت ایمانهم فانهم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذلك فاولئك هم العادون والذین هم لامانا تهم وعهدهم راعون والذین هم علی صلوتهم يحافظون اولئك هم الوارثون الذین یرثون الفردوس هم فیها خالدون یعنی کام نکال لیگئے وہ ایمان والے جو اپنی نماز مین نوی ہین اور نکمی بات پر دھیان نہین کرتے اور زکوۃ دیا کرتے ہین اور اپنی شہوت کی جگہہ تہامتے ہین مگر اپنی جورؤن پر یا اپنے ہاتھہ کے

باب بیان مین حقیقت ایمان کے

اللہ تعالی نے فرمایا ہے فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم
لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما اس آیت شریف مین حق
عز وجل نے اپنی قسم آپ کہا کر یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ایمان مومن کا جب ہی ٹھیک
ہوتا ہے کہ ہر جھگڑے قصے مین رسول خدا کو حکم ٹھیرائے پھر اونکے حکم سے دل تنگ نہو
بلکہ مضبوطی سے اوسکو مان لے یہ بات حیات حضرت مین یون تھی کہ آپکے پاس
آکر حکم حاصل کرتے تھے اب بعد وفات کے اسطرح پر ہی کہ رجوع طرف سنت مطہرہ
کے کرین جسطرح کہ اہل تقلید مثلا رجوع طرف اقوال رجال کے کرتے ہین یہ آیت دلیل ہے
اس بات پر کہ ایمان کی علامت اور دستاویز یہی ہے کہ دنیا و دین کے جس کام کی
بابت آپسمین جھگڑا اوٹھے اوسکے فیصلے کے لیے حضرت صلعم کو منصف ٹھیراے پھر جو
حکم حدیث سی ثابت ہو اوسمین چون وچرا نکرے اور نہ اوس سے ناخوش اور دل مین
تنگ ہو بلکہ بسر وچشم اوس حکم کو تسلیم کرے اور مان لے تو تو ایمان ہی اور نہین تو نہین
دوسری آیت مین فرمایا ہی انما کان قول المؤمنین اذا دعوا الی اللہ ورسولہ لیحکم
بینہم ان یقولوا سمعنا واطعنا واولئک ہم المفلحون یعنی ایمان والون کی یہ بات
ہوتی ہی کہ جب اونکو طرف اللہ ورسول کے بلاؤ تو وہ اللہ ورسول کے حکم کو سنتے مان
لیتے ہین یہی لوگ مراد کو پہونچے مراد حکم خدا ورسول سے اس جگہ حکم کتاب وسنت ہے

ربهم یتوکلون الذین یقیمون الصلوٰۃ ومما رزقناھم ینفقون اولئک ھم المؤمنون حقا لھم درجات عند ربھم ومغفرۃ ورزق کریم یعنی ایمان والے وہی ہین کہ جب نام آئے اللہ کا تو ڈر جائین دل اونکے اور جب پڑہی جائین اونپر آیتین اوسکی تو زیادہ ہوجاے اونکا ایمان اور اپنے رب پر بہروسا کرتے ہین اور قائم رکہتے ہین نماز اور ہمارا دیا کچہہ خرچ کرتے ہین یہی ہین سچے ایماندار انکے لیے ہین درجے نزدیک انکے رب کے اور بخشش اور روزی آبروکی ف یعنی ایمان کی نشانیان اور پتے یہ ہین کہ جب اللہ کا ذکر آسے تو جی ڈر جاسے اور دل مارے ہیبت و خوف کے کانپ اوٹہے اور جب کلام اللہ پڑہا جاسے تو شوق سے دل لگا کر سنے اور ہر حکم مانے اور ہر بات کو سچا جانے اور اوسپر یقین لاسے ہر بار کے سننے سے ایمان مضبوط ہوا اور یقین بڑہے اور سوا رب کے کسیکی پروا نکرے اور نماز اچہی طرح درست طور پہ ہمیشہ پڑہتا رہے اور جو مال متاع اللہ نے دیا ہے اوسکو خدا کی راہ مین بموجب اوسکے حکم کے خرچ کرے نہ اپنے جی کے موافق تو ایسا ہی مسلمان سچا مومن ہوتا ہے اور جون جون اوسکی یہ باتین زیادہ ہوتی جاوینگی ویسا ہی اللہ کے نزدیک اوسکا مرتبہ بڑہتا جائیگا ایسے شخص سے اگر چہوٹے بڑے کچہہ گناہ بہی ہوجاتا ہی تو اللہ معاف کردیتا ہی اور اوسکو بہشت مین عزت و آبرو کے ساتہہ رزق دیتا ہی اس سے معلوم ہوا کہ جس کسی شخص مین یہ باتین نہون اور وہ پہر مسلمانی کا دعوی کرے تو وہ جہوٹا ہے دعوی اوسکا جب سچا ہو کہ اوسکے پاس یہ گواہ ہون جنکا ذکر ہوا اس آیت

مال پر سوا اونپر نہین الزام پہر جو کوئی ڈہونڈے اسکے سوا سو وہی ہین حد سے بڑہنے
والے اور جو اپنی امانتون اور اپنے قول و قرار سے خبردار رہین اور جو اپنی نمازون
کی نگاہبانی کرتے ہین یہی ہین میراث لینے والے جو میراث لینگے بہشت کی ٹہنڈی چھانوین
ہمیشہ رہین گے **ف** اللہ تعالی نے اس آیت مین اوصاف وارثان فردوس
کے بیان کیے یہ سب پانچ وصف ہین ان وصف والون کو ایمان والا فرمایا
خشوع سے مراد اخلاص ہے کہ تہ دل سے نماز مین خاشع ہین اللہ کی طرف دل لگاے
ہوئے ہین اللہ کے ڈر سے دبے جاتے ہین اور طرف کو اپنا وہم و خیال جانے
نہین دیتے اور نکمی بات پر کہ جس سے کچھہ فائدہ دنیا و دین کا نہین ہے دہیان نہین
رکہتے اور زکوۃ مال کی سال تمام پر ادا کرتے ہین اوسکے دینے سے دل نہین چراتے
اور نہ تاخیر کرتے ہین اور سوا بی بی یا شرعی کنیز کے کسی اور عورت سے خبر نہین ہوتے
نہ بطور متعہ اور نہ بطور اجرت زنا اور نہ بطور دوستی یا جبرا اور نہ جلق و اغلام و سحاق
کرتے ہین اور اپنے امانت اور بات کے پکے سچے ہین اور نماز وقت پر بلا تاخیر و
سستی ادا کرتے ہین ایسے ہی لوگ اعلی درجے کے بہشت مین جائینگے جسکو فردوس
کہتے ہین غرضکہ حصول مراد و وصول فلاح وجود پر ان اوصاف پنجگانہ کے موقوف
ہے اس جگہہ ذکر روزہ و حج کا نہین آیا اسلیے کہ ذکر اونکا دوسری آیت سے
ثابت ہے اور لفظ ایمان مین یہ سب کام داخل ہین و قال تعالی انما المؤمنون الذین
اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم و اذا تلیت علیھم اٰیاتہ زادتھم ایمانا و علی

نہیں کرتا اور نہ وہ کام دین کا کام ٹہرتا ہے اور نہ فاعل اوسکا دیندار ایمان دار سمجھا جاتا ہے گو وہ اپنے خیال مختل مین اوسکو اپنا دینداری سمجھے اس جگہہ اعتبار اللہ ورسول کے مراد کا ہے نہ غیر کے خیال بندی کا انما یتقبل اللّٰہ من المتقین چوتھی آیت مین فرمایا ہی انما المؤمنون الذین اٰمنوا باللّٰہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللّٰہ اولئک ھم الصادقون یعنی ایماندار وہی ہین جو یقین لاے اللہ و رسول پر پہر شبہہ نہ لاے اور لڑے اپنے مال و جان اللہ کی راہ مین وہی ہین سچے **ف** یعنی ایک پتہ ایمان کا یہ بہی ہی کہ اللہ و رسول کے کسی حکم و ارشاد مین شک و شبہہ کو جگہہ نہ دے اسلیے کہ شبہہ لانا مخالف یقین کرنے کے ہوتا ہی جب یقین مین وہو کا ہوا تو پہر ایمان کہان قائم رہ سکتا ہی یہ تیرہوان وصف فرمایا اہل ایمان کا اس وصف کا تحقق اوسوقت ہونا چاہیے کہ جب موقع لڑائی کا ہاتہہ آے اور فتنہ نہو ان آیتون سے یہ بات بہی ثابت ہوئی کہ عمل داخل ہے ایمان مین اور ایمان ہر انسان کا بڑہتا گہٹتا رہتا ہے طاعت سے زیادتی ہوتی ہے اور وہ زیادتی جنت فردوس مین لیجاتی ہے اور معصیت سے کمی ہوتی ہے اور وہ کمی دوزخ کی سیر کراتی ہے اللھم انا نسألک الجنۃ ونعوذ بک من النار

حدیث ابن عمر مین فرمایا ہی بنی الاسلام علی خمس شھادۃ ان لا الٰہ الا اللّٰہ وان محمدا عبدہ ورسولہ واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ والحج وصوم رمضان رواہ الشیخان یعنی بنا اسلام کی پانچ چیزون پر ہے ایک شہادت توحید و رسالت کی

مین علاوہ آیت سابق کے تین وصف دیگر ذکر کیے پانچ اور تین آٹھہ وصف ہوے
تیسری آیت مین فرمایا ہے والذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا في سبیل اللہ والذین
اٰووا ونصروا اولٰئك ھم المؤمنون حقا لھم مغفرۃ ورزق کریم یعنی جو لوگ ایمان
لاے اور گھر چھوڑ آے اور لڑے اللہ کی راہ مین اور جنہون نے جگہہ دی اور مدد
کی وہی ہین ٹھیک مسلمان اونکو بخشش ہی اور روزی عزت کی **ف** اس آیت مین
چار وصف اور بتائے ایک ہجرت دوسرا جہاد تیسرا جگہہ دینا چوتھا مدد کرنا یہ سب
بارہ وصف ہوے معلوم ہوا کہ مسلمانی کے یہ کام ہین کہ کافرون کے ملک سے
نکل جائے اور جہاد کرے اور مجاہدون کو اپنے بیچ مین جگہہ دے اور مال و ہتھیار
و اکل و شرب سے اونکی مدد کرے یہ آیت حق مین انصار کے اوتری تہی اونہون نے
مہاجرین مکہ کے ساتھہ یہی برتاو کیا تہا اسی طرح جس زمانے مین پھر ایسا موقع ملے
اور کوئی مسلمان یہ کام کرے تو یہ علامت ہی اوسکے سچے مومن ہونے کی یہ
اسلیے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہی نہ خصوص سبب کا ہجرت و جہاد کے لیے اداب
و شروط ہین جب وہ پائے جائین تب کہین یہ حکم ثابت ہو بہت سے نام کے مسلمان
مکے کو ہجرت کرکے جاتے ہین پھر وہان سے بسبب تنگی معاش وغیرہ امور کے
بہاگ آتے ہین اسی طرح اکثر لوگ واسطے ملک گیری کے قتال کرتے ہین اور اوسکا
نام جہاد رکھدیتے ہین حالانکہ وہ فتنہ ہوتا ہے نہ جہاد یہ بات معلوم رہی کہ جو کام
دین کا موافق ہدایت کے نہین اور امر شارع کے نہین ہوتا ہے اوسکو اللہ تعالی قبول

جو کسی کا محتاج نہو سب اوسی کے محتاج ہون ورنہ پھر محتاج محتاج برابر ہوئے ایک
محتاج دوسرے محتاج کی عبادت کیون کرے جو شخص کلمہ کہے اور اوسکے معنی نسمجھے
تو اوسکا ایمان نہین ہی اسی طرح جو شخص توحید کا اقرار کرے اور محمد عبدہ ورسولہ کا
مطلب نسمجھے تو یا سمجھے اور انکار کرے تو وہ بھی مسلمان نہین ہے اس کلمے سے معلوم
ہوا کہ پیغمبر بھی بندہ ہی ہوتا ہی نہ خدا اگر خدا ہوتا تو پیغام کس کی طرف لاتا پھر جب
بندہ ٹھیرا تو اوسپر خدا کی بندگی بھی فرض ٹھیری اوسکو سب مخلوق سے چنکر اسلیے
بھیجا کہ وہ اوصاف کمال و اخلاق حسنہ کا جامع ہی اور رسول ہوکر آنے سے یہ بات
ثابت ہوئی کہ سارے بشر مکلف ہین اونکو بموجب حکم خدا کے کام کرنا چاہیے خود مختار
نہین ہین اللہ نے انسان کو کاسب بنایا ہی اگر بالکل بے اختیار و مجبور رہتا تو محل
امر و نہی کیون ٹھہرتا پیغمبر کے لیے ضرور ہی کہ معجزہ لاے جس سے اوسکی تصدیق ہو
اور سچا ہو کبھی جھوٹ نہ بولتا ہو گناہ سے معصوم ہو چپ چاپ نہ بیٹھے اللہ کا حکم
اوسکی خلق کو پہونچائے جو باتین بشریت سے متعلق ہین جیسے کھانا پینا سونا جاگنا
نکاح کرنا بول و براز کا ہونا یہ حق مین پیغمبر کے نقصان نہین اگر یہ باتین اوسمین نہون
تو پھر وہ کاہے کو آدمی ٹھیرے اس اقرار مین کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے
اور اوسکے رسول ہین گویا اقرار ہے اس بات کا کہ جو حکم خدا کا وہ لائے ہین
اوسکی اطاعت ساری امت پر واجب ہی نہ کسی اور کی اسلیے کہ سوا رسول کے
اور کوئی معصوم نہین ہی جسکی بات واجب الاتباع سمجھی جائے اب جو کوئی غیر کی

دوسرے قائم کرنا نماز کا تیسرے دینا زکوۃ کا چوتھے حج کرنا پانچوین رمضان کا روزہ
رکہنا ان کامون کے کرنے سے آدمی مسلمان ٹہیرتا ہی جبکہ سچے دل سے کرے
اور انکے بلا عذر بجا نہ لانے سے مسلمان نہین رہتا خواہ انمین ایک بجا نہ لائے یا
دو یا تین یا چار اس حدیث کی شرح مستقل رسالہ ضوء الشمس ہے اس جگہہ مطلب ٹہیرا
کہ شہادت یہ ہوتی ہے کہ جو بات نزدیک آدمی کے بلا شک و شبہہ یقین کامل سے
ثابت ہو اوسکی خبر دے تو تو وہ گواہ سچا ہے ورنہ جہوٹا گو وہ بات حقیقت مین
سچی ہو منافقین نے حضرت سے کہا تہا نشهد انك لرسول الله لکن دل سے
اس بات پر یقین نہین لاتے تہے اسلیے اللہ نے فرمایا والله یشهد ان المنافقین
لکاذبون حالانکہ نفس الامر مین یہ بات ٹہیک تہی معلوم ہوا کہ زبان سے کہنا جب
سچا ٹہرتا ہی کہ دل مین بہی یقین ہو اور اگر زبان سے کہا اور دل مین وہ بات نہین ہے
تو یہ نفاق ہوا نہ اسلام اور اگر دل مین سچا جانا اور زبان سے نکہا تو بہی مسلمان
نہین ہی ہان اگر گونگا ہے تو یہ اور بات ہوئی پہر جسنے دل و زبان دونون سے
بلا شک کہا تو گویا اوسنے یہ بات کہی کہ مین مشرک و بت پرست و ستارہ پرست
و پیر پرست و گور پرست امام پرست نہین ہون اور مجوس و صابئین و ہنود و یہودیت
و نصرانیت وغیرہ سب دینون سے دست بردار ہون کیونکہ اوسنے یہ اقرار کرلیا ہے
کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہین ہی اور نہ مین سوا خدا کے کسیکی عبادت کرونگا عبادت
یہ ہی کہ کسی کی بجد تعظیم کے لیے آپکو ذلیل کرے سو عبادت اوسی کے لیے زیبا ہے

بجا لائیگا وہ اوتنا ہی استحقاق مغفرت و جنت کا حاصل کریگا اب چاہے سب بجا
لائے یا بعض یہ اوسکی ہمت ہی حدیث انس مین مرفوعا آیا ہے لا یؤمن احدکم حتی اکون
احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین رواہ الشیخان یعنی مومن نہین ہوتا
کوئی شخص تم مین یہانتک کہ دوست تر ہوون مین اوسکو اوسکے باپ اور بیٹے اور
سارے لوگون سے یعنی جب کوئی آدمی حضرت کو جہان بہر سے زیادہ چاہتا ہی
اور سب کی مرضی پر آپ کی مرضی کو مقدم رکھتا ہے اور آپ کی حدیث کو سب کے قول
سے بڑہ کر جانتا ہے اور کسی کی بات و فعل کو آپ کی سنت پر مقدم نہین کہتا ہی تب
کہین وہ مسلمان ٹھہرتا ہی اور نہین تو نہین محبت باتفاق اہل علم و تجربہ و معرفت
اسی کا نام ہے کہ محبوب کی مرضی کے موافق سب کام کرے اسکا نام محبت نہین ہے
کہ فقط زبان سے کہہ لیا کہ ہمین محبت ہی اور ہم دل سے دوستدار ہین مگر محبوب کا کہا
نہ مانا یا خلاف اوسکی مرضی کے کام کیا اس سے ثابت ہوا کہ اگر کسی فقیر پیر یا شیخ یا عالم
مولوی ملا ماں باپ امیر وزیر رئیس پادشاہ کا کام یا قول یا حال [illegible]
معلوم ہو تو اوسکو رد کر دے پہر اگر کوئی اوسکو مانے اور حدیث کو نمانے تو وہ مومن
نہین کیونکہ حدیث میں صریح نفی ایمان کی اس شخص سے کی ہے جو [illegible] نہین لا
وہ بے ایمان ہی اوسکو کون کہہ سکتا ہے کہ مسلمان ہے [illegible] حدیث انس کا مرفوعا ہے
ثلث من کن فیہ وجد بہن حلاوۃ الایمان من کان اللہ و رسولہ احب الیہ مما
سواہما ومن احب عبدا لا یحبہ الا للہ ومن یکرہ ان یعود فی الکفر بعد ان انقذہ اللہ

طاعت کریگا اور اوسکی نسی بات کو مانے گا تو گویا وہ محمد رسول اللہ کا منکر ہی
اور گواہی اوسکی بابت رسالت کے بالکل جہوٹی ٹہیریگی اسی طرح جو حضرت کو رسول
مانے اور شرع کا حکم نمانے یا بعض ملنے اور بعض نمانے یا امام یا پیر کہین تو مانے
اور اگر قرآن وحدیث سی کوئی دوسرا عالم باللہ نکالکر بتاے تو نمانے تو وہ شخص بہی
مسلمان نہین ہی جب اس کلمے کے معنی سمجہہ لیے تو اب چار رکن باقی کا مطلب اور
صورت اونکی بجا لانے کی رسالۂ بذل المنفعہ سے معلوم کر لینا چاہیے حدیث ابو ہریرہ
مین فرمایا ہے الایمان بضع وسبعون شعبۃ افضلہا قول لا الٰہ الا اللہ و
ادناہا اماطۃ الاذی عن الطریق والحیاء شعبۃ من الایمان رواہ الشیخان
یعنی ایمان کی کچہہ اوپر ستر راہین ہین افضل اونمین کلمہ طیبہ ہے اور ادنی دور کرنا ایذا
کے شے کا راہ سے یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ ایمان عبارت ہی قول وعمل
دونون سے اور ایک شاخ ایمان کی شرم کرنا ہے خالق ومخلوق دونون سی بیہقی
نے بیان ان شعب ایمان کا کتاب شعب الایمان مین کیا ہی اور ہمنے گنتی اوسکی اپنے
بعض رسائل مین لکہی ہے اس جگہہ فقط یہ بات بتانا ہی کہ کلمہ پڑہنا اور شرم کرنا اور
مخلوق کی ایذا کا روادار نہونا ایمان کا مقتضی ہی یہ ستر شاخین ایمان کی اگرچہ طرف
سے شارع کے متعین ہو کر نہین بتائی گئی ہین لکن احادیث صحیحہ سے ثابت ہین
مسلمان کو لازم ہے کہ اونکا علم حاصل کرکے جہان تک بن سکے عمل مین لائے
معلوم نہین کہ کون سا شعبہ سبب نجات کا ہوجاے پہر جو کوئی جسقدر شعب کو

محبت اللہ کے لیے نہین ہی بلکہ کسی اور مطلب سے ہو تو کچھ نفع اس محبت کا نہین ہے
بلکہ یہ محبت غیر اللہ کی آخرت مین وبال جان ہو جائیگی اور اگر اللہ کے لیے ہے تو پھر پانچون
اونگلیان گھی مین ہین عرش کے نیچے سایہ پلیگا نور کے منبر بیٹھنے کو ہونگے یہ بھی
معلوم ہوا کہ نفرت و کراہت عود فی الکفر کی دلیل ہے حصول حلاوت ایمان پر
اگر یہ بات نہین ہے تو اوسکا ایمان بدمزہ ہے اور اسلام تلخکام حدیث عباس بن
عبد المطلب مین فرمایا ہی ذاق طعم الایمان من رضی باللہ ربا و بالاسلام دینا
و بمحمد رسولا اخرجہ مسلم یعنی جو شخص اسپر خوش ہوا کہ اللہ اوسکا رب ہوا اور
اسلام اوسکا دین اور حضرت اوسکے پیغمبر اوسنے ایمان کا مزا پایا **ف**
یہ مزا جبہی ملتا ہی کہ دل مین یہ بات خوب اچھی طرح سے جم جاتی ہے کہ پھر نکالی نہ نکلے
اور جسکے دل مین یہ بات سماگئی اور اوسکو اطمینان ہوگیا تو پھر وہ سوا اللہ کے
نہ کسی طرف رجوع کریگا اور نہ کسی اور دین کو دین اسلام پر اختیار کریگا اور نہ سوا
رسول خدا کے کسی کو واجب الاتباع جانیگا امام ہو یا مجتہد مولوی ہو یا فقیہ پیر ہو یا فقیر
بلکہ قرآن و حدیث ہی پر اقتصار و اختصار کریگا اور ہر امر مین دینی ہو یا دنیاوی عقیدے
سے علاقہ رکھتا ہو یا حلال و حرام سے یا سلوک و معرفت و مقامات سے کتاب و سنت
ہی پر دار و مدار رکھیگا جسطرح کہ ہمارے سلف صلحا کرتے تھے اور پھر اوسکو ہزار
بہکاؤ وہ کسی کی راہ و رسم و رویہ پر نچلیگا اور کسی کا حکم خلاف خدا و رسول کے
نہ مانیگا سو ایسا ہی شخص ذائقہ گیر طعم ایمان اور واجد حلاوت اسلام ہوتا ہی اور جو

کما یکرہ ان یلقی فی النار رواہ الشیخان یعنی جسمین یہ تین باتین ہین اوسنے ایمان کا
مزہ پایا ہی ایک یہ کہ اللہ و رسول اوسکو سب سے زیادہ دوست تر ہون دوسرے یہ کہ
جسکو دوست رکہے اوسکو خالص اللہ ہی کے لیے دوست رکہے نہ کسی اور وجہ
و غرض سے تیسرے یہ کہ بعد رہائی پانے کے پہر کفر مین جانیکو ایسا برا جانے
جیسے آگ مین پڑنا ہمنے اس حدیث کی شرح مین ایک رسالہ مستقل لکہا ہی تقویۃ الایقان
نام اسلیے اس جگہہ زیادہ کلام کی کچہہ ضرورت نہین ہی حدیث دلیل ہی اس بات
پر کہ اللہ و رسول کی محبت سارے جہان سے زیادہ ہونا چاہیے جسکو زیادتی
اس محبت کی نہین ہی گو کچہہ محبت اوسکو ہو تو وہ لذت ایمان سے بی نصیب ہے
اس محبت کی شناخت یون ہی ہوتی ہے کہ ایک طرف تو مثلاً حکم اللہ یا رسول
یا دونون کا ہو اور دوسری طرف محبت نفس یا اہل یا مال یا دنیا یا اولاد یا والدین
یا اقارب یا وطن یا احباب کے مقابلہ کرے اور یہ شخص ان سب کی محبت پر خاک
ڈالکر اوس حکم کو نہایت بشاشت کے ساتہہ مان لے اور کر گزرے تو جانو کہ وہ
اللہ و رسول کو سب سے زیادہ چاہتا ہے اور اگر مقابلے مین ان دونون کے ماسوا
کا مونہہ کیا تو سمجہو کہ اس احبیت سے اوسکو بالکل اجنبیت ہی خصوصاً جبکہ کچہہ دہڑکا
اس ترجیح بلا مرجح کا اوسکے دل مین بہی نہو کہ اوسوقت تو وجود اصل محبت مین بہی
اگرچہ قدر قلیل ہو شک پڑتا ہی یہ بہی ثابت ہوا کہ مسلمان کی محبت ساتہہ کسی شخص کے
اللہ کے لیے ہوتی ہے نہ بسبب قرابت یا دوستی یا کسی غرض نفسانی کے اگر یہ

جو کہ حکم میں اصول دین کے ہیں اسکے سوا اور بھی علامات ہیں جیسے کہ ابو ہریرہ نے رفعاً
کہا ہی المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ والمؤمن من امنہ الناس علی دمائھم
واموالھم رواہ الترمذی والنسائی والبیھقی یعنی مسلمان وہ ہی جسکے زبان و
ہاتھہ سے مسلمان بچے رہیں اور مومن وہ ہی جسکی طرف سی لوگ اپنی جان و مال
میں امن سے ہوں ف زبان سے سلامت رہنا یون ہوتا ہی کہ کسی مسلمان کی
غیبت اپنی زبان سے نکرے چغلی نہ کہائے استہزا اسخریہ نکرے تہمت بہتان افترا
نہ باندہے گالی نہ دے لعنت نکرے طعن و تشنیع نفرمائے کسی کے ساتھہ جہگڑا نہ کہڑا کرے
کسی کا راز فاش نکرے سخت درشت نکہے بد دعا ندے برا نام لیکر نہ پکارے بات
نہ کاٹے کسی کے حق میں جہوٹی گواہی نہ دے ہاتھہ سے سلامت رہنا یہ ہی کہ ناحق
کسیکو نہ مارے زخمی نکرے قتل نفرمائے کسی کا مال نہ لے ہتھیار اوٹہا کر نہ دہمکائے
گہر میں کسی کے آگ نہ لگائے کسی کی اولاد کو نہ چرائے کسی کی برائی غیبت چغلی ہاتھہ
سے نہ لکہے پہر جسکو لوگ اپنے جان و مال کا امین جانیں تو وہ مومن کامل ہے و لہذا دوسری
روایت انس میں فرمایا ہے کہ جسکو امانت نہیں اوسکا ایمان نہیں اور جسکا قول مضبوط
نہیں اوسکا دین نہیں معلوم ہوا کہ امانت داری و قول پر پوری علامت ہی ایمان
کامل کی ابو امامہ کہتے ہیں ایک شخص نے حضرت سے پوچہا کہ ایمان کیا ہی فرمایا جب
اچہی لگے تجہکو اپنی نیکی اور بری لگے تجہکو اپنی بدی تو تو مومن ہے رواہ احمد
یعنی جب تک اچہا کام اچہا اور برا کام برا لگتا ہے تب تک ایمان باقی ہی جب اچہے

کوئی برخلاف اسکے ہے وہ گویا سچے دل سے نہ اللہ سے راضی نہ اسلام سے خوش
نہ رسول سے موافق ولا حول ولا قوۃ الا باللہ اوسکا اسلام گویا مکڑی کا جالا ہی کیا کرے
مسلمانون کے گھر مین پیدا ہوا ہی آپکو مسلمان نہ کہے تو پھر کہان جاے کوئی دوسرا
دین بھی تو خاطر خواہ میسر نہین آتا ہی انس کا لفظ رفعا یون ہے من صلی صلاتنا واستقبل
قبلتنا واکل ذبیحتنا فذلک المسلم الذی له ذمة الله وذمة رسوله اخرجه البخاری
جسنے نماز پڑہی ہماری طرح اور مونہہ کیا ہمارے قبلے کی طرف اور کہایا ہمارا ذبح کیا ہوا
تو وہ مسلمان ہی اللہ و رسول کے امان مین ہے یعنے اوسکے عہد کو نہ توڑو ف
نماز گویا اسلام کی وردی ہی کہ بے اوسکے آدمی مسلمان معلوم نہین ہوتا ہماری سی نماز
اسلیے کہی کہ یہود کی نماز مین رکوع نہ تہا اور نصاری کے یہان سجدہ نہین ہی اور وہ
دونون طرف بیت المقدس کے نماز کرتے ہین اور ہماری نماز مین رکوع سجدہ اور مونہہ
طرف کعبے کے ہوتا ہی اس سے اوس شخص کا محمدی ہونا نکلا اور ذبیحہ کہانے سے یہ ثابت
ہوا کہ وہ سب مسلمانون کو اپنا بھائی جانتا ہی اور خدا اور رسول کی امان ہونے سے
حرمت اوسکی جان و مال و آبرو کی ثابت ہوتی ہے ہماری سی نماز کہنے سے وہ
لوگ نکل گئے جو کہ برخلاف طریقۂ مسنونہ صحیحہ کے نماز پڑہتے ہین جیسے شیعہ وغیرہ
فرق مبتدعہ اسی طرح وہ منافق جو ہمیشہ آخر وقت مین چار ناچار اوٹھکر ٹکرین لگا دیتے ہین
اسی طرح وہ جو ارکان نماز مین تعدیل نہین کرتے یا کسی کی ضد و بغض سے تارک سنن
ثابتہ ہوتے ہین بہر حال اس حدیث مین بعض علامات اسلام پر اطلاع دی ہے

والے کو ہوتا ہے اور عامل کا ثواب کم نہیں ہوتا بلکہ اللہ الگ ہر ایک کو
کو ثواب دیتا ہی پھر جب تک جتنے آدمی اوسپر عمل کرتے جاوینگے اوتنا ہی ثواب اوسکو
زیادہ ہوتا جائیگا اسی طرح جو شخص مٹی ہوئی بدعت کو پھر جاری و شائع کرتا ہی یا کوئی نئی
بدعت خود نکالتا ہی اور لوگ اوسکے موافق عمل کرتے ہین تو جتنا اوس بدعت کرنے
والے کو گناہ ہوگا اوتنا ہی اوس جاری کرنے والے کو گناہ ہوتا جائیگا پھر جسقدر لوگ
اوس بدعت پر عمل کرتے جاوینگے اوسی قدر اوس مروج بدعت کو گناہ ہوتا جائیگا
مثلاً جسقدر تراویح پڑہنے والون کو ثواب ملیگا اوسی قدر اکیلے حضرت عمر کو ثواب ملیگا
یا جسقدر تعزیہ دارون کو ہر سال گناہ بڑہتا جاتا ہی اوتنا ہی اوسپر جسنے سب سے پہلے
تعزیہ داری محرم کی نکالی چڑہتا جاتا ہی معاذ بن جبل نے حضرت سے پوچھا تھا کہ افضل
ایمان کیا ہی فرمایا یہ کہ دوست رکھے تو کسی کو واسطے اللہ کے اور بغض رکھے تو کسی
واسطے اللہ کے اور لگا رکھے تو زبان اپنی اللہ کے ذکر مین پوچھا یہ کس طرح
ہوتا ہے فرمایا جو چیز اپنے لیے اچھی جانے وہی لوگون کے لیے اچھی جانے اور جو
چیز اپنے لیے بری جانے وہی اورون کے لیے بھی بری جانے رواہ احمد
حب و بغض للہ یون ہی ہوتا ہی کہ صحابہ و اہل بیت اور سارے سلف صلحاء اور علماء
دیندار اور مشائخ تقوی شعار کو دل سے دوست رکھے اسلیے کہ وہ اللہ کے
نیک بندے اور اوسکے دین کے پہچاننے والے اور مددگار تھے اور اہل بدعت
و فسق کو تہ دل سے دشمن رکھے اسلیے کہ وہ اللہ کے نافرمان اور دین مین ضعف

برے کی تمیز نہ ہو تو پورا ایمان ہی نہیں ہے عمرو بن عبسہ نے حضرت سے کہا تھا ایمان کیا

ہے فرمایا اچھی بات بولنا کھانا کھلانا ایمان کیا ہے فرمایا صبر کرنا اور جوانمردی پوچھا او سمجھا

اچھی بات میں پیش کرنا خوش خلقی سے پیش آنا السلام علیکم کرنا ونحوہا آگیا صبر و سہنا

میں مشکل عبادتوں سے دل نہ چرانا مصیبت میں نہ گھبرانا و بیماری نہ چھوڑنا اور لواط و

سحاق سے بچنا شبہات و مکروہات سے دور رہنا غصہ تھامنا جیسے بڑے کاموں

میں تنگدل نہ ہونا امانت پناہ دیانت پسند گاہ رہنا لذات فانیہ کا ترک کرنا ونحو ذالک

واضح ہو کہ حدیث میں آیا ہے دو چیزیں ہیں کو موجب فرمایا ہے ایک یہ کہ شرک کرنا دوزخ میں لیجائیگا

دوسرے یہ کہ غیر مشرک جنت میں داخل ہوگا رواہ مسلم یعنی جو شرک پر مرتا ہے اسکو

دوزخ واجب ہو جاتی ہے اور توحید بہشت کو واجب کرتی ہے گو بعد عقاب کے ہو

حدیث بلال بن حارث مزنی میں فرمایا ہے من احیی سنة من سنتی قد امیتت بعدی

فان له من الاجر مثل اجور من عمل بها من غیر ان ینقص من اجورهم شیئا ومن ابتدع

بدعة ضلالة لا یرضاها الله ورسوله کان علیه من الاثم مثل آثام من عمل

بها لا ینقص ذلك من اوزارهم شیئا اخرجه الترمذی اس حدیث میں دلیل ہے

اس بات پر کہ سنت کے زندہ کرنیکا بہت بڑا اجر ہے جسطرح کہ بدعت کے جاری

کرنے کا بڑا گناہ ہے زندہ کرنا سنت کا علامت ہے ایمان کامل کی مطلب یہ ٹھیرا کہ

جو شخص کسی سنت کو رائج اور جاری کرتا ہے جو مٹ گئی تھی اور لوگ اوس سنت پر چلتے

ہیں تو جتنا ثواب اون عمل کرنے والوں کو ہوتا ہے اوتنا ہی اوس سنت کے جاری کرنے

ایسی ہی جگھہ دیوے کہ جہان خدا نے دینے کا حکم دیا ہے اور نہ دیوے تو اسی سبب سے
کہ خدا نے اس جگھہ دینا منع فرمایا ہے تو ایسا شخص کامل الایمان ہوتا ہی اس سے
معلوم ہوا کہ اپنے حب و بغض و سخاوت و بخل کو خدا کی مرضی کے تابع رکھے یہ نکرے کہ
اپنی مرضی و غرض و حمیت و مطلب دنیاوی کو مقدم کرے کہ اسمین ایمان برباد جاتا ہے
اور اسی جگھہ مسلمان کا امتحان ہوتا ہی کہ اگر مرضی شارع پر چلا تو کامل الایمان ہے
ورنہ ناقص الایمان ایک بڑا سبب غربت اسلام کا اس زمانہ آخر مین یہی ہی کہ اس
عمدہ قانون کی پیروی ترک ہو گئی ہے حب و بغض و عطا و منع ہر شخص کی مرضی پر رہگیا ہی

باب بیان مین ایمان بالقدر کے

اللہ تعالی کے حکم و اندازہ کرنے کو قضا و قدر کہتے ہین اللہ نے ساری خلق کے پیدا
کرنے سے پہلے ہر مخلوق کا اندازہ کر کے حکم لگا دیا ہے کہ فلان چیز ایسی ہوگی
اور فلان شخص یہ کام کریگا اور آغاز و انجام اوسکا یون ہوگا جاندار جیز جو ارادہ
کرتی ہے وہ بہی اللہ ہی پیدا کرتا ہے اور رہر بیجان چیز کا خالق بہی وہی ہے
اس بات کے ماننے اور اسپر یقین لانے کو ایمان بالقدر بولتے ہین پہر جو شخص
برخلاف اسکے جانے کہ بندہ اپنا کام آپ پیدا کرتا ہے اور جو کچہہ کرتا ہی وہ خود
کرتا ہے یا کوئی کام خلاف ارادۂ خدا کرتا ہے یا فلان بات جو دنیا مین ہوئی
اوسکا حال آگے سے اللہ کو معلوم نہ تہا ایسے شخص کو قدریہ کہتے ہین یعنی وہ تقدیر کا

وغربت لانے والے ہین یہ معاملہ توساتہ خلق کے ہوا اور اپنا برتاو ساتہ خالق کے یون
رکہے کہ زبان ذکر خدا سے ہردم تر و تازہ رہے ذکر سے بڑہ کر کوئی شے نجات دینے والی
اللہ کے عذاب سے نہین ہے جسطرح کہ حدیث مین آیا ہے ابو امامہ رفعًا کہتے ہین من
احب للہ وابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان رواہ ابوداود
یعنے جسنے دوست رکہا کسی کو اللہ کے لیے اور دشمن رکہا اللہ کے لیے اور دیا اللہ کے
لیے اور نہ دیا اللہ کے لیے تو پورا کر لیا اوسنے ایمان **ف** جو کوئی کسی کو دوست
رکہتا ہے تو کچہہ سبب سے رکہتا ہے مثلاً باپ سے محبت اسلیے ہوتی ہے کہ اوسنے پرورش کیا اور پیر و استاد سے اسلیے
کہ اونہون نے راہ نیک بتائی اور حاکم و پادشاہ سے اسلیے کہ اونکی حمایت و رعایت مین یہ شخص بسر کرتا ہے
اور کسی سے اسلیے کہ وہ سخی ہے اور کسی سے اسلیے کہ اوسکی صورت اچھی ہے اور کسی سے اسلیے کہ وہ دوست کا
دوست ہے یا دوست کے دشمن کا دشمن ہے اسی طرح دشمنی کے اسباب ہوتے ہین اسی طرح
کسی کو دینا یا ندینا کسی سبب سے ہوتا ہے پہر بعض لوگ ایسے ہوتے ہین کہ خدا نے اونسے
محبت رکہنے کا حکم دیا ہے جیسے پیغمبر و اصحاب و اہل بیت و شہدا و علما و دیندار
اور سارے مسلمان اور فرشتے اور بعض وہ ہین جنسے بغض و عداوت رکہنے کا حکم
دیا ہے یا وہ خدا کی درگاہ سے راندے گئے ہین جیسے شیاطین الانس و الجن اور سارے
کفار اور فساق اور اہل بدعت تو جو شخص ایسا ہو کہ جس سے اللہ نے محبت رکہنے کا
حکم دیا ہے اوس سے محبت رکہے اللہ کا مقبول سمجہکر اور جس سے دشمنی رکہے تو بہی اسی
سبب سے کہ یہ خدا کے خلاف مرضی کام کرتا ہے یا سبب ضلالت کا ہے پہر دیوے تو

اجازت دی ہی سور کہانے سے نہی فرمائی ہے اب اگر کوئی سور کہاے تو اللہ پہ
کیا الزام بلکہ کہانے والے کا قصور ہے اسلیے کہ اللہ نے اوسکو بچنے کا بہی اختیار
دیا تہا اگرچہ نصیب مین یہہ لکہدیا تہا کہ وہ سور کہائیگا مگر اجازت نہین دی تہی بلکہ
منع کر دیا تہا یہ اور بات ہی کہ کوئی شخص خواب مین ہو اور اوسکے مونہہ مین کوئی
حرام چیز ڈالدے تو بیشبہہ وہ بیقصور و مجبور ہوگا اللہ نے بہی بکرہ و بیہوش و سوتے
و دیوانے پر حکم جاری نہین کیا ہی تقدیر کا بہید ایسا نہین ہے کہ کوئی اوسکو سمجہے
بلکہ ہمکو اوسکے دریافت کرنیکا بہی حکم نہین دیا ہی اور اگر فرضًا کوئی دریافت بہی
کرے تو اوسمین کوئی فائدہ دنیا و دین کا نہین ہے کیونکہ بہشت مین جانا یا دوزخ
سے بچنا اسکے دریافت پر موقوف نہین ہے بلکہ ہمین تو اس گفتگو ہی سے منع
فرمایا ہے پہر اوسمین بحث و خوض کرنا بجز حماقت و ضلالت کے اور کیا ہی جتنا
ذکر قضا و قدر کا قرآن و حدیث مین آیا ہی اوسپر ایمان لاکر چپ رہی کچہہ چون چرا
نکرے اللہ نے فرمایا انا کل شیٔ خلقناہ بقدر ہمنے ہر چیز بنائی ہے اندازے سی
حکیم کام جب کرتا ہی کہ پہلے سے اوسکا انجام سوچ لیتا ہی اور اول سے اپنے ذہن
مین مالہٗ و ما علیہ ٹہیرالیتا ہی — سو اللہ سب حکیمون کا حکیم اور سب داناؤن کا دانا
ہے اوسنے آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے سب خلائق
کے مقادیر کو لکہہ رکہا ہی رواہ مسلم عن ابن عمر مرفوعًا اب اوسی تقدیر کے موافق
ہر ایک چیز اپنے اپنے وقت پر ظاہر ہوتی رہتی ہے اسی بنیاد پہ مسلمان کو یہ چاہیے

سنکر ہے بندے مین صفت خالقیت کی بتاتا ہے اپنی ہی تدبیر سمجہتا ہی تقدیر کو
کوئی شے نہین جانتا اسی طرح جو شخص یہ بات جانے کہ آدمی کو کچہہ ذرا سا بہی اختیار
مطلقا اپنے کام کا نہین ہی جو کچہہ اوس سے ہوتا ہی نیک یا بد وہ سب اللہ ہی
کرتا ہے بندہ اور ہر جاندار مجبور محض اور بے اختیار صرف ہی یہانتک کہ کفر وگناہ
بہی اللہ ہی کراتا ہی ایسے شخص کو جبریہ کہتے ہین یعنی معتقد جبر کا ہے سو یہ دونون
عقیدے غلط ہین بلکہ آدمی فی الجملہ اختیار رکہتا ہے جسکے سبب سی بعض کام کرنا اور
بعض نکرنا اوس سے ظاہر ہوتا ہی آدمی کے چلنے اور پتہر کے کہڑکنے مین فرق ظاہر
ہے کہ آدمی خود چل سکتا ہی اور ٹہہر سکتا ہی اور پتہر نہ خود چل سکے نہ ٹہہر سکے اسی طرح
آپ ہاتہہ ہلانے والے ہین اور جسکے ہاتہہ مین رعشہ ہی تفاوت واضح ہے کہ
رعشے والا اپنا ہاتہہ ہلنے سے تہام نہین سکتا اور وہ تہام سکتا ہی اسی جگہہ سے
اور اسی ارادے کے بنا پر اللہ نے امر و نہی فرمائی نیکی پر اجر بدی پر سزا مقرر
کی اگر اتنا سا اختیار بہی نہوتا تو دنیا مین چور اور خونی کی مثلاً سزا کیون مقرر ہوتی
اور اللہ کی طرف سے پیغمبر کیون آتے اور قرآن کیون اوترتا اور شرع کیون معین
ہوتی سب کو مجبور سمجہکر معذور رکہا جاتا بیشبہہ ہر کام اللہ کے ارادے سی ہوتا ہے
لکن ارادہ اور چیز ہے اور رضا اور چیز اور پہلے سے بندے کے نصیب مین
ہر کام کا لکہدینا اور چیز اس لکہنے اور چاہنے سے کچہہ اللہ کی رضامندی ثابت
نہین ہوتی ہے اللہ نے نیکی کا حکم دیا ہی بدی سے منع کیا ہی بکری کہانے کی

آدمی سے اوسکے دل کو معلوم ہوا کہ آدمی کا چاہا اللہ کے چاہے کے مقابلہ مین
نہین چل سکتا کما قال تعالی وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ رب العالمین یعنی
تم جب ہی چاہو کہ اللہ سارے جہان کا رب چاہے یعنی دل مین ارادہ ڈالنا
بھی اوسی کا کام ہے کچھہ اپنے بس کی بات نہین ہے تو اب اوسی اکیلے پر بھروسا
کرنا چاہیے اپنی عقل ناقص کو دخل ندے ورنہ ایمان جاتا رہیگا حدیث مرتضوی
مین رفعا آیا ہی کہ مومن نہین ہوتا ہی کوئی بندہ جب تک کہ ایمان نہ لاے چار چیزون پر
ایک گواہی اس بات کی کہ نہین ہی کوئی معبود سوا اللہ کے اور مین اوسکا رسول ہون
مجھکو اوسنے سچ مچ بھیجا ہی اور ایمان لاے مرنے پر اور اوٹھنے پر بعد مرنے کے
اور ایمان لاے قدر یعنی تقدیر پر رواہ الترمذي معلوم ہوا کہ منکر تقدیر کا کافر ہوتا ہے
وہ مومن نہین گو اپنے موںہہ سے دعوی ایمان کا کرے ابن عباس کا لفظ مرفوع
یہ ہی دو قسم کے لوگ ہین میری امت مین کہ اونکو اسلام مین کچھہ نصیب نہین ہے
ایک مرجیہ دوسرے قدریہ رواہ الترمذي مراد مرجیہ سی اس جگھہ جبریہ ہین
وہ کہتے ہین جو کام ہمسے ہوتے ہین اونکی آخرت مین پرسش نہوگی اور اگر ہوئی
تب بھی بخشے جائینگے حدیث ابن عمر مین خبر دی ہے خسف ومسخ کی اس امت مین
کہ جو مکذب قدر ہین اونمین ہوگا رواہ ابو داود والترمذي خسف کہتے ہین زمین
مین دھنسنے کو مسخ کہتے ہین صورت بدل جانے کو اس حدیث سی معلوم ہوا کہ قدریہ
اوسی کا نام ہے جو کہ تقدیر کا انکار کرے حدیث ابن عمر مین فرمایا ہی قدریہ اس

کہ اگر کسی سے کچھہ نقصان و ضرر پہونچے تو اوسکا گلہ شکوہ نکرے یہ جانے کہ
اللہ نے پہلے ہی سے یہ بات مقدر کی تھی اور اسمین کچھہ حکمت ہی جو میرے خیال
مین نہین آتی اور اگر کسی سے کچھہ فائدہ پہونچے تو اللہ کا شکر اصالۃً اور محسن کا شکر
تبعاً بجالاے کہ اوسنے میری ولادت سی پہلے یہ فائدہ مقرر کیا تہا اسی طرح
اگر کسی کی بری صورت ہو تو اوسپر مضحکہ نکرے کیونکہ اوس شخص کا کچھہ قصور نہین ہے
اللہ نے جیسا چاہا ویسا بنایا پہر اوسپر ہنسنا اور طعن کرنا یعنی چہ آبو الدرداء رضی اللہ عنہ
شخص کریہ منظر کو دیکہکر کہتے کہ خالق اسکا او رابو الدرداء کا ایک ہی آدمی کے
سارے اعمال کا خالق اللہ ہے نہ آدمی قال تعالی واللہ خلقکم وما تعملون
وہ اگر پیدا نکرے اور روک لے تو کسی بندے کا یہ مجال نہین ہی کہ اوس کام کو
کرسکے اسی جگہہ سے آدمی بہت کام کرنا چاہتا ہے مگر نہین ہوسکتی اور بعض کام
کرنا نہین چاہتا اور بے اختیاری مین ہو جاتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ خالق
اعمال کا اللہ ہی نہ عباد اللہ اب جو کام اسکے ہاتہہ سے اچہا بن پڑے یا اور
کسی سے اسکے حق مین کچھہ سلوک ہو تو اللہ کا شکر ادا کرے کہ باوجودیکہ خالق فعل
وہ تہا لکن ہمکو جزای خیر کا وعدہ دیا یہ سراسر اوسکا احسان ہی اور جب سب کا خالق
اللہ ٹھیرا تو پہر کسی کے حرکات و سکنات پر ہنسنا اور عیب پکڑنا سخت بی ادبی
ہے ساتہہ خدا کے پیدا کرنا اور بات ہی اور بندے کا کاسب ہونا اور بات
قال تعالی واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ جان لو کہ اللہ روک لیتا ہی

ملعون فرمایا ہے منجملہ اوسکے ایک مکذب بالقدر اور دوسرا تارک سنت ہی رواہ
رزین والبیہقی تذکیر الاخوان مین کہا ہے کہ جو شخص حضرت کی سنت کو بی عذر شرعی
ترک کردے اور چھوڑ دے تو اوسکو حضرت پر ایمان نہین اور جو شخص تقدیر کے برحق
ہونے کو منکر اوسے اور تقدیر کے قائل کو جھٹلاوے وہ ملعون ہی معلوم ہوا کہ تقدیر
کے منکر اور سنت کے تارک پر اللہ کی طرف سی لعنت اور پھٹکار پڑتی ہی حدیث
زید بن ثابت مین رفعاً آیا ہے کہ اگر اللہ سارے آسمانون اور زمین والون کو عذاب
کرے تو بہی وہ ظالم نہوگا اور اگر اون سب پر رحم کرے تو اوسکی رحمت واسطی اونکے
بہتر ہے اونکے اعمال سے اور اگر تو برابر احد کے راہ خدا مین سونا خرچ کرے گا
تب بہی اللہ اوسکو قبول نفرمائیگا یہانتک کہ تو قدر پر ایمان لاوے اور یہ بات جانے
کہ جو کچھہ تجھکو پہونچا وہ تجھسے چوکنے والا نہ تھا اور جو تجھسے چوک گیا وہ تجھکو پہونچنے والا
نہ تھا اور اگر تو اسکے خلاف پر مرا تو پہر تو نار مین جائیگا حدیث دلیل ہی اس بات پر
کہ جو کچھہ آدمی کو رنج و تکلیف و راحت و جراحت و خوشی و غم و صحت و مرض و فتح
و شکست و مفلسی و اسیری پہونچتی ہے وہ سب تقدیر کے لکھے ہوے کے موافق
پہونچتی ہے اور کسی طرح نہین ٹلتی اگر ساری مخلوق چاہے کہ نہ پہونچے تو ممکن نہین ہے
کہ نہ پہونچے اور اگر سب لوگ یہ چاہین کہ پہونچے تو ممکن نہین کہ پہونچے اب جو کوئی
اسکے خلاف سمجھے کہ فلان سبب سے تقدیر پلٹ گئی اور تقدیر کا لکھا مٹ گیا اور تدبیر
چل گئی اور پہر وہ شخص بے توبہ مرجائے تو دوزخی ہوگا اور اوسکی کوئی نیکی صدقہ

است کے مجوس ہین اگر بیمار ہون تو عیادت نکرو مرجائین تو اونکے جنازے پر
حاضر نہو رواہ احمد وابوداود یہ حدیث دلیل صریح ونص قطعی ہے کفر پر منکرین
ومکذبین قدر کے اسلیے کہ مجوس کافر تہے جب انکو مجوس ٹھیرایا تو یہ بہی اونکی طرح
کافر ہوئے بلکہ یہ تو مجوس سے بہی بدتر ہین اسلیے کہ مجوس دو خدا کے قائل ہین اور
یہ بے گنتی خدا ثابت کرتے ہین کیونکہ ہر بندے کو خالق اوسکے عمل کا بتاتے ہین اور
بندے بے شمار ہین عمر رضی اللہ عنہ کا لفظ رفعًا یہ ہی کہ مت بیٹھو تم پاس اہل قدر کے
اور سلام وکلام کا شروع اونسے نکرو رواہ ابوداود اس حدیث سے بہی کفر قدریہ
کا نکلتا ہی اسی لیے انکے ساتھہ کفار کا سا معاملہ کرنے کا حکم دیا بلکہ یہ تو کافرون سے
بہی بدتر ہین اس لیے کہ کافر صریح کو ہر مسلمان کافر جانتا ہی اور اوسکی بات نہین مانتا
اور قدرے آپکو مسلمان کہتا ہی اور بعض آیات و احادیث واقوال و اشعار کے
معنی اپنے مذاق پر لگا کر جاہلون کو گمراہ کرتا اور دہوکا دیتا ہی تو ایسے شخص سے
ترک راہ ورسم ملاقات کرنا اور جدا رہنا بہتر ہے تاکہ وہ لوگون کو گمراہ نکرے
اور شاید اپنے عقیدے کو برا سمجھکر چھوڑ دے اگرچہ یہ فرقہ قدریہ کا زمانہ صحابہ سے
نکلا ہی اور سلف نے بہی بہت کچھہ لے دے اونپر کی تہی چنانچہ وہ لوگ منقرض ہوگئے
تہے لیکن اس زمانے مین پہر اس مذہب کے لوگ ہر جگہہ ہر ملک و ہر شہر مین زیادہ
ہوگئے ہین اور آپکو مسلمان کہتے ہین مگر مسلمانون کے دین مین فساد ڈالکر گمراہ
کرنا چاہتے ہین انکا نام دہریہ نیچریہ طبیعیہ بہی ہے حدیث عائشہ مین چھہ شخصون کو

نہونے سے کچھہ نفع نقصان نہین ہے یا شرع مین وحدت وجود و وحدت شہود
اور اللہ کی ذات و آیات متشابہات کی تاویل اور ہر عبادت کی وضع خاص ہونیکا
بھید نہ بتایا اسلیے کہ یہ باتین اکثر آدمیون کی عقل سے زیادہ ہین کوئی مطلق انکار
کریگا کوئی زیادتی کمی کریگا تو دونون گمراہ ہونگے چنانچہ اگلی استون کے لوگ
ایسے گن تارون مین پڑکر گمراہ ہوگئے ویسا ہی جبر و قدر کا مسئلہ ہے کہ اسمین بحث
و خوض کرنا درست نہین کیونکہ آدمی کی عقل سے باہر ہے بہت آدمی جاہل اس سے
گمراہ ہوجائینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا اولہذا حدیث عائشہ مین فرمایا ہے من تکلم
فی شیٔ من القدر سئل یوم القیامة ومن لم یتکلم فیه لم یسئل عنه رواه
ابن ماجة یعنی متکلم سے اوسدن یہ محاسبہ ہوگا کہ تونے اس مسئلے مین کیون گفتگو کی
اور غیر متکلم سے اسکی کچھہ باز پرس نہوگی معلوم ہوا کہ ہم اس بحث سی ممنوع ہین اور کیون
نہون کہ یہ خوض ہمارا ایسے کام مین ہے جو مدت دراز سے طی ہوچکا ہے چنانچہ حدیث
عبادہ بن صامت مین فرمایا ہے کہ سب سے پہلے اللہ نے قلم کو پیدا کیا اور کہا کہ
لکھہ اوسنے کہا کیا لکھون فرمایا قدر اوسنے جو کچھہ ہوا اور ابد تک ہوگا وہ سب لکھا
رواہ الترمذی اور حدیث ابو موسی مین آیا ہے کہ اللہ نے آدم کو ایک مشت خاک
سے بنایا جو ساری زمین سے لی تھی سو اونکی اولاد اوسی زمین کے انداز پر آئی کوئی
لال کوئی ہرا کوئی کالا کوئی درمیان اسکے کوئی نرم کوئی کڑا کوئی ناپاک کوئی ستھرا
یعنی تفاوت آدمیون کا رنگ و عادت مین اسی اللہ کی تقدیر سے ٹھیرا پھر حدیث

خیرات نماز روزہ زکوۃ حج قبول نہوگا اسلیے کہ اوسنے اللہ کی تقدیر کا انکار کیا
وہ مالک الملک شہنشاہ ہی جیسا اوسنے چاہا ویسا ہر ایک کی قسمت مین پچاس ہزار
برس پہلے پیدائش آسمان وزمین سے لکھدیا اوسکی شان تو یہ ہی کہ اگر ساری ملائکہ
وبنی آدم کو دوزخ مین بھیجدی تو بہی وہ ظالم نہ ٹھیرے اسلیے کہ ساری مخلوق
اوسکی ملک وعبید ہی اور اگر سب کو بخشدے تو یہ اوسکی مہربانی ہی کسی کا اوسپر
کوئی حق نہین ہے ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم فانک انت
العزیز الحکیم ابوہریرہ کہتے ہین حضرت آئے اور ہم قدر مین جھگڑ رہے تہے
ایسے خفا ہوے کہ موںہہ لال ہوگیا گویا موںہہ پر انار توڑ دیا فرمایا ابھذا امرتم
ام بھذا ارسلت الیکم انما ھلک من کان قبلکم حین تنازعوا فی ھذا الامر
عزمت علیکم عزمت علیکم ان لا تتنازعوا فیہ رواہ الترمذی یعنی کیا تمکو
اسی بات کا حکم ہوا ہی کیا مین اسی لیے تمھارے پاس بھیجا گیا ہون تم سے اگلے لوگ
یون ہی تو برباد ہوے کہ اونہون نے تقدیر مین نزاع کیا مین تمکو قسم دیتا ہون
اور تقید کرتا ہون کہ تم اس مسئلے مین بحث نکرو **ف** اللہ نے جو باتین بندون
کے لائق تہین وہ بتادین اور جسمین کچہہ دنیا و دین کا فائدہ نہ تہا اوسکو بیان نکیا
یا جو اونکی سمجہہ سے باہر بات تہی وہ نہ کہی تاکہ لوگ لا یعنی مین مشغول نہون جیسے
یہ بیان نہ کیا کہ چاند سورج کس چیز سے بنے ہین اور عرش کس چیز سے اور آگ و پانی
کس شے سے اور انکی حقیقت کیا ہے کیونکہ ان باتون کے دریافت ہونے اور

بہشتی دوزخی ٹہیرا کر کہدیا تہا لا ابالی یعنی مین مالک ہون جو چاہون سو کرون
حدیث عائشہ مین فرمایا ہی اللہ نے جنت کے لیے کچہہ لوگ بنائے اور وہ اپنے باپون
کی پشت مین تہے اور کچہہ لوگ دوزخ کے لیے بنائے اور وہ اپنے باپون کی پیٹہہ
مین تہے رواہ مسلم یعنے دنیا مین پیدا ہونے سے پہلے جسکو جس لائق سمجہا
ویسا ہی ٹہیرا دیا اب اوسی کے موافق ہوتا ہے بہشتی سے اچہے کام اور دوزخی
سے برے ظہور مین آتے ہین اس جگہہ دنیا مین شناخت جنتی اور ناری کی یہی ہے
وعبد اللہ ابن مسعود کہتے ہین حضرت نے فرمایا اور وہ سچے سچائے تہے کہ خلقت
ہر کسی کی اکہٹا کیجاتی ہے پیٹ مین اوسکی مان کے چالیس دن تک نطفہ رہتا ہے
پہر چالیس دن تک خون پہر اتنے ہی دن لوتہڑا پہر اوسکے پاس ایک فرشتہ آتا ہی
وہ اوسکا عمل و اجل و رزق اور یہ کہ وہ بدبخت ہی یا نیکبخت لکہہ دیتا ہے پہر اوسمین
روح پہونکی جاتی ہے سو قسم ہی اوسکی جسکے سوا کوئی معبود نہین ہی کہ بیشک کوئی
تم مین کیے جاتا ہے کام اہل جنت کا یہانتک کہ نہین رہتا درمیان اوسکے اور بہشت
کے فرق مگر ایک ہاتہہ پہر سبقت کرتی ہی اوسپر کتاب تو وہ کام کرنے لگتا ہی اہل نار
کا سا پہر جاتا ہی آگ مین اور کوئی تم مین کیے جاتا ہی کام اہل نار کا سا یہانتک کہ نہین
رہتا درمیان اوسکے اور دوزخ کے فرق مگر ایک ہاتہہ کا پہر پڑہ جاتی ہی اوسپر
کتاب سو کرنے لگتا ہی کام اہل جنت کا سا پہر جاتا ہے جنت مین رواہ الشیخان
معلوم ہوا کہ ہر بشر ایک سو بیس دن مین مان کے پیٹ مین بنکر درست ہو جاتا ہے

ابن عمر مین فرمایا کہ اللہ نے خلق کو اندہیرے مین بنایا پہر اوسپر اپنا نور ڈالا جسکو وہ
نور پہونچا اوسنے سیدہی راہ پائی اور جسکو نہ پہونچا وہ گمراہ ہوا اسی لیے مین یہ کہتا ہون
کہ قلم سوکہہ گئے اللہ کے علم پر یعنی جو کچہہ اوسکو لکہنا تہا وہ بموجب حکم خدا لکہہ چکے
اب کچہہ نہین لکہتے اسلام اللہ کا نور ہے ازل مین جسپر چمکا وہ مسلمان ہوا جسپر نہ چمکا
وہ کافر رہا ابو الدرداء کا لفظ رفعاً یہ ہی کہ فارغ ہو چکا اللہ اپنی مخلوق مین ہر بندے کے
پانچ چیز سے اوسکے اجل سے اوسکے عمل سے اوسکے رہنے کی جگہہ سے اوسکے چال سے
اوسکے رزق سے رواہ احمد یعنی فلان روز فلان وقت فلان جگہہ اس طرح پر مریگا
اور زندگی مین فلان فلان کام کاج کریگا اور فلان فلان جگہہ رہیگا اور فلان چال
ڈہال ور روش اختیار کریگا اور اوسکو اتنا رزق ملیگا اور اتنا کہائیگا سو یہ پانچون باتین
جیسے اللہ نے پہلے سے ٹہیرا دین ہین ویسا ہی ہوتا ہی اوس سے کم و بیش نہین ہوتا
معلوم ہوا کہ آدمی توکل پر رہے نری تدبیر پر نہ جم جاے اور دنیا داری مین زیادہ
دردسری نکرے جو قسمت کا لکہا ہی وہ آگے ہی مقرر ہو چکا اوسمین کم و بیشی نہین
ہو سکتی ہے حدیث ابو الدرداء مین فرمایا ہی جب اللہ نے آدم کو بنایا تو اونکے
داہنے مونڈہے کو مار کر اونکی سفید اولاد چیونٹیون کی طرح نکالی اور بائین مونڈہے
کو مار کر کالی اولاد مثل کوئلے کے نکالی پہر داہنی طرف کی اولاد کو کہا کہ یہ جنت مین
جائیگی اور مجہے کچہہ پروا نہین اور بائین طرف کی اولاد کو کہا کہ یہ دوزخ مین جائیگی
اور مجہے کچہہ پروا نہین رواہ احمد معلوم ہوا کہ آدم کے پیدا کرنے کے وقت ہی

جہانتک کہ اوسکی نگاہ پہونچے رواہ مسلم اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی
نے جو کچھہ کیا سو ہوا اور ہوگا اور جو ہوتا ہے سب پہلے سے تقدیر مین لکھہ دیا ہے
پھر بھی اللہ غافل نہین اوسکو اب بھی اختیار ہے جو چاہے سو کرے قسمت کی ترازو
اوسکے ہاتھہ مین ہے جسکا چاہتا ہے پلڑا اونچا کرتا ہے جسکا چاہتا ہی نیچا کرتا ہی
اور ہر ایک کام کی خبر رکھتا ہے آگے سے پھر ویسا ہی اوس سے ہوتا ہی فسبحان
اللہ وبحمدہ تعالی عما یشرکون انس کہتے ہین حضرت یہ دعا بہت کیا کرتے تھے یا
مقلب القلوب ثبت قلبي على دينك مینے کہا ای نبی اللہ ہم آپ پر ایمان لائے
اور جو آپ لائے ہین اوسکا ہمنے یقین کیا آپکو کیا ہمپر کچھہ خوف ہی فرمایا ہان دل
اللہ کی دو انگلیون مین ہین پھیر دیتا ہی اونکو جسطرح چاہتا ہے رواہ الترمذی
سارے پیغمبر دنیا سے ایمان پر جاتے ہین اس دعا کا مطلب تعلیم ہے امت کو کہ ایمان
پر ثابت رہنے کی دعا کرتے رہا کرین کیونکہ دل اللہ کے قابو مین ہے جدہر چاہے
پھیرے معلوم ہوا کہ اچھی بری راہ پر لگا دینا اللہ ہی کا کام ہی آدمی اپنے دل پر اعتماد
نرکھے اللہ سے ہر وقت التجا کرے کہ اوسکے دل کو نیک چال پر ثابت رکھے حدیث
ابن عمر مین آیا ہے کہ حضرت باہر آئے آپکے دونون ہاتھون مین دو کتابین تہین
فرمایا بھلا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہین ہمنے کہا آپ بتائین فرمایا یہ کتاب طرف سے
رب العالمین کے آئی ہے اسمین نام لکھے ہین بہشتیون کے اور نام اونکے باپ
اور کنبے کے پھر جملہ کیا ہوا ہے اونکے آخر پر سو اب کچھہ بڑھے اور نہ گھٹے پھر

اور فرشتہ ہر چہار حالت اوسکی لکھہ جاتا ہے اوسی کے موافق دنیا مین ہوتا ہے
پہر اگر اوسکی قسمت مین دوزخ لکھی ہے تو گو دنیا مین پہلے بہشتیون کے سے کام
کرتا ہی یہانتک کہ جنت کے لگ بہگ ہو جاتا ہے پہر یکایک تقدیر کا لکھا زور
مارتا ہے تو انجام کو وہ دوزخیون کے سے کام کرتے کرتے مرجاتا ہی اور دوزخ
کا کندہ ہوتا ہے اسی طرح جسکا انجام بہشت ہی وہ اگرچہ اتنے برے کام کرتا ہے
کہ دوزخ سے نزدیک ہو جاتا ہی لکن پہر تقدیر کا لکھا زور مارتا ہی تو بہشتیون کے
سے کام کرتے کرتے مرجاتا ہے پہر بہشت مین جاتا ہی معلوم ہوا کہ اعتبار شقاوت
وسعادت کا خاتمے پر ہی انما الاعمال بالخواتیم آدمی اپنی عقل فعال وعمل فی الحال
پر مغرور و معتمد نہو اللہ ہی کے فضل وکرم پر بہروسا رکہے اور خاتمے سی ڈرتا رہے

اگر خاتمہ اچہا ہوا تو اچہا ہے اور برا ہوا تو برا ہے ؎

حکم مستوری ومستی ہمہ بر خاتمت است — کس ندانست کہ آخر بچہ حالت گزرد

ہم اللہ تعالی سے بصد عاجزی وندامت بہیک مانگتے ہین کہ ہمارا خاتمہ ایمان پہ
کرے اور ہمارا انجام عمل اہل جنت پر ہو وما ذالک علیہ بعزیز ابو موسی کہتے ہین
حضرت نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑہا پانچ باتین بتائین ایک یہ کہ اللہ سوتا نہین ہے
اور اوسکو یہی چاہیے کہ نہ سوئے ترازو کو نیچا کرتا ہے اور اونچا رات کا کام دن
کے کام سے پہلے اور دن کا کام رات کے کام سے پہلے اوسکے پاس پہونچ جاتا ہے
اوسکا پردہ نور ہے اگر اوسکو اوٹہا دے تو نور اوسکے ذات کا جلا دے خلق کو

مانگے تو نہو سو دعا تعویذ صدقہ خیرات دوا علاج کا اثر اسی تقدیر معلق کے سبب سے
ہوتا ہے اگر یہ اثر ہونا بھی اوسکی تقدیر مین لکہا ہے آدمی اپنی عقل کو اس میدان مین
نہ دوڑائے جسطرح فرمادیا ہے اوسپر یقین لائے چون و چرا نکرے بڑے آدمیون
کے احکام و افعال کے بھید دیہاتی گنوارون کو معلوم کرنا مشکل ہوتا ہی اور اونکی سمجہہ مین
نہین آتا چہ جائی اللہ کے حکمون اور کامون کا بھید بندون کو عقل سے دریافت ہونا
ما للتراب و رب الارباب حدیث علی مین فرمایا ہے تم مین ہر ایک شخص کی
جگہہ جنت و دوزخ مین لکھہ لی گئی ہے کہا پہر ہم اپنے لکھے پر بھروسا نکرین اور عمل
کرنا چھوڑ دین فرمایا تم عمل کرو ہر کسی کو وہی کام آسان ہوتا ہے جسکے لیے وہ پیدا
کیا گیا ہی جو سعادتمند ہی اوسکو سعادت کا کام کرنا آسان پڑ جاتا ہے اور جو بدبخت
ہے اوسپر بدبختی کا کام کرنا سہل ہو جاتا ہے پہر یہ آیت پڑہی فاما من اعطی واتقی
وصدق بالحسنی فسنیسرہ للحسنی واما من بخل واستغنی وکذب بالحسنی
فسنیسرہ للعسری رواہ الشیخان یعنی نیکبخت کے لیے اسباب نیکبختی کے جمع ہو جاتے ہین
اور بدبخت کے لیے اسباب بدبختی کے اور نیک کو نیکی کرنا آسان ہوجاتا ہی اور
بد کو بدی کرنا سہل جسکے لیے اسباب سعادت جمع ہو جائین وہ شکر کرے اور جسکے لیے
اسباب بدی کے جمع ہون وہ ڈرے اور جلدی سے اوسکو ترک کرے اس بات پر
بھروسا نکرے کہ بہشت یا دوزخ جو ہماری قسمت مین لکھی ہے ویسا ہی ہوگا ہم
بندگی کیون کرین سہل بن سعد کا لفظ رفعاً یہ ہی بندہ اہل نار کا سا کام کرتا ہے

بائین ہاتھہ کی کتاب کو کہا کہ یہ کتاب ہی طرف سے رب العالمین کے اسمین نام ہین
دوزخیون کے اور نام ہین اونکے باپ ور کنبے کے پھر جملہ کیا ہوا ہی اونکے آخر
پر تو اب نہ زیادہ ہو نہ کم صحابہ نے کہا تو پھر عمل کس لیے ہے اگر ایسی ہی بات ہے
کہ اوس سے فراغت ہو چکی ہے فرمایا تم تو سیدہی راہ چلو اور بندگی کرو اسلیے کہ
بہشتی کا خاتمہ بہشتیون کے کام پہ ہوتا ہی اگرچہ وہ کچھہ کام کرے اور دوزخی کا
خاتمہ دوزخیون کے کام پر ہوتا ہے اگرچہ وہ کچھہ کام کرے پھر اشارہ کیا طرف
ہاتھون کے اور پھینکدیا اون دونون کتابون کو اپنے پیچھے پھر فرمایا فارغ ہوگیا
تمھارا رب بندون سے ایک گروہ جنت مین ہی اور ایک گروہ دوزخ مین رواہ
مسلم یعنے اللہ نے نام اہل جنت واہل نار کے الگ الگ مع اونکی ولدیت و ذات
پہانت کے نشان سمیت لکھکر سب نامون کے آخر مین میزان دیکر جملہ کردیا ہے
کہ اب اومین کچھہ کم و بیشی نہین ہوتی اللہ نے آگے ہی سے ہر ایک شخص کا بہشتی
دوزخی ہونا مقرر کر دیا ہے وہ اوسی کے موافق کام کرتا ہے سو تم تو سیدھے
چلے جاؤ پھر آگے یا قسمت یا نصیب ابو خزامہ کے باپ نے حضرت سے کہا تھا
بھلا یہ رقیہ و دوا جو ہم کرتے ہین اور یہ بچاؤ جس سے ہم بچتے ہین یہ کیا اللہ کی تقدیر
پھیر دیتی ہین فرمایا یہ خود اللہ کی تقدیر ہے رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ
یعنی تقدیر دو قسم ہی ایک مبرم کہ جو مقرر کردیا ویسا ہی ہوا دوسرے معلق کہ اگر
یون کریگا تو ایسا ہوگا اور نکریگا تو یون ہوگا مثلاً دعا مانگے تو بیمار اچھا ہوا ور نہ

اونکو نہ مانے تو اوسنے گویا قرآن وحدیث کا انکار کیا اوسکا ٹھکانا دوزخ ہی حضرت کے
ازواج مطہرات اور بنات طیبات اور آپکے داماد اور اولاد دختران اور
زید واسامہ یہ سب حضرت کے اہل بیت وعترت مین داخل ہین جو شخص انسے محبت
نرکھے یا انپر طعن کرے اوسکے ایمان مین نقصان ہے اسلیے کہ انکی مدح وثنا عموماً و
خصوصاً کتاب وسنت مین ثابت ہی تو جو کوئی معاذ اللہ انکو برا جانے اوسنے گویا اللہ
ورسول کی بات وخبر کا انکار کیا اس انکار کا انجام بجز نار کے اور کیا ہو سکتا ہی اللہ نے
پیغمبر کے ساتھہ محبت رکھنے کا حکم دیا ہے اور پیغمبر نے اپنے اصحاب واہل بیت کی
دوستی کرنے کا ارشاد کیا ہے تو اسنے وہی شخص محبت رکھے گا جنسے پیغمبر نے محبت
رکھی تھی اور اسمین کچھہ شک نہین کہ جو مسلمان حضرت کے ساتھہ رہتے تھے اور صلاح
ومشورے مین شریک ہوتے اور دین اسلام انکی سعی وکوشش سے جاری ہوا
حضرت کے وقت مین اور بعد حضرت کے تو گویا وہ پیغمبر کی پیغمبری کے کام مین مددگار
تھے اور جو لوگ حضرت کے گھر کے تھے جیسے بیبیان اور اولاد ونواسے وغیرہ حضرت
کو ان سب سے محبت تھی بلکہ سارے مکہ اور مدینے کے مسلمانون سے بلکہ تمام ملک
عرب سے محبت تھی تو جس شخص کو حضرت سے محبت ہوگی وہ ان سب کے ساتھہ بھی
محبت رکھیگا اور ان اصحاب واہل بیت کی تعظیم کریگا اور اونہین کا طریقہ ہر امر مین
ظاہراً وباطناً اختیار کریگا اور ہرگز انکی راہ ورسم سے منحرف نہوگا پھر جسقدر اوسکو
حضرت سے زیادہ محبت ہوگی اوسی قدر ان سب سے بھی محبت زیادہ ہوگی اور جسکو

اور وہ بہشتی ہو چکا ہے اور کوئی اہل جنت کا سا کام کرتا ہی اور وہ دوزخی ٹھہر چکا ہے
اعتبار کامون کا خاتمے پر ہے رواہ الشیخان یعنی مرنے کے نزدیک جیسا کام ہو
ویسا ہی وہ شخص ہے اچھا یا برا جو نیکی کی حالت مین مرا ظن غالب یہ ہی کہ وہ بہشتی تھا
اور جو کفر پر مرا وہ دوزخی تھا غرض کہ تقدیر پر ایمان رکھنا فرض ہی اللہ تعالی خاتمہ بالخیر کرے آمین

باب ۳ ذکر مین صحابہ و اہل بیت کے

صحابی وہ ہوتا ہی جسنے حضرت سے ملاقات کی اور وہ مسلمان تھا اور اسلام ہی پہ
وہ مرا پھر اگر بہت دن صحبت مین رہا تو زیادہ وہ افضل ہے بہ نسبت اوسکے جو کم صحبت
مین رہا اور اہل بیت سے مراد گھر والے ہین جیسے بیبیان اور لڑکے بالے اور لڑکیون
کے سبب سے داماد اور پوتے نواسیان بالخصوص اور غلام و باندی اور جسکو بیٹا کرکے
پالا بلکہ سارا کنبہ جو اپنے طریق پر ہو اور اونکی اولاد یہ سب داخل اہل بیت ہین جیسے
خلفاء اربعہ و طلحہ و زبیر و عبد الرحمن و سعد و سعید و ابو عبیدہ و ابو ہریرہ و انس و
بلال و معاویہ و سلمان بلکہ سارے مہاجرین و انصار اور وہ لوگ جو ہمراہ حضرت کے
غزوۂ احد و بدر و حدیبیہ و خیبر وغیرہ غزوات مین حضرت کے ساتھ ہوکر راہ خدا
مین لڑے بالخصوص اور جس مسلمان نے حضرت سے ملاقات کی اور اوسی عقیدۂ اسلام
پہ مرا وہ صحابی ہے صحابہ کی ثنا و صفت و خوبی قرآن و حدیث سے بخوبی ثابت ہی اونسے
محبت رکھنا اور اونکی راہ پر چلنا ایمان کی نشانی ہے پھر جو کوئی اونکو برا جانے یا

یوسف علیہ السلام نے فرمایا تہا توفنی مسلما و الحقنی بالصالحین جب خلفاء اربعہ
خلیفہ ہوئے تب یہ وعدہ سچا اور پورا ہوا کہ پورب سی پچہان تک انہین کا حکم ساری
زمین مین لوگون پر ظاہرا و باطنا جاری ہوا اور آخر زمانہ مین مہدی موعود کا دور
ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ یہ خاص نیک بندے اللہ کے تہے اب جو اونکو فاسق
منافق جانے وہ اس آیت کا منکر ہے اور فرمایا الذین ان مکنا ھم فی الارض
اقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ
الامور اس آیت مین تعریف ہی اصحاب کی کہ وہ حامی دین تہے اب جو کوئی اونکو
برا جانے وہ بددین ہے وقال تعالی محمد رسول اللہ والذین اٰمنوا معہ اشداء
علی الکفار رحماء بینہم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم
فی وجوھھم من اثر السجود ذلک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل الے قولہ
لیغیظ بھم الکفار وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات منھم مغفرۃ واجرا
عظیما یہ آیت دلیل ہی اسپر کہ صحابہ کا ذکر قبل اونکے وجود کے دنیا مین حضرت موسی
او رعیسی علیہما السلام کی کتابون مین ہو چکا ہے کہ وہ لوگ بڑے خدا پرست کامل الایمان
ہونگے اور اونپر غصہ اونہین کو آئیگا جو کافر ہین ہر چند اس آیت مین سب اصحاب کی
تعریف ہی مگر یہ چار باتین جو یہان بیان ہوئین ایک الذین معہ یہ ابوبکر پر صادق ہی کہ
حیات و بعد ممات کے وہ ایک ہی جگہہ حضرت کے ساتہہ رہے غار مین اور دفن مین
دوسرے اشداء علی الکفار اسکی مصداق عمر فاروق تہے جس دن وہ مسلمان ہوئے

انسے محبت نہین ہے تو وہ حضرت کی محبت مین بہی جہوٹا ہے گو ظاہر مین دعوی محبت کا کرے جسطرح کہ اہل بدعت کی محبت کا حال ہے کہ سنت صحیحہ پر تو چلتے نہین اور اپنی بدعت کو اچہا سمجہکر پکڑے ہوے ہین اور حضرت کی محبت کا دعوی رکہتے ہین خود انکا فعل مکذب انکے قول کا ہے اور اگر خدانخواستہ حضرت کے اصحاب و اہل بیت بری ٹہیرین تو دین اسلام بہی جہوٹا ٹہیرے اسلیے کہ قرآن وحدیث جو مسلمانی کی بنیاد ہے انہین کے واسطے سے پچہلے لوگون کو پہونچا ہے پہر اگر وہ بُری تہے تو اون کے بتائے ہوے قرآن وحدیث کا کیا اعتبار اور جب قرآن وحدیث بے اعتبار ہوگیا تو دین اسلام سب جہوٹ ٹہیرا تو جو شخص اونکو بُرا جانے وہ گویا اپنے آپکو مسلمان نہین جانتا اور اپنے ایمان کا انکار کرتا ہے بلکہ دین اسلام کا انکار کرتا ہے اصحاب و اہل بیت کی خوبیان اور بزرگیان جو کتاب و سنت مین آئی ہین بہت ہین ہم بعض آیات وغیرہ کا پتا دیتے ہین مسلمان کو عقیدہ درست کرنے کے لیے اتنا بہی کفایت ہے قال تعالی الذین یتبعون الرسول النبي الامي الذي يجدونه مكتوبا عندهم في التوراة والانجيل الى قوله فالذين آمنوا به وعزروه ونصروه واتبعوا النور الذي انزل معه اولئك هم المفلحون اور فرمایا ولقد كتبنا في الزبور من بعد الذكر ان الارض يرثها عبادي الصالحون پہلی آیت مین صحابہ کو صاحب فلاح فرمایا تہا اور اس آیت مین صالحین کہا اب بعد صلاح و فلاح کے سوا رتبۂ نبوت کے اور کوئی مرتبہ واسطے بشر کے ترقی مدارج کا نہین ہے صلاح وہ چیز ہے جسکی تمنا انبیا کی تہی

رہنے والے تھے اور اونہون نے مہاجرین کو جگہہ دی اور خاطرداری کرکے رکھا
اللہ تعالی نے اس آیت مین اظہار اپنی رضامندی کا اون سب سے اور وعدہ خلود
جنت کا فرمایا اللہ سے بڑہکر کوئی سچا نہین ہے اوسکا وعدہ کبہی خلاف نہین ہوتا
اب جو کوئی بعد رضاء خدا کے اونسے ناراض ہو وہ گویا اللہ کے وعدے کا
مکذب ہے اور مکذب قرآن کا کافر ہوتا ہے اسی جگہہ سے رافضی خارجی ناصبی کافر
ٹہیرے ہین پہر اللہ نے بالخصوص اظہار اپنی رضا کا اون صحابہ سے کیا جنہون نے
نیچے درخت کے بیعۃ الرضوان کی تہی پہر یہ وعدہ فرمایا کہ ہم تمکو زمین کا خلیفہ
کردینگے پہر خاص ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلفظ اتقی وستر کے یاد فرماکر یہ خبر دی کہ
ولسوف یرضی سو سب سے اکرم نزدیک اللہ کے وہی ہوتا ہے جو کہ اتقی ہو یہ ویسا
جملہ صالحہ ہے جیسا کہ حق مین حضرت کے فرمایا ہے ولسوف یعطیک ربک فترضی
اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک بعد حضرت کے کسی کا رتبہ برابر صدیق رضی
اللہ عنہ کے نہین ہے اسی طرح حق مین اہل بیت وعترت رسالت کے آیۂ تطہیر
اوتری ہے اوس سے ثابت ہوتا ہے کہ اونکو دوہرا اجر ہر عمل صالح کا ملیگا اور اونکو
دوسری آیت مین امہات المومنین ٹہیرایا ہے اسی طرح احادیث مین فضائل و مناقب
وفواضل صحابہ و اہل بیت کے عموماً و خصوصاً کثرت سے آئے ہین اور کتب سنت مطہرہ
مین معروف ہین وہ سب دلیل ہین اس بات پر کہ مسلمان پر حفظ حقوق اصحاب وعترت
کا باب تعظیم و محبت و دعا و مراقبۂ ادب فرض ہے اب جو کوئی اونکی شان و عظمت مین

سب مسلمانون سنے باہر نکلکر نماز پڑہی اس سے پہلے چہپ کر پڑہتے تھے رحماء
بینھم کا صدق عثمان پر ہی تراھم رکعا سجدا کا علی مرتضی پر الغرض جو شخص اصحاب
واہل بیت کی تعریف و ثنا سنکر ناخوش ہو وہ کافر ہے اللہ کی درگاہ سے راندہ ہوا
اس آیت سے یہ بہی معلوم ہوا کہ اگر کسی صحابی یا عترت سے کچہہ گناہ کا کام بہی ہوگیا تہا
تو وہ معاف ہو چکا ہے اسلیے کہ اللہ نے وعدہ مغفرت کا فرمادیا یہی آیت حجت ہے
کفر پر رافضہ کے اسلیے کہ اونکو اصحاب پر غیظ آتا ہے اور وہ صحابہ کو گالی دیتے اور
برا کہتے ہین اور دلیل ہے کفر پر خوارج و نواصب کے اسلیے کہ وہ دشمن ہین اہل بیت کے
پہر آیۃ للفقراء المھاجرین الخ مین مہاجرین کو صادقین اور انصار کو مفلحین فرمایا ہی
اور سب اہل اسلام کو دوسری آیت مین یہ ارشاد کیا ہی کہ کونوا مع الصادقین
اس سے ثابت ہوا کہ ہمکو دین مین ہمراہ دیانت صحابہ کے رہنا چاہیے پہر صحابہ مین
اونکو فضیلت ہی جنہون نے فتح سے پہلے مال خرچ کیا اللہ کی راہ مین لڑے اونکے
درجے کو اعظم فرمایا ہے اگرچہ پچھلے لوگون سے بہی وعدہ جنت کا ہے اور حق مین
سابقین اولین کے خواہ مہاجر تہے یا انصار اور حق مین اونکے تابعین بالاحسان کے
یہ ارشاد کیا ہی کہ رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ و اعد لھم جنات تجری تحتھا الانہار
خالدین فیھا ابدا ذلک الفوز العظیم بدر کی لڑائی تک جتنے لوگ مسلمان ہوے وہ
سب سابقین اولین ہین اور جو لوگ بعد بدر کے اسلام لاے وہ اونکے تابع ہین مہاجر
وہ اصحاب ہین جو حضرت کے ساتہہ مکے سے نکل آے انصار وہ جو مدینے کے

آرہے ہین وہ اب بھی حکم عرب مین ہین گو اب اونکی لغت عربی نہین ہی جیسے اکثر سادات بنی فاطمہ اور شیوخ قریش صحیح النسب مسلمان کو ان سب سی محبت دلی اور خدمت مالی کرنا ضرور ہے عرب کے لیے اگر کوئی سا بھی شرف نہوتا مگر اتنا ہے کہ سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین اس قوم سے مبعوث ہوے جو سارے جہان کے پیغمبر واجب الاتباع ہین بلکہ تمام ثقلین کے مخدوم و مطاع تو کفایت کرجاتا پھر جبکہ ماسوا اس فضیلت عظمی کے اور فضائل و خصائص بھی ثابت ہین تو پھر اونکی تعظیم و تکریم و خدمت و محبت مین اب کیا جگہہ دریغ کرنے کی باقی ہے جو کوئی مسلمان ہوکر عرب سے محبت اور لغت عرب سی الفت نہین رکھتا ہی اوسکو کچھہ بھی حلاوت ایمان کی نہین ہے نہ قدر و قیمت رسول انس و جان کی اللہ تعالی کے نزدیک اگر کوئی اور قوم بہتر ہوتی اور زبان عرب سی زیادہ کوئی اور لغت اشرف ٹھہرتی تو اللہ خاتم الرسل کو اوسی قوم مین اوسی لغت مین مبعوث کرتا لکن جبکہ کارخانہ نبوت و رسالت کا توڑ اور جملہ ادیان عالم کا خاتمہ عرب و لغت عرب پر کیا تو یہ دلیل واضح ہی کمال فضل و کرم و شرف عرب پر وللہ الحمد

باب ۵ ذکر مین بدعات قبور کے

اصل زیارت قبر کی بے قید یوم و تاریخ و ماہ و سال و وقت و اجتماع مردون کے لیے جائز بلکہ مستحب بلکہ سنت ہی اس نیت سی کہ قبرون کے دیکھنے سے موت و آخرت یاد آئے

کمی اور محبت مین فرق اور دعا مین تفاوت کریگا اور کسی طرح کی بی ادبی لفظی و معنوی اوس سے صادر ہوگی تو اوسکے اسلام مین فرق اور ایمان مین نقصان ہے وہ آپکو ناحق مسلمان کہتا اور مومن سمجھتا ہی بلکہ صحابہ وعترت کو جانے دو کہ اونکی فضیلت کو منطوق قرآن وحدیث ہی حضرت نے مطلقاً حکم محبت رکھنے کا ساتھہ عرب کے فرمایا ہے گو وہ صحابی یا سادات نہون ابن عباس رض فعاً کہتے ہین احبوا العرب لثلث انی عربي والقرآن عربي وكلام اهل الجنة عربي رواه البيهقي یعنی دستور ہی کہ آدمی جس سے محبت رکھتا ہے تو اوسکے ملک و بستی و شہر کو بھی چاہتا ہے اور دوست رکھتا ہی بلکہ وہان کا نام لینے اور ذکر کرنے سے خوش ہوتا ہی سو حضرت نے فرمایا کہ اے مسلمانو تم عرب کے ملک اور وہان کے رہنے والون کو دوست رکھو کہ مین جو تمہارا پیغمبر ہون سو عربی ہون اور اللہ نے جو کتاب تمھاری ہدایت کے لیے اوتاری ہی سو وہ بھی عربی زبان مین ہی اسمین ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ قرآن مین عرب کے رسوم و دستور خوب بیان ہوئے ہین اگر آدمی کو عرب سے محبت ہو تو عربی زبان سیکھے اور عرب کا رویہ لباس و خوراک و سواری مین اختیار کرے کہ اس سے معنی اور مطلب قرآن کا خوب بوجھے و سمجھے گا بہشت کے لوگ بھی عربی بولین گے ہر مسلمان کو اوسی عربی بول چال سے کام پڑیگا عرب سے مراد قبائل و اقوام ملک عرب ہین نہ وہ عجم جو اپنے ملک سے نکلکر وہان جا بسے ہین نہ اصلاً عرب ہین نہ فرعاً اسی طرح جو لوگ احیاء عرب کے ملک عرب سے نکلکر عجم مین

تھے اور اب بعد مرنے کے زندون کے محتاج ہین کہ زندے اونکے لیے دعا و استغفار
کرین یا اونکی طرف سی کچھ خیرات اللہ کے نام پر دین کہ اونکو حالت بیچارگی مین اندر
قبر کے کچھ راحت ملے بھلا وہ کیونکر ان مردہ پرستون کے حاجت روا مشکلکشا
ہو سکتے ہین اور جو کوئی اونکو ایسا سمجھے وہ بڑا پکا مشرک ہی اوسکو مسلمان نہ سمجھنا چاہیے
اصل ان کامون کی اہل کتاب سی ہی کہ وہ اپنے پیغمبرون اور بزرگون سے جبکہ وہ
مرجاتے تھے اونکی قبرین پکی سنگین چونہ کاری کی بنا کر اونکے ساتھ ایسے پرستش کے
کام کرتے تھے یہود نے عزیر کو خدا کا بیٹا کہا اور یہ جانا کہ وہ اللہ کے گھر کے کارندے
مختار ہین جو چاہین سو کرین پہر اونکی روح کو پوجا اور اونسے منتین مرادین مانگین اسی طرح
جو کوئی عالم یا درویش اچھا نامی اونمین مرتا اوسکی روح و قبر کو پوجتے اور پاس قبر کے
مسجد بناتے اور وہان نماز پڑہنے کو زیادہ ثواب جانتے اور وہان مراقب ہوکر
بیٹھتے اسی طرح نصاری نے حضرت عیسی علیہ السلام کو خدا کا بیٹا ٹھیرایا اور جس مقام پر
یہود نے مسیح علیہ السلام کو اپنی دانست مین سولی دی تھی اوس جگہہ اور انطاکیہ مین
جہان حضرت عیسی کے یار یوحنا کی قبر ہے وہان پر میلہ کرتے تھے اور جو عالم صوفی
درویش اونمین مرتا اوسکی اونچی پوری بلند قبر پکی بناتے اور وہان مسجد طیار کرتے
اور روشنی کرتے اور انبیا و اولیا کے قبور پر مراقب ہوکر بیٹھتے یہ دونون فرقے
یہود و نصاری کے اپنے پیغمبرون اور بزرگون کو خدا کا مختار و کارندہ اور اپنا
حاجت روا و مشکلکشا جانتے تھے اور اونکے مولوی اور درویش جو بات کہدیتے

اور دنیا کی بی ثباتی و فنا پذیری ثابت ہو اور محبت اس خاکدان فانی کی دل سی جاے سو اس نیت سے اور نیت سی قبرون کی زیارت کو جانا دور دور سے سفر کر کے یا قیود مذکورہ لگانا یا قبرون پر ہجوم و اجتماع کر کے آنا یا وہان پر چراغ جلانا یا قبرستان مین مسجد بنانا یا عورت کا واسطے زیارت قبور کے نکلنا یا ہمراہ جنازے کے جانا یا قبرون پر چادر ڈالنا یا گچ کرنا تاریخ وفات موتی یا بعض آیات قرآن وغیرہ کا مقبرون یا قبرون پر لکھدینا یا مقبرہ و گنبد بنانا ایک بالشت سی قبر کو اونچا رکھنا یا قبر کے پاس نماز پڑہنا وہان کا مجاور بننا قبر کے ساتھہ مسجد کا سا برتاو کرنا سرور و لہو کے کام بجا لانا جو عید مین چاہیے یا قبر کے پاس مراقبہ کر کے فیض باطنی حاصل کرنا یا مردون کی خوشی جانکر یا ثواب کا کام سمجھکر یہ سب افعال بد بجالانا مکروہ و حرام و بدعت ضلالت ہے اسمین کچھہ شک و شبہہ نہین لوگ جو یہ کام کرتے ہین سو اس سبب سی کہ مردون کو اپنا حاجت روا اور مشکلکشا اور دافع بلا او معطی نعماء جانتے ہین تو اون سی مرادین مانگتے اور حاجتین طلب کرتے ہین اگر یہ اعتقاد نہوتا تو اونکو ان کامون سے کیا واسطہ تہا یہ تو مردون کی خوشامد کے لیے یہ کام کرتے ہین اور گویا نذر و نیاز و منت مانکر اونکو رشوت پہونچاتے ہین حالانکہ سوا اللہ کے کوئی حاجت روا مشکل کشا معطی و مانع نہین ہے وہ لوگ گو بزرگ ہون خود اللہ کے محتاج تھے ہر امر مین خدا ہی کی طرف رجوع کرتے تھے یہی اونکی بزرگی تہی سوا خدا کے غیر اللہ سے انکار رکھتے تھے اور مثل ان گور پرستون پیر پرستون کے سارے صفات بشریت مین شریک جملہ اخیار و اشرار

باوجودیکہ اونکے ہاتھہ سے مردے زندہ ہوتے اور اندہا بینا اور کوڑہی تندرست
ہوجاتا تہا تو کسی اور پیر شہید ولی اللہ کی کیا ہستی ہے کہ اوسکی روح یا قبر سے مدد مانگی
جاسے اور فیض حاصل کیا جاسے اور کوئی کام نکل سکے یا زندگی سے بڑہ کر اوسکی قبر
سے معاملہ کیا جاہے یہ ایک طرح کا غلو ہی جاہل مسلمانون کا اور اللہ نے غلو سے منع کیا ہے
اور فرمایا ہی کہ تم اگلے لوگون کے خیال پر نہ چلو کہ وہ تو خود ہی گمراہ تہے اور دوسرون
کو بہی گمراہ کر گئے اور سیدہی راہ سے بہک گئے حدیث ابو سعید خدری مین فرمایا ہے
لا تشد الرحال الا الی ثلثہ مساجد الحرام والمسجد الاقصی ومسجدی ہذا رواہ الشیخان یعنی زیارت کے
لیے کسی مکان متبرک کو سفر کرکے جانا درست نہین ہی مگر ان تین مسجدون کی زیارت کے لیے جانا درست ہی اگلی امتون کے
لوگ کوہ طور اور مرقد عیسیٰ و قبر یوحنا وغیرہ کی زیارت کرنے کو دور دور سے سفر کرکے جاتے تہے
اس حدیث سے وہ جانا منع ہوگیا اب مکن پور اجمیر بہرائچ بغداد کربلا نجف کو فقط
قبرون کی زیارت کے لیے سفر کرکے جانا درست نہین ہی بلکہ ان قبور و مشاہد کا کیا
ذکر ہے کہ حضرت نے خود اپنی قبر پر جاؤ کرنے کو منع فرمایا ہی ابو ہریرہ رفعاً کہتے ہین
لا تجعلوا قبری عیدا وصلوا علی فان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم رواہ النسائی
یعنی میری قبر کو عید نہ ٹہیراؤ تمہارے درود ہر جگہہ سے مجھکو پہونچ جاتی ہی یعنی
اگر تم میری زیارت واسطے کسی شرک یا بدعت کے نہین کرتے ہو بلکہ درود ہی
بہیجنے کی غرض سے سفر کرکے دور دور سے آتے ہو تب بہی یہ جاؤ درست نہین
اسلیے کہ درود یہان سے بہیجنا اور اوس سے بہیجنا یکسان ہی حضرت نے جب دیکہا

اوسکو حکم خدا کا سمجھتے تھے اور کچھہ تحقیق اوسکی نکرتے اللہ تعالی نے ان عقیدون کو
شرک فرمایا سو اس مقدمے مین ہماری کتاب قرآن اور اونکی کتاب توریت و انجیل
کا ایک ہی مطلب ہے قال تعالی قل یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا
وبینکم الا نعبد الا الله ولا نشرك به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا
من دون الله فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون معلوم ہوا کہ سوا خدا کے
کسی پیر پیغمبر زندہ و مردہ کو اسطرح ماننا اور اونکے ساتھہ امور مذکورہ کا بجالانا خلاف
کتب آسمانی اور عین بدعت یا شرک ہے اسوقت کے جاہل مسلمان بھی یہی کام اپنے
بزرگون کی روح اور قبرون سے کرتے ہین اور پھر مسلمان ہین فسبحان الله وبحمده
حالانکہ کسی بشر کو یہ بات نہین پہونچتی ہے کہ اللہ اوسکو کتاب و حکم و نبوت دے
اور وہ لوگون سے یہ بات کہے کہ تم اللہ کو چھوڑکر میرے بندے بنجاؤ ہان اوسکو
یہ چاہیے کہ وہ ربانی ہو کیونکہ وہ کتاب سکھاتا اور پڑہتا ہے سو جتنے انبیاء اولیاء
و علما صلحا گزرے ہین سب نے یہی کہا ہے کہ تم اللہ کی کتاب اور پیغمبر کے حکم پہ چلو
کفر و شرک و بدعت سے بچو پیر پرست گور پرست امام پرست رای پرست نہو اور سبکو
خدا کا بندہ عاجز سمجھو اور بے قدرت محض و تصرف بحت جانو قیامت کے دن خدا
ان مشرکون کے قائل کرنے کو حضرت عیسی سے یہ سوال کریگا کہ کیا تو نے لوگون سے
یہ بات کہی تھی کہ مجھکو اور میری مان کو خدا سمجھو اللہ کو چھوڑکر وہ کہین گے کہ بھلا جو بات
حق نہو مین کیسے کہتا سو جب عیسی سا شخص لائق عبادت اور طلب حاجت کو نہ ٹھیرے

پڑہتے اور عطر و پان و پانی رکھتے ہین یہ سب لغو او رعقیدہ باطل ہے حدیث ابو ہریرہ
مین فرمایا ہی لعن اللہ زوارات القبور رواہ احمد والترمذي وابن ماجۃ
اس سے معلوم ہوا کہ عورتون کو قبر کے پاس قبر کی زیارت کے لیے جانا حرام ہی عطا
بن یسار کا لفظ رفعا یہ ہی اللھم لا تجعل قبري وثنا یعبد اشتد غضب اللہ علی
قوم اتخذوا قبور انبیائھم مساجد رواہ مالک اس سے معلوم ہوا کہ کسی قبر
کے ساتھہ ایسا کام کرنا جو مسجد کے ساتھہ چاہیے حرام ہے جیسے جھاڑو دینا فرش بچھانا
اعتکاف کرنا پانی کا برتن رکھنا عمارت بنانا چراغ جلانا غلاف پہنانا ونحوہا پہر جو کوئی
یہ کام کرے اوس پر خدا کا غضب نازل ہوتا ہی یہ بہی معلوم ہوا کہ جس قبر کے ساتھہ لوگ
ایسے کام کرین وہ قبر نہین رہتی بت ہو جاتی ہی جیسے حضرت ابراہیم و اسمعیل و لات
وغیرہ کی تصویرین اور قبرین لوگون کے پوجنے کے سبب سی بُت ٹھہر گئی تہین اور
حضرت نے اپنے ہاتہہ سے تصویر خلیل جلیل و جناب اسمعیل کو جو اندر کعبے کے تہے
ایک چوبدستی سے توڑ ڈالا تہا اور کچہہ حسرت اون تصاویر کی نہ کی پہر حضرت نے مرض
موت مین فرمایا لعن اللہ الیھود والنصاری اتخذوا قبور انبیائھم مساجد
رواہ الشیخان عن عائشۃ معلوم ہوا کہ یہ کام لعنت ملنے کا کام ہے ونعوذ باللہ منہ
اب یہی کام بلکہ اس سے ہزار چند زیادہ اس امت اسلام کے جہال و عوام اور بعض
پیرزادے اور پیر پرست و گور پرست کرنے لگے بلکہ نوبت یہانتک پہونچی ہے کہ
قبرون کو تو منقش بناتے ہین اور مجاورون کو حلوے اور مٹھائی کہلاتے ہین اور

کہ یہود و نصاریٰ اپنے بزرگون کی قبرون پر سال کے بعد میلا اور رجاؤ کرتے ہین
اور ہوتے ہوتے نوبت یہانتک پہونچتی ہے کہ اونسے مرادین مانگتے ہین اور اونکی
منتین مانتے ہین تو امت کو منع کر دیا کہ تم عید کی طرح ہر برس اچھی اچھی پوشاک پہنکر
اور خوشی خوشی روز و تاریخ معین مین جمع نہو بلکہ اگر تمکو اپنے اور میرے لیے ثواب
منظور ہے تو مجھپر درود بھیجو کہ مجھکو اور تمکو دونون کو ثواب ملے اور درود کے لیے
نزدیک ہونا قبر سے کچھہ ضرور نہین ہے بلکہ ۱۱ کھون منزل ونسے اللہ تعالےٰ تمھارے درود مجھکو
پہونچا دیگا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت کی قبر پر روز و تاریخ معین مین جاؤ
کرنا درست نہین ہے جسطرح کہ لوگ بعد حج کے سال حج مین یا قبل حج کے ماہ معین مین
اطراف دور دست سے چلکر اجتماع کرتے ہین یا مجرد مدینے کا سفر مستقل بلا تضمن
حج وعمرہ اختیار کرتے ہین پہر جب حضرت کی قبر شریف کے لیے یہ بات بنص قطعی منع ہے
تو اور کسی کی قبر پر عرس اور میلا کرنا اور تاریخ مقرر مین قبر کی زیارت کو جانا اوربھی
زیادہ منع ٹھیرا اگر یہ بات جائز ہوتی تو سب سے زیادہ استحقاق اس بات کا حضرت کے
لیے ہوتا دوسرے یہ کہ خوشی کے اسباب قبر کے سبب سے جمع کرنا درست نہین ہے
جیسے راگ وغیرہ کہ لوگ عرس مین کرتے ہین تیسرے یہ کہ مردے کو ثواب پہونچانا ہے
تو دور سے دعا و استغفار کرے قرب قبر کیا ضرور ہی پہر یہ خیال لوگون کا کہ جہان
درود پڑھی جاتی ہے یا ذکر مولد کا ہوتا ہی وہان حضرت کی روح مبارک آتی ہے
بالکل غلط ہی اسی بنیاد پر جاہل مسلمان شرک وضع وہان جو کھانے وغیرہ پر فاتحہ

کہ قبر کا زمین سے اونچا بنانا گناہ ہے اور حضرت کی قبر شریف جو ایک بالشت اونچی تہی
وہ فعل صحابہ کا تہا نہ حکم حضرت کا اوسکی سند نہین ہوسکتی حضرت نے جو حکم دیا تہا وہ
یہی تہا کہ ہر قبر برابر زمین کے رہے اور جسکو اونچا پاؤ اوسکو برابر خاک کے کردو نہ
ایک بالشت بلند ہو اور نہ ایک گز سو اگر اپنے کسی بزرگ کی قبر بلند ہو تو اوسکے
برابر کرنے مین اور زیادہ کوشش کرے اوسکے حق مین گناہ کی چیز کو روا نہ رکہے
جسطرح اگر کسی اپنے بڑے کے کپڑے پر نجاست لگی ہو تو اوسکا دور کرنا مقدم ہے
ہمنے اسکو گناہ اسلیے کہا کہ اگر بلندی قبر کی گناہ نہوتی تو حضرت کیون قبور بلند کو پست
کراتے اور ذکر اونکا ہمراہ مورتون کے کیون فرماتے حدیث جابر مین گچ کرنے
اور بنا کرنے اور بیٹھنے سے قبر پر نہی فرمائی ہے رواہ مسلم اس سے معلوم ہوا
کہ قبر پختہ نہ بناے اور اوسپر عمارت قبے وغیرہ کی نہ کہڑی کرے اور قبر پر چراغ بتی
کرنا یا خادم مجاور بنکر بیٹھنا حرام ہے کسی کی قبر ہو دوسرا لفظ یہ ہے کہ نہی کی ہے قبر پر
لکہنے اور اوسکے پامال کرنے سے رواہ الترمذی معلوم ہوا کہ قبر پر تاریخ نظم یا آیت
یا حدیث لکہنا یا تختے وغیرہ پر لکہکر لٹکانا اور قبر پر پاؤن رکہکر چلنا حرام ہے حدیث
عائشہ مین ذکر کنیسہ حبشہ رفعاً آیا ہے کہ اون لوگون مین جب کوئی نیک مرد مرجاتا تو
وہ اوسکی قبر پر مسجد بناتے اور اوسمین اونکی تصویرین قائم کرتے یہ لوگ ساری
خلق سے بدتر ہین رواہ الشیخان حبشہ نصرانی تہے قبر کے پاس مسجد بناکر اوس
مردے کی تصویر بنا دیتے حضرت نے اونکو بدترین خلق فرمایا عائشہ کہتی ہین حضرت

مسجد شکستہ کی مرمت کرین نہ موذن کو سوکہی پہیکی روٹی دین نہ مسجد مین تو وضو و غسل کے
لیے مٹی کے برتن بہی ندین اور قبرون پر نقارے بجائین مسجد مین نماز کے لیے بوریا
بہی نہین اور قبرون پر زربفت و کمخواب کی چادرین پڑی ہین اور اطلس کے تکیے
تنے ہین پہر کیون نہ خدا کی لعنت پڑے اللہ کے گہر کی بلکہ اوسکی ذات پاک کی تعظیم کم
اور بندون کی زیادہ یا برابر اوسکے ثواب سو الگ لعنت کے اور کیا چاہیے جب سب
پیرون کے پیر اور سب بزرگون کے بزرگ رسول خدا اپنی قبر کے ساتھ ایسے کام
کرنے پر بددعا کرین اور لعنت بہیجین تو اور بزرگ جنکی ساری بزرگی حضرت کی تابعداری
تہی اپنی قبرون کے ساتھ ایسا معاملہ کرنے سے کب راضی ہونگے حدیث جندب مین
بہی قبور انبیاء و صلحاء کو مساجد ٹہیرانے سے منع کیا ہی ر ۲۱ مسلم اور حدیث
ابی مرثد غنوی مین فرمایا ہی کہ قبور پر نہ بیٹہو اور اونکے پاس نماز نہ پڑہو ر ۲۱ مسلم
قبر کی طرف نماز اگر معاذ اللہ واسطے تعظیم میت کے ہے تو کفر ہے اور اگر اوس قبر یا
مقبور کو قبلہ توجہ ٹہیرایا ہے تو حرام ہے اور اگر یہ نیت نہین ہے تو مکروہ تحریمی ہے
اور بیٹہنا قبر پر کئی طرح پر ہے ایک نرا بیٹہ جانا دوسرے اوسپر حاجت ضرور کرنا تیسرے
اوسکے بہروسے پر بیٹہہ رہنا خادم یا مجاور بنکر یہ نہی ہی جلسہ کرنے سے قبر پر تو اسمین
عرس داخل رہیگا علی مرتضی نے ابو الہیاج اسدی سے کہا تہا کہ کیا نہ بہیجون مین تجہکو
ایسے کام کو جسکے لیے رسول خدا نے مجہکو بہیجا تہا وہ کام یہ ہی کہ تو کسی صورت کو
بے توڑے [illegible] اور کسی قبر اونچی کو بے برابر کیے نہ چہوڑ ر ۱۸ مسلم یہ دلیل ہے اس بات پر

پاس جا کر بیٹھہ جانا یا اتفاقاً تکیہ لگا لینا مرد کو جائز ہے علی بن ابی طالب نے ایسا کیا تھا
رواہ مالک بلاغاً اور قبرستان و حمام مین نماز پڑھنا درست نہین ہی اسکو ابو سعید نے
رفعاً کہا ہی اخرجہ الترمذي وابوداود والدارمي حدیث ابن مسعود مین فرمایا ہے
تم قبرون کی زیارت کرو کہ یہ دنیا مین بی رغبت کرتے ہین اور آخرت کی یاد دلاتی ہین
رواہ ابن ماجۃ معلوم ہوا کہ جس زیارت مین یہ فائدہ نہو وہ منع ہی جاہل لوگ زیارت
مین طواف کرتے ہین بوسہ قبر کا لیتے ہین رخسار یا سینہ قبر پر ملتے ہین مردون سے
حاجت مانگتے ہین یا چادر پہول چڑہاتے ہین مشائخ پیرزادے وہان مراقبہ کرتے
ہین میلا عرس کا جاتے ہین ریوڑی گٹا حلوا شیرمال اوڑاتے ہین نذر نیاز کا روپیہ
پیسا لیتے ہین یہ سب شرک و بدعت و حرام ہے عوام جاہلون کے خراب کرنیکو ادہر
ادہر کے قصے کہانی اور دو چار جہوٹی روایتین بنا رکہی ہین اپنی دنیا کا تباہ کیا
اونکی عاقبت تباہ کی بلکہ اپنا روسیاہ کیا ؁

باب بیان مین رد بدعت تقلید کے

اکثر لوگ مولویون اور درویشون کے کلام اور کام کو سند پکڑتے ہین اور اونکے
قول و عمل کی پیروی کرتے ہین اور اونکے حق مین یہ اعتقاد رکہتے ہین کہ جو کچھہ اونہون نے
کیا اور کہا ہی وہی ٹہیک ہی اور اللہ کی وہی راہ ہی خواہ وہ کلام و کام موافق قرآن
و حدیث کے ہو یا مخالف اور کہین سے اوسکی سند ہو یا نہو گویا اونکو حاکم شرع کا

ایک لڑائی مین گئے تھے مینے آپ کے پیچھے دروازے پر گھر کے ایک پردہ لٹکایا
جب آئے تو اوسکو دیکھکر ایسا کھینچا کہ پھاڑ ڈالا پھر فرمایا اللہ نے ہمکو یہ حکم نہین دیا ہے
کہ ہم پتھر اور مٹی کو کپڑا پہنائین رواہ الشیخان معلوم ہوا کہ کپڑے کی دیوار گیریان
اور چھتین لگانا درست نہین ہی پھر قبر پوش ڈالنا اور مقبرے کو غلاف اوڑھانا
اور جھنڈی یا کسی بزرگ کے نام کی چھڑی پر غلاف چڑھانا بالاولی منع ہی مسلمان کو
چاہیے کہ جہان کہین ایسا دیکھے تو اوسکو دور کردے اور پھاڑ ڈالے حدیث ابن عباس
مین فرمایا ہی کہ لعنت کرے اللہ اون عورتون کو جو قبر کی زیارت کرین اور اون لوگونکو
جو قبرون پر مسجد بناوین اور چراغ جلاوین رواہ ابی داود والترمذی والنسائی
قبر پر شمع جلانا روشنی کرنا خواہ خود کرے یا اسلیے اپنا پیسہ خرچ کرے موجب لعنت کا ہے
مردہ اگر خدا کا مقبول بندہ ہی تو اوسکے لیے خدا کی طرف کی روشنی ہی اور اگر مردود
ہے تو حساب کتاب مین گرفتار ہی پھر باہر کی روشنی سے اندر کا اندھیرا جانا معلوم
جلانیوالا اور جلوانیوالا دونون پر خدا کی لعنت ہوتی ہے اور دونون روسیاہ ہین
اور مسجد بنانا اگر نماز کے لیے ہے تو جہان قبر زیر نگاہ ہو وہان نماز درست نہین ہے
اور نماز اگر مردے کی تعظیم کے لیے ہے تو کفر ہے اور اگر وہ مسجد نام کے لیے بنائی
ہے تو حرام ہی اور داخل اسراف اور اگر مردے کی تعظیم کے لیے ہے تو خدا کا مکان
مخلوق کے لیے بنانا شرک ہی اور اس لعنت مین معمار و مزدور بھی شریک ہین اور جو
عورت خاوند کی مرضی سے زیارت کو جاسے تو وہ خاوند بھی ملعون ہی ہان قبر کے

قیاس مین عقل کو دخل ہے اسی جگہہ سے بہول چوک بہی ہو جاتی ہے ولہذا اکثر مسائل
مین خود ابو حنیفہ و شافعی وغیرہما نے رجوع کیا ہی غرضکہ اصل چیز جو واجب الاتباع ہی
وہ بہی قرآن و حدیث ہی اور جنکو اللہ نے کتاب و سنت مین مہارت کامل عطا کی ہی وہ
ہر مسئلہ قرآن و حدیث سی نکالکر بتا سکتے ہین نہ حاجت اجتہاد کی ہوتی ہی نہ قیاس کی
اسلیے کہ کتاب و سنت کفیل جملہ احکام ہین تا قیام قیامت کلیات و عمومات دالہ نصوص
واسطے جملہ مسائل کے کفایت کرتے ہین کتب فتاوای فقہ مین جو لاکہون مسئلے عقل
سے نکالکر لکہہ رکہے ہین اکثر بی دلیل و محض قال و قیل ہین یا اغلوطات اور حضرت نے
ایسے کامون سے منع فرمایا ہی جب قرآن و حدیث سی خلاف مجتہد کا ثابت ہو جاوے
تو موافق کتاب و سنت کے عمل کرے پہر تقلید حرام بلکہ شرک فی الرسالۃ ہی تقلید کے
معنی یہ ہین کہ بے دریافت کرنے دلیل کے کسی کے حکم کو مان لینا اور یہ نہ معلوم کرنا
کہ اوسنے یہ حکم کس سبب سہی اور کس دلیل سے کیا ہی اکثر لوگ جو مولویون اور درویشون
کے بی سند کام اور کلام کو سند پکڑتے ہین اور اوسکی تحقیق نہین کرتے گویا اونکو حاکم
شرع جانتے ہین سو ایسی تقلید بدعت و حرام ہے اور جو شخص بعد وضوح حجت قرآن
و حدیث کی تقلید کو واجب کہتا ہی اوسکے ایمان کا کچہہ ٹہکانا نہین ہی وہ خاصا مشرک
ہے اوسنے اللہ کے سوا اور حاکم ٹہیراے حالانکہ اللہ نے فرمایا ہی ان الحکم الا للہ
یعنے سوا اللہ کے کسی کا حکم نہین ہے عالم فاضل ہو یا ملا مخدوم و مشائخ تا رسول کہ
معصوم ہین وہ خلاف حکم خدا کے نہین بتاتے بلکہ جو حکم پیغمبر مشورے کی راہ سے

اور شارع جانتے ہین پہر جو کوئی اونکے قول وفعل کے خلاف کوئی آیت یا حدیث
پڑہے تو اوسکا انکار اور اوسکے مطلب مین تکرار کرنے کو طیار ہین اور ایمان جانے
اور رہنے کا کچہہ لحاظ نہین حالانکہ اصل حاکم اللہ ہے اوسکے حکم کے سوا کسی کا حکم
ماننا نچاہیے رسول کا حکم ماننا بہی خدا ہی کا حکم ہے خود پیغمبر بہی حاکم نہین ہے پہر کوئی
اور مجتہد فقیہ مولوی مفتی قاضی ملا طالب علم غوث وقطب وولی وپیر وشہید خادم مجاور
مرید کس قطار وشمار مین ہین ہان قرآن وحدیث کی بات جو جانتا نہو وہ واقف کار
لوگون سے دریافت کرے کہ یہ بہی اللہ کا حکم ہے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم
لا تعلمون ذکر نام ہے قرآن کا قرآن مین حکم ہے اطاعت واتباع رسول کا ہر امر ونہی مین
تو مراد اہل ذکر سے علماء کتاب وسنت ٹہیری نہ اہل رائی وقیاس وفقہ اصطلاحی
ومشایخ طریقت جو مسئلہ قرآن مین مفصل مذکور نہو وہ حدیث سے دریافت کرے
اگر بیان صریح اوسکا حدیث مین نہ ملے تو اجماع صحابہ سے معلوم کرلے اگر یہ بہی نہ ملے
تو پہر اگر خود عالم ہے تو اجتہاد کرے یا دوسرے مجتہد کے قیاس جلی پر چلے پہر وہ
مجتہد بہی ایسا ہو جسکو اکثر علماء اسلام نے قبول کیا ہو جیسے ایمہ اربعہ اور وہ قیاس
بہی فاسد اور مصادم نص ومخالف دلیل کے نہو معہذا صحابہ ومجتہدین معصوم نہ تہے
اجماع کے مسئلے مین فی الجملہ اونکی عقل کو کچہہ دخل ہوا اسلیے وہ مسئلہ اجماعی اوس صریح
حکم خدا ورسول کے درجے کو نہ پہونچیگا پہر ان تینون طرح کے مسائل مین ضعیف وہ مسئلہ
ہے جو مجتہدون نے اپنے قیاس سے بحکم فاعتبروا منہ یا اولی الابصار نکالا ہے

کہ کون چیز اسلام کو ڈہاتی ہے کہا نہین کہا یہدمہ زلۃ العالم وجدال المنافق بالکتاب وحکم الائمۃ المضلین رواہ الدارمی یعنی جب کوئی عالم مولوی پہسل جاتا ہی اور غلطی مین پڑجاتا ہی تو ایک عالم اوسکے پیچہے غلطی پر چلکر برباد ہوتا ہے اور دین اسلام مین خلل آجاتا ہی پہر جو شخص اوس غلطی کو باوجود وقفیت کے نہ مٹاوے تو گویا وہ دین و اسلام کے خلل کا روادار ہی اسی طرح جب حاکم امیر قاضی خود گمراہ ہوجاوین اور لوگون کو حکم کرین تو ہزار ہا مخلوق خوف و رجا مین آکر گمراہ ہوجاتی ہے دیندار کو چاہیے کہ ایسے علما و امرا اور جہوٹی مسلمانون کی بات پر دہیان نکرے بلکہ اونپر رد کرے ہاتہہ سے یا زبان سے یا دل سے اور یہ ادنی درجہ ایمان کا ہی اسکے بعد برابر دانہ رائی کے بہی ایمان باقی نہین رہتا ہے حدیث ابن عمر مین رفعا آیا ہے کہ طاعت امیر کی مسلمان پر ہر امر پسند و ناپسند مین وہانتک ہی کہ مامور بمعصیت نہو پہر جب اوسکو حکم معصیت کرنے کا دیا جاوی تو پہر نہ سننا ہی نہ ماننا رواہ الشیخان یعنی جب قرآن و حدیث سی منع ہونا ایک بات کا معلوم ہوگیا تو اب خلاف اوسکے اگر کوئی حاکم مفتی قاضی ملا مشائخ امیر پادشاہ اوس امر کو جائز کہے یا کسی کتاب مین کسی کا قول و فعل لکہا ہو تو اوسکا ماننا حرام ہے شرح السنہ مین نواس بن سمعان سے رفعا آیا ہی کہ لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق اس سے ثابت ہوا کہ قرآن و حدیث کے خلاف کوئی کہے اور کیسی ہی تقریر بنائے نمانیے بلکہ اگر تمام مخلوق دنیا کی کہے تب بہی نہ سنیے حدیث

بتائین او سمین بہی آدمی کو اختیار ہے چاہے نکرے پہر کسی اور پادشاہ امیر مولوی
مشایخ پیر شہید فقیہ کی کیا ہستی ہی جو باوجود مخالفت حکم خدا کے اوسکو مانیے خدا کے
حکم کو نہ ماننا اور کسی مولوی درویش کا حکم ماننا شرک جلی ہی اور اللہ شرک کو ہرگز نہ بخشیگا
آیہ اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ والمسیح بن مریم الخ اسپر
دلیل ہے اور فرمایا ام لہم شرکاء شرعوا لہم من الدین ما لم یأذن به الله ولولا
كلمة الفصل لقضي بينهم وان الظالمين لهم عذاب اليم اس سے معلوم ہوا کہ
جو کوئی اپنی طرف سے دین مین کوئی راہ نکالے پہر جو شخص اوسپر عمل کرے وہ شرک کی راہ
چلتا ہے اور ایسا ظالم قیامت کے دن عذاب الیم مین گرفتار ہوگا اور آیت فان
تنازعتم في شيء فردوه الى الله والرسول الخ سے ثابت ہوا کہ اختلافی مسائل مین
قرآن وحدیث کی طرف رجوع کرنا واجب ہی جو اوس سے ثابت ہو وہی واجب الاتباع
ہے اور کوئی مطاع نہین ہے حدیث ابن عمر مین فرمایا ہی کہ علم تین ہین آیت و سنت و
فرض میراث جو اسکے سوا ہی وہ فضول ولا یعنی ہی رواہ ابو داود وابن ماجة اور
حدیث ابراہیم عذری مین فرمایا ہی کہ اوٹہائینگے اس علم دین کو پچہلون مین سے وہ لوگ جو
عادل ہین مٹاتے ہین اوس سے بگاڑنا مبالغہ کرنے والون کا اور جہوٹ باندہنا
جہوٹون کا اور کل ٹہلانا نادانون کا رواہ البیہقي اس حدیث مین تعریف کی ہی علماء
حدیث و قرآن کی اور جو لوگ برخلاف کتاب و سنت کے ہین اونکو غالی مبطل جاہل
فرمایا ہی اسی جگہہ سے عمر بن خطاب نے زیاد بن حدیر سے کہا تہا کہ تو جانتا ہے

مگر جب اون کامون کو شرعی کامون کی طرح لوگ کرنے لگین اور کرنے والے کی تعریف
و مدح اور نکرنے والے کی ہجو و مذمت ہونے لگے اور ایسے بعض کامونمین ہوتے ہوتے
آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ مکروہ و حرام بلکہ کفر و شرک اوس کام کے سبب ہونے لگے
تو ایسے سب کام کبہی بدعت کبہی مکروہ کبہی حرام کبہی شرک کبہی کفر مین شمار ہوکر شرع کے
روسے منع ہوجاتے ہین مثلاً جب عورت کا خاوند مرجائے باوجود یکہ اوسکو مرد کی
خواہش ہے اور بیوارثی کے سبب محتاجگی بہی لاحق حال ہے اور کوئی باہر کا کام
کرنے والا بہی نہو اور اکیلے گہر مین اوداس بیٹہے رہے اور شرعاً دوسرا نکاح بہی جائز
جانتی ہو مگر وہ فقط رسم و رواج کے سبب دوسرا خاوند نکریگی تو لوگ اوسکو اچہا کہینگے
اور اگر کریگی تو مطعون ہوگی یا نکاح و ختنہ و بسم اللہ وغیرہ مین باوجود فقر و احتیاج
وغیرہ کے اگرچہ سودی قرض لینا یا بہیک مانگنا پڑے مگر برادری کا کہانا اور کپڑا اور
چہٹی معمولی وغیرہ رسمین خاندانی بلکہ اور خرافاتین ناچ رنگ آگ ضروری ہون اگرچہ وہ
لوگ ان رسمون کو فرض واجب سنت مستحب نجانین مگر رسم و رواج کے سبب کرتے ہین
نکرین تو مطعون ہون اور کرین تو تعریف ہو اصل بات یہ ہے کہ بعضے اگلے نیک
لوگون نے بعضے مباح کام اوسوقت مین کچہہ مصلحت سمجہکر کسی فائدے کے واسطے
کرنے تجویز کیے تہے پہر لوگ اوس فائدے کے سبب اون کامون کو کرنے لگے
پہر ہوتے ہوتے خواص و عوام مین رواج اون کامون کا ہوگیا اور عوام کے نزدیک
اوس فائدے کا لحاظ نرہا اور وہ کام باقی رہ گئے اور بسبب رواج کے رسم پڑگئی

عدی بن حاتم مین بابت کریمۂ اتخذو احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ
کے فرمایا تہا اما انھم ما کانوا یعبدونھم و لکنھم کانوا اذا احلوا لھم استحلوا
و اذا حرموا علیھم شیئا حرموہ یعنے وہ کچھہ اپنے مولویون درویشون کو پوجتے
نہ تہے بلکہ جسکو وہ حلال بتاتے اوسکو یہ حلال اور جسکو وہ حرام کہدیتے اوسکو یہ
حرام جانتے تہے اس تقلید کو اللہ نے اونکا رب ٹہیرانا فرمایا یہ تقلید یہود و نصارے
کی راہ تہی اس امت کے جہوٹے مسلمان بھی اب یہی کام کرتے ہین کہ بلا تحقیق ہر
مولوی درویش کے کہنے پر حرام حلال جائز ناجائز کا اعتقاد کر لیتے ہین جس بدعت
کو کسی مولوی نے حسنہ کہدیا یا جس خواب و کشف کو کسی مشائخ نے بہتر بتا دیا ان
احمقون نے اوسکو اپنا دین سمجھکر اوسپر عمل کیا یہی تقلید بنص قرآن شرک ہے اللہ و
رسول کے کلام کی ہوتی ہے دوسرے کے کلام و کام کو ماننا اگر شرک نہین ہے تو پھر کیا ہے

باب بیان مین رسوم کے

جو چیز خواص و عوام اکثر لوگون مین رائج ہو اور لوگ اوسکو برا نسمجھین اگرچہ اوسکا کرنا ثواب
یا نکرنا عذاب نہو یا نہین مگر اوسکے کرنے والے کو اونہین کوئی مطعون نکرے بلکہ نہ کرنیوالا
مطعون ہو اور لوگ اوسپر تعجب کرین پھر خواہ وہ کام شرع کے روسے جائز و مباح ہو
خواہ مکروہ و حرام اس بات کا اوسمین کچھہ لحاظ نہو صرف زمانے کے رواج کا لحاظ
ہو ایسے کام کو رسم کہتے ہین پھر ایسے کام اصل شرع کی رو سے اگرچہ جائز و مباح ہون

کہ اوسکا رواج نہین اور اسکی رسم پڑگئی ہے اور حقیقت مین دونون ایک ہین یا
اگر کوئی اپنے لڑکے کو جنیو پہناے تو مطعون ہو اور لڑکون کی چوٹیان رکہتے ہین
کوئی برا نہین سمجہتا یا اگر کوئی حضرت عیسی کے تولد کے دن محفل کرے تو مطعون ہو
اور مولود شریف کی محفلین کرتے ہین اور برا نہین سمجہتے وجہ یہی ہی کہ اوسکا رواج
نہین اور اسکی رسم پڑگئی ہے اور حقیقت مین دونون ایک ہین یا اگر کوئی خچر اور گدہے
پر چڑہے تو مطعون ہو اور چہوٹے ٹٹو پر سوار ہو کوئی برا نہ سمجہے یا اگر کوئی کسی مرد کے
لیے ایک کسبی علحدہ مکان مین بلاے تو بہڑوا ٹہیرے اور مطعون ہو اور یہ جو یار لوگ
سیکڑون مردون کے لیے طائفے کے طائفے ایک مکان مین جمع کرتے ہین انکو
کوئی برا نہین سمجہتا یا اگر کوئی عورت کسی مرد کو زنا کرنے کے لیے نوکر رکہے تو تعجب
آئے اور مطعون ہو اور اگر کوئی مرد کسی عورت کو زنا کے لیے نوکر رکہے تو کوئی ویسا
برا نہ سمجہے یا اگر کوئی عورت اپنا سر منڈاے تو تعجب آئے اور مطعون ہو اور مرد
داڑہی منڈاے تو اوتنا تعجب نہو یا اگر کوئی عورت گہوڑے پر سوار ہو ہتہیار باندہے
تو انگشت نما اور مطعون ہو اور مرد جو مہندی مسی لگاے سرخ کپڑے انگوٹہی چہلے
پہنے کلی دار پاجامہ پہنے تو کوئی اوسکو برا نسمجہے یا اگر کوئی سور یا گدہا یا کتا کہاے
تو مطعون ہو اور لوگ شراب و سود و رشوت کا مال کہاتے پیتے ہین کوئی برا نہین سمجہتا
یا مسلمان آپکو پنڈت و دیوتا کہلاے تو مطعون ہو اور ٹہاکر اور کنور کہلائے تو
کوئی برا نہ سمجہے یا اگر کوئی آدمی کے چرکین سے گہر لیپے پوتے تو مطعون ہو اور ڈہورون

پہر یہانتک نوبت پہونچی کہ اگر کوئی شخص اوس سے بہتر طریقہ اوسی کام مین زیادہ فائدے
کا نکالے تو کوئی اوسکو نمانے مثلاً اگلے عقلمندون نے مردون کو ثواب پہونچانے
کے لیے کہانا پکا کر خیرات کرنا مقرر کیا تہا اور بموجب مسئلے کے صدقہ خیرات زیادہ
محتاجون کو پہلے دینا چاہیے سو وہ لوگ محتاج ناتے والون کو وہ خیرات کا کہانا
اول دیا کرتے تہے اسلیے کہ بہوکے کا کہلانا بڑا ثواب ہی اور قرابت والے کو کہلانا
صدقہ بہی ہی اور صلۂ رحم بہی ہی پہر رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ اوس کہانے مین
اب خیرات و ثواب کا لحاظ مطلق نرہا لوگ فقط رسم و رواج کے سبب کہانا پکا کر
برادری مین حصے مقرر کرکے تقسیم کرتے ہین وہ رشتہ دار گو غنی و دولتمند ہو مگر کہانیکا
حصہ نہ پہونچنے پر شکوہ کرتا ہی پہر اگر کوئی خیرات صدقے کا نام لے تو بعض غیرتدار
قبول نکرین اور وہ کہانا نہ لین تو اب یہ رسم ٹہر گئی خیرات صدقہ نرہا پہر اب اگر کوئی
نقد یا کپڑا خیرات کرکے یا اور طرح سے مردے کو ثواب پہونچاے اور رسم کے
طور پر کہانا نکرے تو اتنا مطعون ہو کہ نکرنے پر اوتنا نہوتا اسی طرح کہانے پر فاتحہ
پڑہنا اور شادی و غمی مین رسوم کا کرنا رائج ہو گیا ہی مثلاً اگر کوئی فرنگی یا چمار یا بہنگی
کے گہر کا کہانا کہاے یا پانی پی لے تو مطعون ہو اور ہنود کے گہر کا کہانا پانی کوئی
برا نہین سمجہتا ہی کہ اوسکا رواج نہین اور اوسکی رسم پڑ گئی ہے اور حقیقت مین دونون
ایک ہین یا اگر کوئی مسلمان دوکاندار کنہیا کا جنم کرے تو مطعون ہو اور مسلمان
کہلاتے ہین اور دوالی ہولی اپنے گہر کرتے ہین کوئی برا نہین سمجہتا سبب یہ ہی

ہین اور برا نہین سمجھتے ان سب مواضع مین سبب یہی ہے کہ اونکا رواج نہین اور یہ
رسمین پڑ گئی ہین الغرض اسی طرح کی ہزارون رسمین ہین جنمین ایک جہان گرفتار ہے
اور بسبب رواج کے اوسکی برائیان خیال مین نہین آتی ہین حالانکہ بنیاد ان سب
رسوم وعادات کی سفاہت وبی عقلی وناعاقبت اندیشی پر ہے اور جسکو خدا نے
عقل مستقیم وقلب سلیم بخشا ہے وہ جانتا ہے کہ ما اشبہ اللیلۃ بالبارحۃ پھر اگر کوئی
عالم دیندار یا عارف تقوی شعار سمجھاوے تو اوسکو وہی جواب ملتا ہے جو اگلے کافر
کہتے تھے کما قال تعالی واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا
علیہ اباءنا اولوکان اباءھم لا یعقلون شیءا ولا یھتدون یعنی ہم اونھین رسمون
پر چلینگے جنپر ہمنے اپنے باپ دادون کو دیکھا ہے گو اونکے آباء واجداد نہ عقل رکھتے ہون
نہ راہ کی خبر حضرت جب کافرون کو سمجھاتے کہ شرک وبدعت کی رسمین جو تم مین رائج
ہین اونکو چھوڑ و اور قرآن پر جسے اللہ نے اوتارا ہے چلو تو وہ یہ عذر بدتر از گناہ
پیش کرتے اس بی عقلی کا کیا ٹھکانا ہے کہ دین مین تو باپ دادون کی رسم وراہ کو سند
پکڑین اور دنیا مین اونکے فعل کو حجت نہ ٹھیرائین حالانکہ دنیا کا فائدہ کچھہ چیز نہین ہے
اور دین کے تحقیق نہ کرنے مین ایمان برباد جاتا ہے مثلاً کسی بزرگ نے ایکبار کپڑے
کی سوداگری مین نقصان اوٹھایا ہو تو وہ راہ اوسکی اولاد اختیار نہ کریگی یا کسی کا
باپ بی راہ دریافت کیے چلا تھا اور بہک گیا تو اوسکا بیٹا وہ راہ نہ چلیگا تو جس مقام
پر دنیا کا نقصان ہو آدمی وہان باپ دادے کی راہ چھوڑ دیتا ہے تو دین کے نقصان

کے چرکین سے مکان لیپتے بلکہ روٹی پکاتے ہین اور برا نہین سمجھتے یا اگر کوئی شخص
بند کوٹھری مین سوتا ہوا اور کوئی اوس کوٹھری کی چھت پر بیٹھکر اوسکو راگ سنائے
اور اوس سے کچھہ عرض معروض کرے اور جانے کہ اگرچہ وہ سوتا ہی مگر سنتا ہی
تو لوگ اوسکو احمق بتاوین اور مسخرہ بنائین اور مطعون کرین اور مُردون کی قبرون
پر گاتے ہین اور اونسے عرض معروض کرتے ہین کوئی برا نہین سمجھتا یا اگر کوئی
کسی کو مسجد یا بیت المقدس یا قرآن کہے تو مطعون ہوا اور قبلہ و کعبہ کہتے ہین اور
برا نہین سمجھتے یا اگر کوئی سلام کی جگہہ عبادت یا پوجا کہے تو تعجب آئے اور مطعون ہو
اور بندگی کہتے ہین اور بعض عبودیت و پرستندگی لکہتے ہین اور برا نہین سمجھتے
یا اگر کوئی لکڑی یا کپڑے پر فاتحہ دلاے تو مطعون ہوا اور کہانے اور مٹھائی پر
فاتحہ دلاتے ہین اور برا نہین سمجھتے یا اگر کوئی غیر آدمی کسی کے گہر مین چلا آئے اور
پردہ نشین عورت سامنے ہو تو مطعون ہوا اور دیور و جیٹھہ اور خاوند کے بہانجے
بہتیجے جوان گہرون مین بی پردہ جاتے ہین اور عورتین اونکے سامنے ہوتی ہین
اور کوئی برا نہین سمجھتا یا اگر کوئی کسی فرنگی کو اپنی بیٹی دے تو مطعون ہوا اور رافضیون
کو بیٹیان دیتے ہین اور برا نہین سمجھتے یا اگر کوئی کسی انگریز کی نوکری کرے تو مطعون
ہوا اور ہندؤن کی نوکری کرتے ہین اور برا نہین جانتے اور بعض جگہہ اگر کوئی
ہنود کی نوکری کرے تو مطعون ہوا اور نصاری کے نوکری کرتے ہین اور برا نہین
سمجھتے یا اگر کوئی نجوم و انگریزی پڑہے تو مطعون ہوا اور ریاضی منطق ہیئت پڑہتی

فانہ یضلہ ویھدیہ الی عذاب السعیر یعنی بعضی آدمی ایسے ہین کہ اللہ کا حکم سنکر
اوسمین چون وچرا کرتے ہین اور حجت وتکرار اوٹھاتے ہین حالانکہ اونکو خبر نہین ہے
کہ ہم کہان سے کہتے ہین اور کیا بکتے ہین سو وہ لوگ شیطان کے ساتھی ہین اونکا انجام
دنیا مین گمراہی اور بعد مرنے کے دوزخ ہی مسلمان پر فرض ہی کہ سارے رسومات
ناجائز کو اوٹھاوے اور کافرون کی راہ اختیار نکرے اور برادری کے لوگون کے
برا ماننے اور طعن کرنے کا لحاظ نکرے اللہ و رسول کی طرف کی شاباشی ہے اگر برادری
چھوٹیگی تو اللہ و رسول کا ساتھہ ہوگا رسمین جو کہ خواص وعوام مین مروج ہین بہت ہین اونکا
ذکر کرنا اس جگہہ مشکل ہی حصۂ دوم تقویۃ الایمان مین جسکا ترجمہ تذکیر الاخوان ہی اس مقام پر
سات رسمون کی برائی قرآن وحدیث سی نقل کی ہی ایک راگ باجا سننا دوسرے اپنے
نسب پر فخر کرنا تیسرے آپسمین ایک دوسرے کی حد سے زیادہ تعظیم کرنا چوتھے مہر گران
مقرر کرنا اور شادیون مین صرف بیجا کرنا پانچوین بیوہ عورت کا دوسرا نکاح نکرنا چھٹے
مصیبت مین چلانا اور مدت تک سوگ مین بیٹھنا ساتوین بہت سی زینت کرنا بیان
ان رسوم کا ساڑھے چار جزو مین لکھا ہی اس جگہہ اشارۃً ایک دو آیت وحدیث پر اجمالا
اقتصار کیا جاتا ہی تفصیل کا حوالہ تذکیر الاخوان پر ہی مؤلف اس کتاب کے مولوی
سلطان خان مرحوم رح بڑے موحد خوش عقیدہ عالم دیندار تھے میرے والد مغفور
کے دوست وارادتمند تھے چنانچہ کتاب مذکور مین چند اشعار رسالۂ راہ سنت تالیف
والد مرحوم کے نقل بھی کیے ہین تیئے اونکے خطوط معتقدانہ ومحبانہ بنام والد ماجد گھر کے

مین تو چاہیے کہ اور بہی زیادہ اوس راہ کو چہوڑ دے عجب مسلمانی ہی کہ اللہ و رسول
کی راہ و رسم چہوڑ کر باپ دادے کی راہ و رسم کو مقدم کرتے ہین اگرچہ باپ دادے
کی رسم بعقلی و گمراہی کی ہو مگر کبہی نچہوڑین اور اوسکے مقابلے مین اللہ و رسول
کی راہ کو جسمین دنیا و دین دونون کا فائدہ یقینی ہے کبہی اختیار نکرین اور پہر دعوے
مسلمانی کا کیے جاوین جہالت کی نوبت یہانتک پہونچی ہے کہ لڑکیون کو قرآن
و مسائل نہین سکہاتے کہ ہمارے بزرگون سے یون ہی چلا آیا ہے کہ عورتون کو
کچہہ پڑہاتے نہین یہ بات بعینہ ہنود کی ہی کہ اونکے ہان بہی عورتون کو مسائل پڑہانا
منع ہی بالجملہ آیت مذکورہ سی معلوم ہوا کہ باپ دادون کی رسمین اختیار کرنا اور قرآن
و حدیث کے مقابلہ مین سند پکڑنا کفر کی بات ہی جسپر اللہ نے اگلے کافرون کو الزام
دیاہے اور فرمایا وکذلك ما ارسلنا من قبلك في قرية من نذير الا قال مترفوها
انا وجدنا اباءنا على امة وانا على اثارهم مقتدون معلوم ہوا کہ ہر پیغمبر کی امت
کے بڑے اور آسودہ حال لوگ یہی کہتے چلے آئے ہین اور اونپر باپ دادون کے
رسومات کا چہوڑنا از بس دشوار و ناگوار تہا اسی سبب سی اونپر اللہ کا غضب اوترا
تہا یہانتک کہ اونکا نام و نشان بہی باقی نرہا یہی حال چہوٹے مسلمانون کا آجکل ہی
کہ آثار آباء کے پیرو ہین اور اللہ کے غضب سی بالکل بیخوف ہوگئے ہین انمین اور اگلے
کافرون مین بوجہ اتحاد کلمہ و جواب کے کچہہ فرق معلوم نہین ہوتا اور فرمایا ومن
الناس من يجادل في الله بغير علم ويتبع كل شيطان مريد كتب عليه انه من تولاه

جیسے بانسلی الغوزہ شہنائی سرنائی قرنائی ترئی وغیرہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
جو حکم چلیپا اور امور جاہلیت اور بتون کا ہے وہی حکم ان باجون کا ہے حرمت و محق
و محو مین اور یہ دو لفظ ایک معازف دوسرا مزامیر شامل ہین جملہ انواع ساز و سرود
کو کوئی باجا ان سے باہر نہین رہتا ہے جیسے نوبت نقارے تاشے دف دائرہ رباب
مجیرے جہانجھین سارنگی طبلہ بین باجا ارگن مہچنگ بعضی پیرزادے راگ سنکر عاشق ہو
جاتے ہین اور ذوق و شوق کرتے ہین شیطان انکے اندر تصرف کرتا ہے یہ نادان
اوسکو انوار الٰہی تصور کرتے ہین سبحان اللہ شیطانی کام مین شوق و ذوق الٰہی کا کیا کر
چیل کے گھونسلے مین گوشت کی دھڑ وڑ اگر انوار الٰہی ہوتی تو نماز و تلاوت قرآن
و سماعت حدیث مین طاری ہوتی نہ ان خرافات ممنوعات محرمات مین انا للہ
دوسری رسم فخر بالنسب ہے خصوصاً شیخ سید مغل پٹھان علی الخصوص پیرزادے مولوی
حالانکہ یہ بات سبکو معلوم ہے کہ سارے سید شیخ مغل پٹھان جولاہے ترکاری بیچنے والے
قصائی سوچی تنبولی چوڑہی چمار دولتمند مفلس پیغمبر ولی غوث قطب نیک بد کافر مسلمان
سب لوگ ایک ماں باپ آدم و حوا کی اولاد ہین کوئی نیک ہوا کوئی بد پھر ہر کسی نے
ایک پیشہ اختیار کر لیا چنانچہ خود حضرت آدم علیہ السلام کپڑا بنتے تھے اور کھیتی کرتے
اور حضرت ادریس کپڑا سیتے اور حضرت نوح بڑھئی کا کام کرتے اور حضرت ابراہیم
و لوط کھیتی کرتے حضرت صالح و ہود تجارت کرتے حضرت داود لوہاری کرتے زرہ
بناتے حضرت سلیمان پنکھے بنتے بوریا ٹوکرا بناتے حضرت شعیب بکریان بھیڑین پالتے

کتاب خانے مین بہت سے پائے جزاھما اللہ تعالی عنا خیرا بالجملہ پہلی رسم راگ باجا سننا ہے
اللہ تعالی نے فرمایا ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر
علم ویتخذھا ھزوا اولئک لھم عذاب مھین لھو الحدیث کی تفسیر ساتھ راگ کے کی ہے
یا قصے کہانی کی کتابین اور حدیث جابر مین رفعاً فرمایا ہے الغنا ینبت النفاق فی القلب
کما ینبت الماء الزرع رواہ البیھقی فی شعب الایمان یعنی راگ سے دل مین نفاق پیدا
ہوتا ہے جسطرح کہ پانی سے کھیتی اوگتی ہے جسکو پیغمبر نفاق کہین اوسکو راگ مین شوق الہی
کہان سے آسکتا ہے جو کوئی اسکا دعوی کرے وہ بڑا جھوٹا ہے ابن عمر نے ایکبار راہ مین
آواز مزمار یعنی باجے کی سنی اپنے کان مین اونگلی ڈالکر رستے سے الگ ہوگئے اور
کہا مین حضرت کے ساتھ تھا آپنے آواز بانسلی کی سنکر ایسا ہی کیا تھا رواہ ابوداود
واحمد بطولہ ابن عباس کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ اللہ نے خمر ومیسر وکوبہ کو حرام کیا ہے
اور ہر مسکر حرام ہے رواہ البیھقی فی شعب الایمان کوبہ اوس باجے کو کہتے ہین
جو دونون طرف سے سنڈا ہو جیسے ڈہول ڈہولک اور مرہرک اس سے معلوم ہوا
کہ ڈہولک کے قسم کا باجا بجانا او سننا حرام ہے حدیث ابی امامہ مین فرمایا ہے
امرنی ربی بمحو المعازف والمزامیر والصلیب وامر الجاھلیۃ رواہ احمد یعنی
حکم کیا مجھکو میرے رب نے تار کے باجون اور نے کے باجون کے مٹانے کا اور
بتون او صلیب کے توڑنے کا اور جاہلیت کے کامون اور رسمون کے دفع کرنیکا
تار کے باجے جیسے ستار طنبورہ سرود سارنگی چکارا بین رباب ونحو ہا نے کے باجے

بینھم یومئذ ولا یتساءلون یعنی قیامت کے دن کسی کے نسب و ذات کا کچھہ لحاظ نہین کیا جائیگا بلکہ کم ذات متقی کی عزت صاحب نسب بدکار سے زیادہ ہوگی غلام بہشت مین جائیگا اور آقا دوزخ مین ہوگا اور فرمایا فلا تزکوا انفسکم یعنی تم آپکو اچہا نکہو برائی نکرو ہی عیب ذات اللہ کی ہی ورنہ ہر آدمی مین کچہہ نہ کچہہ تھوڑا بہت عیب لگا ہوا ہی اور حدیث ابوہریرہ مین رفعاً آیا ہی من ابطأ بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ یعنی جسکا عمل دیر کریگا اوسکا نسب جلدی نکریگا رواہ مسلم یعنی دنیا و آخرت مین عمل کام آتا ہی ذات کام نہین آتی اور حدیث ابو مالک اشعری مین فخر بالاحساب وطعن فی الانساب کو امر جاہلیت فرمایا ہی رواہ مسلم یعنی یہ کفر کی عادت ہی اور حدیث ابوہریرہ مین کہا ہی خیارکم فی الجاھلیۃ خیارکم فی الاسلام اذا فقھوا رواہ الشیخان یعنی جو شخص کفر کی حالت مین اچہا تہا وہ اسلام کی بہی حالت مین اچہا ہے جب مسائل سے واقف ہو جاے عیاض مجاشعی کا لفظ رفعاً یہ ہی اللہ نے مجھے وحی کی کہ تم خاکساری عاجزی غریبی کرو کوئی شخص کسی شخص پر فخر نکرے رواہ مسلم یعنی جب سب کی اصل مٹی ٹہیرے تو اب بعض کا بعض پر فخر کرنا کیا جتنی خاکساری ہو وہی بہتر ہے

جون جون بلند ہم ہوے پستی نظر پڑی ‌ ‌ دیکہا تو خاکساری ہے عالیمقام سے

ابوہریرہ رفعاً کہتے ہین لوگون کو چاہیے کہ مرے ہوے باپ دادون پر فخر کرنے سے باز آئین وہ تو جہنم کے کوئلے ہوگئے یا خوار تر ہین نزدیک اللہ کے

ابو بکر رضی اللہ عنہ بزازی کرتے عمر خشت پزی کرتے اسی طرح سب لوگ گزران کے
واسطے کچھہ کچھہ پیشہ کر لیتے تھے جب اولاد آدم کی ملک ملک مین پھیلی ہر کنبے کے لوگ
اپنے بزرگ کے نام سے مشہور ہوئے پھر اب وہی اونکی ذات ٹھہر گئی اب یہانتک نوبت
پہونچی کہ اور قوم کے مفلس مسلمان کو اپنی برابر نہین بیٹھنے دیتے اور اگر کوئی دھنیا جلاہہ
السلام علیکم کرے تو ناخوش ہوتے ہین کہ اسنے ہمکو اپنی برابر جانا یہ نجانا کہ وہ بہی
بھائی ہے ایک آدم و حوا کی اولاد سو یہ فخر کرنا اور اپنی ذات کی بڑائی بیان کرنا اور
اپنے آپکو بڑا جاننا کافرون کی رسم ہی اور قرآن و حدیث سے ممنوع قال تعالی یا ایھا الناس
انا خلقناکم من ذکر و انثی وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ
اتقاکم یعنی ذاتین فقط تعارف اور پہچان کے لیے ہین بزرگی اور بڑائی نزدیک اللہ
کے تقوے کی ہی پس جو بڑا متقی ہی وہی بڑا بزرگ ہی اگرچہ کم ذات ہو اور جسکو اللہ کا
ڈر نہین ہی وہ بدتر ہی اگرچہ عالی ذات ہو سو چی دھنیا جولاہہ پرہیزگار فاسق شیخ
سید پٹھان مغل سے بدرجہا اچھا ہوتا ہی رہا اعتبار کفارت کا سو فقط اسلیے ہی کہ مرد
عورت مین موافقت رہی اور گھر مین فساد نہ پڑے عورت بالغہ اگر اپنا نکاح کسی غیر کفو
سے آپ کر لے تو اوسکے ولی کو اختیار نہین کہ فسخ کرے تو اس سے کچھہ ذات کی بڑائی
نہین ثابت ہوتی ہی اور کفارت مین جیسا لحاظ ذات کا ہی ویسا ہی لحاظ دینداری
و مالداری کا بہی ہی اسکے سوا ذات کا لحاظ مسئلے کی روسے فقط عرب کے لوگون کے
لیے ہے انکے سوا اور کسی کے لیے نہین ہی قال تعالی فاذا نفخ فی الصور فلا انساب

لوگون نے بیچا تو وہ ایک کافر کے غلام تھے پھر سات برس کا قحط پڑا ساری مخلوق
ایک دوسرے کے ہاتھہ بک گئی اور ایک دوسرے کا غلام ہو گیا تھا اوسکے دادے
سگڑدادے غلام ہو چکے ہین حضرت اسمعیل پیغمبر کی مان ہاجرہ باندی تھین سو اونہین کی
اولاد مین تمام قریش ہین شہربانو امام حسین کی زوجہ جہاد مین پکڑی ہوئی آئین اکثر سادات
اونہین کی اولاد ہین خلفاء عباسیہ کی مائین غالباً امہات الاولاد تھین جو کوئی کسیکی
لونڈی غلام ہونے پر طعن کرے تو وہ گویا اپنے بزرگون پر طعن کرتا ہی دوسرا
سبب طعن کا پیشہ ہی حالانکہ اکثر پیشے انبیاء اولیاء سے چلے آتے ہین ہمارا رسالہ
رفو الخرقہ بشرف الحرفہ اسی بیان مین ہے پیشون کو حقیر سمجھنا معاذ اللہ انبیاء اولیا
کو حقیر جاننا ہی اسی مقام پر مؤلف تذکیر الاخوان نے ۳۲ شعر راہ سنت کی لکھی ہین
تیسری رسم افراط کرنا تعظیم تکبر مین ہی حالانکہ بعضی تعظیم ایسی ہوتی ہی کہ اوسکے کرنے
مین خدا اور رسول کے ساتھہ بے ادبی ہوتی ہی جیسے بادشاہ یا پیر کو سجدہ کرنا اور ہاتھہ
باندہ کر چپ چاپ کھڑے رہنا اور کسی کے سلام مین جھکنا اور کسی کو بندگی کہنا
غریب پرور عادل زمان روشن ضمیر لکھنا ونحوھا من الالفاظ المحرمۃ او المکروھۃ
یا آپکو کسی کا بندہ یا پرستار کہنا اور خداوند خدایگان اور قبلہ و کعبہ دوجہان کہنا
سو بہت لوگ یہ الفاظ حق مین کفار فجار فساق کے لکھتے بولتے ہین حالانکہ اللہ تعالے
نے فرمایا ہی فان تابوا واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ فاخوانکم فی الدین سو اخوت
برخلاف اس برتاو کے ہوتی ہے اس سے آگے بڑھنا گناہ یا شرک یا کفر یا بدعت

گہر لیے سے جو گوبر کو اپنی ناک سے لڑ کاتا ہی اللہ نے تم سے نخوت کفر کے وقت کی اور
باپ داداون پر فخر کرنے کو دور کردیا اب تو دو ہی طرح کے آدمی ہین متقی پرہیزگار
یا گنہگار بدبخت بدکردار سب لوگ آدم کی اولاد ہین آدم مٹی سے پیدا ہوئے ہین
رواہ الترمذي وابوداود باپ دادون مین کچہہ اگلے کافر مشرک بہی گزرے ہین وہ
دوزخ کے کوئلے ہوگئے اونپر فخر کرنا حماقت ہی بلکہ ایسے باپ دادون کا نام لینا ننگ
وعار ہی مومن کے لیے یہی فخر کی بات ہی کہ پرہیزگار ہو اور گنہگار کے لیے بدکاری بدبختی
بس ہی حدیث سمرہ مین فرمایا ہی کہ حسب مال ہے اور کرم تقوی رواہ الترمذي وابن
ماجة یعنی ساری بزرگی پرہیزگاری مین ہی نہ ذات بہانت مین اور مال دنیا کی آبروہے
اگر آدمی مالدار ہی تو پہر کوئی اوسکی ذات نہین پوچہتا اور محتاج مین سو طرح کے عیب نکالتے
ہین عقبہ بن عامر کی حدیث مین فرمایا ہی کہ یہ ذاتین تمہاری اسلیے نہین ہین کہ اورونکو
برا کہو تم سب اولاد ہو آدم کی نقصان ہین ایک دوسرے کے برابر کسی کو دوسرے پر
بڑائی نہین مگر دینداری پرہیزگاری سے الحدیث رواہ احمد والبیهقي في شعب
الایمان یعنی کسی کا نسب برا نہین کہ اوسپر طعن کیجیے اور نہ کسی کا نسب افضل ہی جو وہ
اپنے آپکو بڑا جانے سب آدم کی اولاد ہین اگر ایک مین کچہہ نقصان ہی تو دوسرے
مین بہی وہی نقصان ہی مگر ہان جو لوگ متقی ہین وہ فاسق سے بہتر ہین لوگ دو باتون پر
اکثر طعن کرتے ہین ایک کسی کی اگلی پشت مین اگر کوئی غلام تہا یا کسی کی نانی دادی
لونڈی تہی تو اوسکو ذلیل و حقیر جانتے ہین حالانکہ یہ بات محض بیہودہ ہی حضرت یوسف کو

اور ملکون کے لوگ ایک دوسرے کے لیے کھڑے ہوتے ہین رواہ ابوداود
یہ نص قطعی ہی منع قیام تعظیم مین اور حدیث عمر مین فرمایا ہی لا تطروني کما اطرت
النصاری عیسی بن مریم فانما انا عبدہ فقولوا عبد اللہ ورسولہ اخرجہ
الشیخان یعنی مت بڑہاو مجھکو جسطرح کہ عیسائیون نے عیسی کو بڑہایا مین تو اوسکا بندہ
وغلام ومملوک ہون تم مجھکو بھی اللہ کا بندہ ورسول کہو یہ اسلیے کہ بشر کے حق مین
پیغمبری سے کوئی بڑا رتبہ نہین ہی سارے مرتبے اس سے نیچے ہین آدمی رسول ہوکر
بھی آدمی ہی رہتا ہی اور بندہ ہوتا ہی اوسمین کچہ خدائی کی شان نہین آجاتی اور نہ وہ
خدا کی ذات مین مل جاتا ہی معلوم ہوا کہ جو لوگ پیرون اور بزرگون اور بڑے آدمیونکی
نظم ونثر مین یا گفتگو مین زیادہ تعریف کرتے ہین سو یہ سب نصاری کے روبہ پر چلتے
ہین اور شرع کے طریقے سے باہر ہین والہذا حدیث مقداد بن اسود مین فرمایا ہی
کہ جب تم مدح کرنے والون کو دیکھو تو اونکے مونہہ مین خاک بھر دو رواہ مسلم
یعنی جو لوگ بزرگون اور امیرون کی تعریف مین خوشامد سے مبالغہ کرتے ہین تو خود بھی
دیدہ ودانستہ جھوٹ بولتے ہین اور جسکی تعریف کرتے ہین وہ بھی مغرور ہوجاتا ہی
پھر ایسے شخص کو کچہ دینا تو کیا چاہیے بلکہ ایسے شخص کے مونہہ مین خاک بھر دو تاکہ پھر
ایسی حرکت نکرے ابو بکرہ کہتی ہین ایک شخص نے دوسرے شخص کے سامنے
حضرت کی تعریف کی تین بار فرمایا تیری خرابی ہو تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹی
تم مین سے جسکو کسی کی تعریف کرنا ہو خواہ مخواہ تو اتنا کہے احسب فلانا واللہ حسیبہ

میں تعظیم رکہنا ہی اور فرمایا انما المؤمنون والمؤمنات بعضہم اولیاء بعض
جب مومن ایک دوسرے کے دوست و مددگار ٹہیرے تو پہر یہ تعظیم مفرط کیا اور
فرمایا انما المؤمنون اخوۃ سب مسلمان بہائی ہین ایک دوسرے کے پہر جب مسلمان
کے لیے یہ بات ہی تو کافر کو ایسا سمجہنا چاہیے جیسے گدہے کتے کو جانتے ہین یا چوہڑے
چمار کو سمجہتے ہین حدیث انس مین جہکنے اور بوسہ لینے سے منع کیا ہی اور مصافحہ
کی اجازت دی ہی رواہ الترمذی معلوم ہوا کہ وقت ملاقات کے سوا مصافحے
کے جہک کر سلام کرنا اور لپٹ جانا اور اوسکے ہاتہہ یا پانوٗن یا پیٹہہ کو بوسہ دینا
درست نہین ہی پہر کافر فاسق منافق کے لیے تو یہ کام بدرجہا بدتر و ممنوع ہی انس
کہتے ہین صحابہ کو حضرت سے بڑہ کر کوئی شخص محبوب نہ تہا لکن جب آپکو آتے دیکہتے تو
کہڑے نہوتے اسلیے کہ یہ جانتے تہے کہ آپ اس قیام تعظیمی کو مکروہ رکہتے ہین اور ناخوش
ہوتے ہین رواہ الترمذی پہر جو بات حضرت کو بری لگے اوس بات کو او مسلمان
کیون پسند کرے اور یہ خلاف عادت صحابہ کیون رسم جاری کرے ہان جگہہ خالی
کرنے کو یا استقبال کے لیے اوٹہنا اور بات ہی حدیث معاویہ مین فرمایا ہی جس شخص
کو یہ بات خوش آسے کہ لوگ روبرو اوسکے تصویر کی طرح کہڑے رہین وہ اپنا ٹہکانا
دوزخ مین کرے معلوم ہوا کہ کسی کی محض تعظیم کے لیے اوسکے روبرو کہڑے رہنا
درست نہین ہی اور جسکو یہ پسند ہو وہ دوزخی ہی بلکہ حدیث ابوامامہ مین آیا ہی کہ حضرت
لاٹہی پر ٹیکا لگاے ہوے آے ہم کہڑے ہوگئے فرمایا مت کہڑے ہو جسطرح کہ

میان کو رب نہ کہے سید کہے اور مولی نہ کہے کہ مولی تم سب کا اللہ ہی رواہ مسلم
اسی طرح لوگون کو بندہ پرور بندہ نواز غریب پرور مالک کہنا ممنوع ہی حدیث حذیفہ
مین فرمایا ہی کہ یون نہ کہو جو اللہ و محمد چاہے بلکہ یون کہو کہ جو ترا اللہ چاہے رواہ
فی شرح السنہ معلوم ہوا کہ یون کہنا کہ جیسا آپ چاہین گے ویسا ہی ہوگا یا خدا کے
کرنے سے ہوگا یا تمھارے کرنے سے ہوگا شرک ہی دوسرا لفظ یہ ہی کہ منافق کو سید
نکہو اگر وہ سید ٹہیریگا تو تم اپنے رب کو غصے مین لاؤ گے یعنی نام کے مسلمان کو
سردار کہنے سے اللہ ناخوش ہوتا ہی پہر جو لوگ کافرون اور نام کے مسلمانون اور
فاسقون کو عرضیان لکہا کرتے ہین پہر اوسمین غریب پرور اور حاکم عادل و منصف
زمان اور فلک رتبہ و سلیمان جاہ و سکندر طالع لکہتے ہین سو ایسے الفاظ موجب سخط
و غضب خدا کے ہوتے ہین اللہ تعالی توفیق ادب کی بخشے چوتہی رسم مہر زیادہ مقرر
کرنا اور شادیون مین اسراف بیجا کرنا ہی جو رسمین متعلق نکاح ہین وہ ہر ملک و قوم مین
جدا جدا ہین مگر جنکا چھوڑنا لوگون پر دشوار ہی وہ یہ ہین شادی سے پہلے برادری کا
کہانا کرنا یہ ایک رسم ہوئی دوسرے یہ کہ اگرچہ برات اوسی شہر بلکہ اوسی محلے مین ہو
مگر لڑکے والے کہانا برادری کا اور جو لوگ نکاح مین جمع ہون اونکے لیے ضرور
کرین تیسرے دولہا کی پوشاک نارنجی یا سرخ یا زری تاش بادلے کی ہو چوتھے یہ کہ
ناچ رنگ مع باجے کے ہو پانچوین نقارے روشن چوکی تاشے ڈہول ہون چھٹے
آتشبازی انار ٹٹیان وغیرہ طیار کرائی جائین ساتوین آرائش مع پہول کھٹولے ٹکیان

یعنی مین فلانے سے نیک گمان ہون اور اللہ اوسکا حال خوب جانتا ہی اگر خیال کرے
کہ وہ شخص ایسا ہی ہی اور تعریف نکرے اللہ پر کسیکی رواہ الشیخان یعنی حقیقت ہر کسیکی
اللہ ہی جانے کہ اچھا ہی یا برا اور اوسکا انجام نیک ہی یا بد ہم کیا جانین پہر جو شخص
بغیر جانے کسی کے تعریف کرے یا تعریف مین مبالغہ کرے تو گویا اوسنے اوسکی
گردن ماری کہ اوسکو مغرور کردیا اور دنیا و آخرت دونون سے کہودیا حدیث انس
مین فرمایا ہی کہ جب کسی فاسق کی تعریف کیجاتی ہی تو اللہ کو غصہ آتا ہی اور عرش کانپ جاتا ہے
رواہ البیہقی فی شعب الایمان اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگ داڑہی منڈے
بی نماز تارک زکوۃ و حج و روزہ و شرابی و زانی یا راگ باجے کو عبادت سمجھنے والے
اور قبرون کے پوجنے والے اور پیر پرستون گور پرستون کی تعریفین کرتے ہین
پہر کوئی قصیدہ کہتا ہی کوئی رباعی بناتا ہی کوئی نثر لکھتا ہی کوئی ویسی ہی خوشامد کرتا ہے
سو یہ سب خدا کے غضب مین گرفتار ہین اور اونکی ایسی تعریف کرنے سے خدا کا
عرش کانپ جاتا ہی اور زلزلے مین آجاتا ہی پہر جو کوئی کسی کافر کی تعریف و مدح کرے
تو اوسکا کیا ذکر ہی حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہی بہت غصہ اللہ کا دن قیامت کو
اوس آدمی پر ہوگا اور نہایت خبیث ہی وہ آدمی جو ملک الاملاک یعنی شاہنشاہ کہلاتا
تہا رواہ مسلم یہی حکم لفظ جہان پناہ و شاہجہان و مہاراج و ملک الملوک کا ہی پہر
جو شخص اوسکو یہ الفاظ کہے وہ بہی بڑا خبیث اور مغضوب الہی ہی لفظ صاحب عالم
و عالمیان بہی اسی قبیل سے ہے دوسرا لفظ ابو ہریرہ کا رفعاً یہ ہی کہ غلام اپنے

یعنی اسد نے مال اسلیے دیا ہو کہ اللہ کی مرضی کی جگہ مین خرچ ہو اور یہی مال کا شکر ہو
اور شیطان چاہتا ہو کہ رائگان بیکار خرچ ہو تا کہ اللہ آدمی سے ناراض ہو اور یہی خدا
کی ناشکری ہی سو بیجا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہین یہ دلیل ہے اس بات پر
کہ جو مصارف شادی کے ایسے ہین جنکا حکم اللہ و رسول نے نہین دیا ہی وہ سب حرام
ہین اور سودی قرض لیکر یا بھیک مانگ کر صرف کرنا اور بھی زیادہ حرام ہو یک نشد
دو شد اور گناہ کے کام مین اگرچہ آدمی نیت ثواب کی کرے مگر عذاب ہی ہوتا ہی
اور گناہ کے کام مین ثواب سمجھنا بھی کفر ہے اور فرمایا ولا تسرفوا انہ لایحب المسرفین
معلوم ہوا کہ مال کا بیجا خرچ کرنا حرام ہی اور مسرف کو اللہ دوست نہین رکھتا بلکہ وہ
اللہ کا مخالف ہوتا ہی اور اوس کام مین مبارکی نہین ہوتی بلکہ نحوست آجاتی ہے
اور ایسے نکاح سے جو اولاد پیدا ہوتی ہی وہ بھی بدہی ہوتی ہی عائشہ نے رفعاً کہا
بڑی برکت والا وہ نکاح ہی جو سہل ہو تکلیف مین رواہ البیہقی یعنی بہت سامان جمع
کرنا نہ پڑے عورت تھوڑے مہر پر راضی ہو وہ نکاح مبارک ہوتا ہی ایک کمبختی یہ ہے
کہ لوگ مہر ادا نہین کرتے اسی سبب سے کم و بیشی پر لحاظ نہین ہوتا حالانکہ مہر حکم مین قرض
کے ہے بعد مرنے کے اگر مہر لیا جاتا ہی تو اور رشتہ دار ترکہ سے محروم رہ جاتی ہین
میراث و فرائض کا باب بالکل بند ہو جاتا ہی اگر تھوڑا مہر ہو تو دینا آسان پڑے
عائشہ نے کہا حضرت کی بیبیون کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ یعنی پانسو درہم تھا رواہ
مسلم اس حساب سے ایک سو چالیس روپیہ کچھہ کم و بیش ہوتے ہین تو او رمسلمانون کی

گہرے وغیرہ ہون آٹھوین بہت سی روشنی پٹاخے مشعلین اور ٹٹے بٹے نوین
بہت سی جوڑے لڑکی کی طرف سی شوہر کے رشتہ مندون کو دیے جائین دسوین
شادی کی شب مین اوس مرد کا لڑکی کے گھر مین جانا پہر وہان جلوہ وآرسی مصحف
اور ٹوٹے وغیرہ کا ہونا گیارہوین مہر کا زیادہ مقرر ہونا جسکی نوبت ہزار ون لاکہون
تک پہونچتی ہی بارہوین شادی کی چوتہی روز شوہر کا اوس عورت کے گہر جانا اور
چوتہی کہیلنا تیرہوین ہاتہہ مین مرد عورت کے کنگنا باندہنا چودہوین سہرا باندہنا
پہران رسوم مین بعض کفر کی رسمین ہین جیسے کنگنا سہرا اور بعض حرام ہین کہ جو اوسکو
اچہا جانکر خوش ہووہ کافر ہے مسلمان نہین جیسے ناچ اور بعض مکروہ تحریمی ہین جیسے
مرد کی پوشاک سرخ وزری وغیرہ کی اور نقارے ڈہول آتشبازی اور مرد کا گہر کے
اندر بیگانہ عورتون مین جانا کہ ایک دوسرے کو دیکہتی ہین پہر اون عورتون کے
ساتہہ کہیلنا اور بہی زیادہ حرام ہے اور بعضے کام خلاف سنت ہین جیسے شادی سے
پہلے کہانا کرنا اور آرایش وچوتہی ومہر کا زیادہ مقرر کرنا اور اگر نیت مہر کے دینے
کی نہین ہی تو وہ نکاح حکم زنا مین ہے پہر ان سب رسمون کو لوگ لوازمات نکاح سے
سمجہتے ہین کہ بغیر ان رسوم کے نکاح ہی حقیقت ہی حالانکہ نکاح مین دو گواہون کے
سامنے ایجاب وقبول اور کچہہ تقرر مہر کا چاہیے دیگر ہیچ یہ اسراف جو شادی بیاہ مین
ہوتا ہی بالکل خلاف سنت وحرام مطلق ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہے ولا تبذر
تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین وکان الشیطان لربہ کفورا ۱۲

ابن مسعود مین آیا ہی کہ پہلے دن کا کہانا کہلانا حق ہی اور دوسرے دن کا سنت اور تیسرے دن کا ریا و سمعہ رواہ الترمذی یعنی اول روز سنت مؤکدہ اور دوسرے روز دستور اور تیسرے دن کہلانا نام کے لیے ہوتا ہے امرا کے گھرون مین تین دن سے بہی زیادہ مدت تک خوان بندی وغیرہ ہوا کرتی ہے یہ بالکل درست نہین ہے ایسا کہانا کہانا بوجہ ریا و سمعہ کے نادرست ہی حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہی جو لوگ کہ بدلے اور نام کے لیے کہانا کرین تو اونکا کہانا قبول نہ کیا جاے اور نہ کہایا جاے رواہ احمد پانچوین رسم باز رکہنا ہی بیوہ عورت کا دوسرے نکاح سے حالانکہ کنواری اور بیوہ کے نکاح کا حال وانجام نفع ونقصان مین ایک ہی ہی پہر کنواری کے لیے جلدی کرنا اور بیوہ کو روکنا یعنی چہ قال تعالی واذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فلا تعضلوهن ان ینکحن ازواجهن اذا تراضوا بینهم بالمعروف ذلکم یوعظ به من کان منکم یؤمن بالله والیوم الاخر ذلکم ازکی لکم واطهر والله یعلم وانتم لا تعلمون یعنی عدت کی مدت مقرر ہے تین حیض یا تین مہینے سو جس عورت کو شوہر طلاق دے وہ بعد عدت اگر دوسرا نکاح موافق دستور کے کرنا چاہے تو اوسکے اولیاء اوسکو نہ روکین اس آیت مین کئی طرح پر دوسرے نکاح کا تقید کیا ہی اول یہ کہ والی وارث اوسکو نہ روکین بلکہ اور ترغیب دلائین دوسرے یہ کہ جو اس نصیحت کو نہ مانے اور برا جانے تو وہ مسلمان نہین ہے تیسرے یہ کہ اس کام مین ستھرائی ہے جو شخص اوسکو عیب جانے تو گویا گندہ و ناپاک ہی چوتھے یہ کہ اللہ جانتا ہی اور تم نہین جانتے اب جو

عورتون کا اس سے بہی کم مہر ہونا چاہیے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہی کہ اگر زیادہ مہر
مین کچہہ بزرگی اندر دنیا کے یا تقوی نزدیک اللہ کے ہوتا تو حضرت ساتہہ اوسکے
اولی ترتہے رواہ احمد واہل السنن یعنی اور لوگ پیغمبر سے رتبہ و تقوی مین کم
ہین وہ کیون زیادہ مہر مقرر کرین اسمین کوئی خوبی نہین ہی ورنہ یہ شرف بہی حضرت
کو حاصل ہوتا ایک ام حبیبہ کا مہر چار ہزار درہم تہا سو وہ نجاشی پادشاہ حبشہ نے
اپنی طرف سے مقرر کر دیا تہا چار ہزار درہم کے ایکہزار ایک سو روپیہ کم و بیش ہوتی ہین
پہر اور لوگ دس دس بیس ہزار یا لاکہہ یا کروڑ یا زیادہ باندہتے ہین یہ بالکل خلاف
سنت ہی آدمی کے ذمے پر اگر مہر قرض رہا اور وہ مرگیا تو جب تک مہر والی کو راضی
نکریگا بخشا نجائیگا مہر اور قرض مین کچہہ فرق نہین ہی پہر زیادہ قرض لینے پر جرأت کرنا
دینداری سے دور ہے حضرت نے زینب کے ولیمے مین ایک بکری کا کہانا دیا تہا
رواہ الشیخان عن انس ولیمہ وہ کہانا ہی جو نکاح کے بعد ہو پہلے کہانا کرنا لغو و اسراف
و خلاف سنت ہی اور صفیہ کے ولیمے مین حیس یعنی حلوا کہلایا تہا یہ انس سے صحیحین مین
آیا ہی معلوم ہوا کہ جو بے تکلف میسر ہو کہانا ہو یا حلوا وہ کہلائے برادری اور دو چار
دوست آشنا بس ہین زیادہ بکہیڑا نکرے کہ بالکل خلاف سنت ہی بلکہ بعض ازواج کے
ولیمے مین دو سیر ستو پر کفایت کی تہی اسکو بخاری نے صفیہ سے روایت کیا ہے
پلاؤ زردہ متنجن شیرمال باقرخانی فیرنی وغیرہ تکلفات کا بکہیڑا کرنا اور عمدہ بنج اور رنج
مین پڑنا لاحاصل ہے چار جاہل خوش ہوے تو کیا اور ناخوش ہوے تو کیا حدیث

کسی کے دوسرے کسی کے تیسرے خاوند تھے سوا عائشہ کے یہ حال ازواج و
دختران حضرت کا اور اونکی نواسیون اور سیدانیون کا تھا آم رومان مادر عائشہ کا
نکاح اول عبداللہ بن سنجرہ سے ہوا تھا پھر ابوبکر سے انسے عائشہ پیدا ہوئین اسمار
بنت عمیس پہلے جعفر کے نکاح مین تھین پہر ابوبکر سے نکاح کیا اونسے محمد بن ابی بکر
پیدا ہوئے پہر بعد ابوبکر کے اونھون نے علی سے نکاح کیا یہ حال تھا شہزادیون کا
جنسے بنیاد شرافت کی ہے پہر جو کوئی اونکے کام و رسم و عادت کو برا جانے اوسکے
ایمان مین نقصان ہی وہ اشراف نہین کمینا ہی اسلیے کہ حضرت کے ازواج و بنات
و نواسیون سے اور صحابہ کی بیبیون سے کیسکی عزت و آبرو و غیرت بڑہ کر نہین بلکہ
اونکے برابر بہی نہین ہی اب اوسکا عیب جاننے والا اور بیعزتی بیغیرتی سمجھنے والا کافر
ہے ایسا شخص آپ کو سید شیخ شریف نہ سمجھے بلکہ راجپوت رانگھڑ کہلاے اور مسلمانی کا
نام نہ لے چھٹے رسم یہ ہی کہ جب کوئی برادری مین مرجاتا ہی تو عورتین چلا کر روتی پیٹتی
ہین اور جو عورت ماتم پرسی کو آتی ہی وہ بھی اوس نوحے مین شریک ہوتی ہی پہر کسیکے ہان
تین دن اور کہین سات اور دس و نزیا چالیس دن اور کہین چہہ چہہ ماہ تک یہی معمول
رہتا ہی اور مردے کا بیان کرتے ہین حالانکہ نوحہ کرنا حرام ہے اور سوگ یہ ہی کہ اچھے کپڑے
نہ پہنے خوشبو نہ ملے سرمہ نہ لگاے کسی کی شادی مین شریک نہو اپنے گھر مین بیٹھی رہے
سو شرع جس عورت کا خاوند مرجاے وہ چار مہینے دس دن تک اپنا سنگار نہ کرے
بعد اسکے اوسکو منع نہین اور خاوند کے سوا اور کے لیے تین دن سے زیادہ سوگ نہین ہے

شخص یون جانے کہ دوسرے نکاح کرنے مین بڑی بڑی قباحتین ہین تو وہ شخص گویا
آپکو اللہ سے زیادہ دانا جانتا ہی پھر معاذ اللہ اوسکے ایمان کا کیا ٹھکانا اور فرمایا
وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم ان یکونوا فقراء یغنہم اللہ من
فضلہ یعنی جو عورتین تمھاری برادری مین بیوہ ہوجائین تو اونکو آپسمین بیاہ دو اور جو
غلام و لونڈی نیک ہون کہ بیاہ ہوجانے سے تمھارا کام نچھوڑین اونکو بھی بیاہ دو اگر
تم ایسا کروگے تو اللہ اپنے فضل سے اونکو غنی کردیگا محتاجی و مفلسی اونکی جاتی رہیگی اس سے
معلوم ہوا کہ یہ ضرور نہین کہ جب بیوہ خود درخواست کرے تب ہی اوسکا دوسرا نکاح
کیا جاے بلکہ والی کو چاہیے کہ خود تدبیر کرکے موافق شرع کے اجازت لیلین اور اگر وہ
خود نکاح کرنا چاہے تو اوسکو نردکین اور اس کہنے سے کہ اللہ اونکو غنی کردیگا یہ ثابت
ہوا کہ نکاح کرنے والے پر خاص رحمت آلہی نازل ہوتی ہی اسلیے حضرت نے بھی دوسرے
نکاح کی سخت تقید فرمائی ہی علی سے کہا تھا تین کامون مین دیر نکرنا جب وقت نماز
کا آجاے اور جب جنازہ موجود ہو اور جب بیوہ عورت کا جوڑ ملجاے رواہ الترمذی
اگلی سب بیبیان او پیغمبر زادیان اسیطرح کرتی آئی ہین چنانچہ رقیہ دختر آنحضرت کا نکاح ثانی
عثمان سے ہوا پھر ام کلثوم کا یہ دونون پہلے نکاح مین عتبہ و عتیبہ پسران ابولہب کے تھین
اور ام کلثوم کا نکاح پہلے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہوا پھر سہ پسران جعفر سے
اور امامہ دختر زینب آنحضرت کی صاحبزادی بعد فاطمہ کے علی کی نکاح مین تھین پھر بعد
علی بموجب وصیت علی کے مغیرہ بن نوفل سے نکاح کیا حضرت کی بیبیون مین حضرت

جو مصیبت پہونچے تو آدمی کو غم کرنا نچاہیے اور جو کچھہ ملگیا اور خوشی ہوئی تو اوسپر
اترانا نچاہیے کہ ہم ایسے ہین کہ ہمکو یہ ملا اور ہمارے لیے ایسا ہوا کیونکہ اللہ اترانے والے فخر کرنے
والے کو دوست نہین رکھتا ہی حدیث ابو سعید خدری مین نائحہ و مستمعہ پر لعنت فرمائی
ہے رواہ ابو داود معلوم ہوا کہ چلانے والی عورت اور سننے والے دونون ملعون ہین
ہان آنسو سے رونے اور دل کے رنج پر اللہ عذاب نہین کرتا جسطرح کہ صحیحین مین ابن عمر
سے رفعاً آیا ہی کیونکہ یہ آدمی کے اختیار مین نہین ہی ہان زبان سے شکایت اور مردے
کے بیان کرنے پر عذاب ہوتا ہی حدیث ابن مسعود مین فرمایا ہی وہ ہم مین سے نہین ہے
جو طمانچے مارے اور گریبان پھاڑے اور جاہلیت کا سا چلانا چلاے رواہ الشیخان
اور حدیث ابی بردہ مین فرمایا ہی مین بیزار ہون اوس سے جو سر منڈا دے چلا کر روئے
گریبان پھاڑے رواہ الشیخان پھر جس سے حضرت بیزار ہین وہ مسلمان کاہیکا حدیث
ابو مالک مین رفعاً آیا ہی کہ نوحہ کرنے والی عورت اگر مرنے سے پہلے توبہ نکریگی تو قیامت
کے دن اوسکا کرتا چرپٹ کے تیل کا ہوگا اور اوڑھنی خارش کی رواہ مسلم مغیرہ
بن شعبہ نے کہا ہی کہ جس مردے پر نوحہ کیا گیا وہ معذب ہوگا اوسی بات پر اخرجہ الشیخان
یعنی فرشتے یہ کہکر عذاب کرینگے کہ کیا تو ایسا اور ایسا تہا ابو موسی کا لفظ رفعاً یہ ہی کہ جو
مردہ مرے اور کوئی رونے والا کھڑے ہو کر یون کہے کہ ہاے میرے پہاڑ ہاے میرے
سردار اور مثل اسکے تو مقرر کرتا ہی اللہ دو فرشتے واسطے اوسکے کہ وہ اوس مردے
کی چھاتی پر گھونسے مارتے ہین اور کہتے ہین کہ کیا تو ایسا ہی تہا رواہ الترمذی

ماتم پرسے کی حقیقت اتنی ہی ہے کہ جب کسی کا کوئی مرجاتے تو اوسکے دوست آشنا رشتہ دار اون کو پاس جیکر اوسکے پسماندون کو تسلی اور دلاسا دیں اور سمجھا دین کہ صبر کرو اور بے صبری مت کرو اور ثواب آخرت یاد کرو اور ماتم پرسی ہی مرنے سے تین روز بعد حرکت لغو و بیہودہ ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ ان اللہ مع الصابرین اور فرمایا وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولئک ہم المھتدون یعنی صبر و نماز سے مدد لو اللہ ہمراہ صبر کرنے والون کے ہے انبیاء علیہم السلام کی عادت یہی تھی کہ رنج و غم مین نماز پڑہنے لگتے تھے جب سارہ کو پاس پادشاہ کے پکڑ کر لیگئے تو حضرت ابرہیم کہڑے ہوکر نماز پڑہنے لگے اسی طرح ہمارے حضرت وقت تشویش اور غم کے کیا کرتے تھے پہر اہل صبر کو خوشخبری سنائی اور کہا کہ وقت مصیبت کے استرجاع کرو ایسے لوگون کو اللہ کی شاباش ہے اور مہربانی اور وہی ہین راہ پر اور فرمایا ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبرأہا ان ذالک علی اللہ یسیر لکیلا تأسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما اتاکم واللہ لا یحب کل مختال فخور یعنی جتنے خوشی اور غم کے اسباب ہین سب کا حال اونکے دنیا مین پیدا ہونے سے پہلے ہے اللہ کے ہان کتاب مین لکھا ہے پہر جسکو کچھ آفت پہونچے خواہ وہ آفت عام ہو جیسے وبا و قحط وغیرہ خواہ آفت خاص ہو جیسے کسی کا کوئی مرگیا تو وہ سب پہلے سے تقدیر کی کتاب مین لکھی تھی ٹلنے والی نہ تھی پہر

بلکہ تین دن کے بعد ہی بی حاجت خوشبو لگاے رنگین کپڑے پہنتے تاکہ یہ رسم بدا ٹھہ
جاسے حدیث عمران بن حصین وابی ہریرہ مین آیا ہے کہ حضرت نے ایک جنازے
مین دیکہا کہ لوگ چادر اوتارے ہوے نرے کرتون مین پیچہے جنازے کے چلے
آتے ہین فرمایا کیا تم جاہلیت کا کام اختیار کرتے ہو یا رسم جاہلیت کی مشابہت کرتے ہو
مینے قصد کیا تہا کہ مین تمپر بددعا کرون کہ تمہاری صورتین بدل جائین رواہ احمد
وابن ماجۃ معلوم ہوا کہ مصیبت مین لباس کو ترک کرنا اور سر یا پانون ننگے کرنا درست
نہین ہے کیونکہ یہ رسم کفر کی تہی اسی طرح لباس معمولی کا بدلنا حرام ہے جیسے ماتم مین سیاہ
کپڑے پہننا یا سیاہ چندی بازو پر باندہنا یا کنارہ خط ولفافہ کو سیاہ کرنا ونحو ذلک
حضرت اگر اوسدم بددعا کرتے تو وہ لوگ بندر سور کے صورت ہو جاتے معلوم ہوا
کہ موت کے سبب چوڑیان نہ پہننا کپڑا نہ سینا چارپائی پر نہ سونا رسوم کفر ہین اسیطرح
تیجا دسوان چالیسوان چہہ ماہی برسی کرنا اور شب برات کے روز مردونکا غم تازہ کرنا
یہ سب ہنود کی رسمین ہین ساتوین رسم زینت و بناو کرنا اور سیدہی سادہی وضع کو
معیوب سمجہنا ہے وہ آرایش جو شرعاً جائز ہے جیسے قیمتی کپڑا پہننا اچہے برتن مین کہانا
اچہے مکان مین رہنا اچہی سواری پر سوار ہونا منع نہین ہے قل من حرم زینۃ اللہ
التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق بلکہ اگر یہ کام واسطے شکر کے ہو تو بہتر
ہے ہان نام ونمود کے لیے یا تکبر واترانے کے لیے ہو تو حرام ومکروہ ہے یا اسلیے
نہو مگر کفار فساق اہل بدعت سے مشابہت ہو تو بہی منع ہے اگرچہ کرنے والے کو

ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے مردون کو عذاب سے بچاے اور نوحہ و بیان نکرنے کی وصیت کر جاسے ورنہ پھر عذاب نقد وقت ہی حدیث ابن عباس مین آواز نوحہ کو آواز شیطان فرمایا ہی اور کہا ہی کہ جو رنج آنکھہ و دل سے ہے وہ اللہ کی طرف سی اور رحمت ہی اور جو ہاتھہ و زبان سے ہے وہ طرف سی شیطان کے ہے اخرجہ احمد اور حدیث ابن عمر مین منع کیا ہی اس سے کہ کوئی عورت نوحہ کرنے والی ہمراہ جنازے کے جائے رواہ احمد و ابن ماجۃ یہ بھی فرمایا ہی کہ پیٹنے والیون کی دو قطارین ہونگی دوزخ مین ایک داہنی طرف دوسرے بائین طرف وہ دوزخیون پر نوحہ کرینگی جیسے کُتّے روتے ہین رواہ الطبرانی بخاری مین آیا ہی کہ جب حسن بن حسن بن علی مرگئے اونکی بی بی نے سال بھر تک ایک خیمہ اونکی قبر پر لگایا پھر اوٹھالیا ایک پکارنے والے کو سنا کہتا ہی الاھل وجدوا ما فقدوا یعنی کیا پایا جو گم کیا تھا دوسرے نے کہا بل یئسوا فانقلبوا نہین بلکہ نا امید ہو کر لوٹ گئے یعنی اسی طرح اگر ہزار برس غم مین ہو تو مردہ تو پھر آنیکا نہین زیادہ سوگ مین بیٹھنا اور بہت سا غم کرنا لاحاصل ہے اسقدر آدمی خدا کی عبادت کرے کہ خود اسکی عاقبت درست ہوے

ان عشت تفجع بالاحبۃ کلھم ‏ ‏ ‏ ‏ وفناء نفسک لا ابالک افجع

حدیث ام حبیبہ مین فرمایا ہے حلال نہین کسی عورت کو جو ایمان رکھتی ہی خدا اور آخرت پر کہ سوگ مین بیٹھی تین دن سے زیادہ مگر اپنے خاوند پر چار مہینے دس دن اس سی معلوم ہوا کہ تین دن سے زیادہ سوگ مین رہنا بھائی باپ چچا مامون بھانجے بھتیجے کی لیے حرام ہے

تلاش مین اور کوئی بعد حاصل ہونے کے مرجاتا ہی اور یہ کارخانہ یون ہی پڑا رہجاتا ہے
پہر ایسی چیز کی محبت مین کیون مشغول ہو وہ چیز جو تہوڑی محنت سی ملے اور ہمیشہ باقی رہے
اور اوسمین عیش و آرام بہی زیادہ ہو اوسکو کیون حاصل نکرے کہ وہ اللہ کے ہان کا
حسن انجام و انعام ہے اللہ نے مثال دنیا کی پانی اور پیداوار سے دیکر کہا ہے فجعلنٰها
حصیدا کان لم تغن بالامس یعنی پہر کر ڈالا ہمنے اوسکو کاٹ کر ڈہیر گویا کل کو
یہان نہ تہی بستی اسمین اللہ نے یہ خبر دی ہی کہ دنیا کی چیزین اور سب لوگ آخر کو فنا ہو جاتے
ہین پس جسکی حقیقت فنا ہو اوسپر دل لگانا کیا آنچہ وی نپاید دلبستگی را نشاید بلکہ مسلمان
کو تو یون جاننا چاہیے کہ دنیا کا عیش و آرام خاص واسطے کافرون کے ہے اور آخرت
کی نعمت و بہشت ہمارے لیے ہے جسطرح کہ حدیث مین آیا ہی کہ الدنیا سجن المؤمن
وجنة الکافر اللہ نے فرمایا ہی کہ اگر یہ لحاظ نہوتا کہ لوگ ایک طرح کے ہوجائینگے تو ہم
کر دیتے اونکو جو منکر ہین رحمن سے اونکے گہرون کی چہتین چاندی کی اور سیڑہیان
جنپر وہ چڑہین اور اونکے گہرون کے دروازے اور تخت جسپر تکیہ لگا کر بیٹہین سونے کے
سو یہ سب کچہہ نہین مگر دنیا کی زندگی اور آخرت تیرے رب کے ہان واسطی پرہیزگارون
کے ہے یعنی کافرون کو آخرت مین عذاب ہونا ہی دنیا مین تو کچہہ عیش و آرام کرلین
مگر لحاظ یہ ہی کہ اور لوگ بہی کافرون کو زیادہ عیش و آرام مین دیکہکر اونہین کی راہ
اختیار کر کے سب ایک ہی طرح کے ہو جائینگے اس سبب سی کافرون کو زیادہ
عیش دنیا مین نہین دیا نہین تو دنیا مین کافرون کو اسقدر آسودگی ہوتی جسکا نمونہ ذکر ہوا

مشابہت مقصود نہو من تشبہ بقوم فہو منہم اس حدیث کی شرح مین شیخ الاسلام
نے کتاب اقتضاء الصراط المستقیم بے مثل مثال لکھی ہے اور بعضی چیزین فی نفسہ حرام ہین
جیسے گہر مین تصویرین لگانا اور فرش و تکیے مشجر دریائی کمخواب اطلس کے حق مین مرد کے
اور بہت ساگوٹا پٹھا پہننا اور چاندی سونے کے برتن عطردان وآبخورے وکٹورے
رکہنا اور عورت کو بہت باریک کپڑا پہننا جس سے شکم وسینہ نظر آئے ونحوہا اللہ تعالے
نے فرمایا ہے زین للناس حب الشہوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ
من الذہب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث ذلک متاع الحیوۃ
الدنیا واللہ عندہ حسن المآب یعنی رجہایا ہے لوگون کو مزے کی محبت پر عورتون
اور بیٹیون اور ڈہیر جٹے ہوے سونے اور روپے کے اور گھوڑے پلے ہوے
اور مویشی او کہیتی سے یہ برتنا ہے دنیا کی زندگی کا اور اللہ کے پاس ہے اچھا ٹھکانا
اس جگہ چہہ چیزین دنیا کی زینت بتائین پھر آخرت کے ثواب کو اونسے بہتر ٹھیرایا
گویا منہمک ہوجانا انہین حرام اور سبب عقاب کا ہے خیل وغیرہ مین کوتل گھوڑے جلو
مین رکھنا اور ہاتھی بگھی پر سوار ہونا اور چوبدار ونقیب اور نوبت نقارے ماہی مراتب
رکہنا اور محل مین بہت سی عورتین ہونا اور خزانہ بہت ہونا اور ملک بہت ہونا
ونحو ذلک داخل ہے اس دنیا کے لیے جسکا نام لیا سو طرح کے جھوٹ اور فریب کرتے
ہین پھر اگر کسی کو ہاتھ لگے تو رات دن اوسکی محافظت اور افزایش مین رہتا ہے
اور ایک دوسرے پر حسد بغض تکبر کرتا ہے اور انجام اوسکا یہ ہوتا ہے کہ کوئی اوسکی

گاه گاہ برہنہ پا چلنا پھرنا بہتر ہے کہ اس سے تکلف کی عادت جاتی رہتی ہی حضرت
نے فاطمہ علیہا السلام کے گھر کے کونے مین ایک پردہ لگا ہوا دیکھا پھر گئے جب
پوچھا تو کہا مجھکو یا کسی نبی کو لائق نہین ہے کہ منقش و مزین گھر مین بیٹھے رواہ
احمد و ابن ماجۃ معلوم ہوا کہ مکان مین دیوارگیریان لگانا اور آیینہ بندی کرنا
اور جھاڑ فانوسین لٹکانا یا گلکاری کرنا درست نہین ہی مسلمان کو باتباع سنت ایسے
مکان مین جانا نچاہیے دیوان خاص ہو یا دیوان عام شب باشی کا مکان ہو یا
دن کے نشست کا زندے کا مکان ہو یا مردے کا برج ہو یا مقبرہ چلہ ہو یا درگاہ
امیر کا گھر ہو یا غریب کا فاسق کا گھر ہو یا متقی کا ہان اگر کوئی ضرورت دینی ہو تو
وہ جدی بات ہی عائشہ سے فرمایا ہے کہ اگر تو مجھسے ملنا چاہے تو کافی ہی تجھکو دنیا سے
بقدر زاد راکب کے اور بیچ بیٹھنے سے پاس بڑے آدمیون کے اور اپنے کپڑے
کو پرانا مت جان جب تک کہ تو اوسکو پیوند نہ لگاے رواہ الترمذی معلوم
ہوا کہ یہ خصال اسلام کے ہین اس سے ایمانداری ثابت ہوتی ہے اور خلاف اسکے
کرنا خلاف سنت ہی ابو ریحانہ کہتے ہین کہ حضرت نے منع فرمایا ہے دس چیزون سے
عورت کو دانت ریتنے اور نیلا گودنے اور بال اوکھاڑنے سے یعنی داڑھی
یا ماتھے کا اور دو مردون کے ساتھ سونے سے بے لباس اور دو عورتون کا ساتھ
سونا بی لباس اور ریشمی استر لگانے سے اور ترنج بنانے سے اور غارتگری اور چیتے
کی کھال پر سوار ہونے سے اور انگوٹھی پہننے سے مگر حکومت والے کو اخرجہ

حدیث ابو امامہ مین فرمایا ہی کہ سنو سنو پرانے کپڑے پہننا اور بہت زینت نکرنا ایمان
کی بات ہی دو بار یہی کلمہ فرمایا رواہ ابو داود یعنی جسکو آخرت کی نعمتون کی خواہش
ہوتی ہے اوسکے خیال مین دنیا کی زیب و زینت نہین آتی وہ دنیا کی بہت تکلف کو
بیفائدہ جانتا ہی پھر اگر میلا کچیلا کپڑا ہے تو کچھہ پروا نہین اور اگر پھٹا پرانا پیوند لگا ہے
تو کچھہ خیال نہین حدیث سوید بن وہیب مین ایک مرد صحابی سے یہ بہی فرمایا تہا کہ جسنے
چھوڑ دیا زینت کا کپڑا پہننا خاکساری و انکسار کے راہ سے تو پہنائیگا اوسکو اللہ جوڑا
بزرگی کا اخرجہ ابو داود عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کا لفظ رفعا یہ ہی کہ کہاؤ پیو
خیرات کرو اور پہنو اتنا کہ نہ مل جاے بیجا خرچ کرنے اور اترانے مین رواہ احمد
والنسائی وابن ماجة یعنی جو کھانا پہننا خیرات کرنا بیجا خرچ کے طور پر ہو کہ کسی کا
حق تلف ہو یا دنیا و دین کا کچھہ فائدہ نکلتا نہو تو وہ نا درست ہی اسی طرح وہ کھانا
پینا پہننا صدقہ دینا جسمین اترانا نکلے ممنوع ہی عبداللہ بن بریدہ کہتے ہین ایک
آدمی نے فضالہ بن عبید سے کہا کیا سبب ہی کہ مین تمکو پریشان صورت دیکھتا ہون
کہا حضرت نے ہمکو بہت سے رفاہ سے منع کیا ہی کہا تمہارے پانون مین جوتا
نہین ہی کہا حضرت ہمکو یہ حکم دیتے تھے کہ ہم کبھی کبھی ننگے پانون رہین اخرجہ
ابو داود بہت سا مرفہ حال و آسودہ وضع خواہ مخواہ متقطع بنا رہنا حضرت کو
خوش نہین آتا تہا سو فرمایا کہ تم تکلف کے مقید نہو کبھی اگر بالون مین کنگھی
نہین کی خوشبو نہین لگائی سفید تکلف کے کپڑے نہین ہوسے تو نہین سہی بلکہ

باغ زمین آباد کرنا سینا پرونا تجارت کرنا اوس کام مین بھی مشابہت کا لحاظ نہین
ہوتا ہی ہان اون کامون مین اگر کافر کوئی وضع خاص نکالے تو وہ البتہ مسلمان کو
منع ہو جائیگی الغرض مسلمان کو ہمرنگ ورہم وضع کافر کا بننا حرام ہے خواہ لباس مین
ہو یا چال ڈہال یا مکان یا سواری یا رسوم یا عبادات یا عادات یا موسم واعیاد
یا ماتم وسوگ ونحوہا مین رکانہ نے رفعًا کہا ہی فرق درمیان ہمارے اور مشرکون کے
پگڑیان ہین ٹوپیون پر رواہ الترمذی مکے کے مشرک فقط پگڑی ہی باندہتے
اوسکے نیچے ٹوپی نرکہتے مسلمان ٹوپی پر پگڑی باندہتے اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان
وکافر کے لباس مین فرق کرنا چاہیے اگرچہ ادنی بات مین ہو اسی طرح حدیث ابوہریرہ
مین فرمایا ہے کہ یہود ونصاری داڑہیان نہین رنگتے سو تم خلاف اونکے کرو یعنی
رنگو اخرجہ الشیخان اس سے معلوم ہوا کہ وضع مین بھی کفار سے مخالفت کرے
ان ہر سہ حدیث سی یہ نکلا کہ مشابہت کافر کی کسی امر مین بھی نکرے جیسے ہولی کی خوشی
کرنا ہندؤن سے ہولی کی ملاقات کرنا ہولی کھیلنا دوالی مین روشنی کرنا کھیلین مٹھائی
کھلونے آپسمین بانٹنا اور لاڈکو دینا شب برات مین روشنی کرنا آتشبازی چھوڑنا نیل کنٹھہ
کے دیکھنے کو مبارک سمجھنا دیوالی دسہرے مین جانورون کا رنگنا بسنتی پوشاک پہننا
دسہرے بسنت مین نربدا گنگا ہردوار وغیرہ مین جانا چوٹیان رکھنا مونچھین بڑہانا
داڑہی منڈانا ماتہے پر قشقہ ٹیکا لگانا گای گنگا پیپل وغیرہ معابد ہنود کی تعظیم کرنا
گای کا گوشت نہ کھانا دہوتی باندہنا لہنگا پہننا چوکا دیکر کھانا گوبر کو پاک سمجھنا اپنے

ابوداود والنسائی ابو مسعود کہتے ہین حضرت کو برا لگتا تہا زرد یعنی خوشبو کا سلگانا
اور سپید بالون کا تغیر یعنی سیاہ کرنا اور ازار لٹکانا اور سونے کی انگوٹھی پہننا اور بناو سنگار کرنا حرام جگہہ
دکہانے کو اخرجہ ابوداود والنسائی اور حدیث ابن عمر مین فرمایا ہی من تشبہ بقوم فہو منہم اخرجہ احمد و
ابوداود یعنی جسنے آپ کو مشابہ کیا کسی قوم سے تو وہ اونہین مین ہی خواہ نصاری ہون یا مجوس خواہ ہنود
خواہ فساق خواہ مرد خواہ عورت تو وہ شخص اونہین لوگون مین شمار ہو جاتا ہی پہر اگر بالکل مشابہت اختیار
کی تو بالکل جمیع احکام اوس قوم کے حق مین جاری ہوتی ہین وہی اوسپر جاری ہونگے اور اگر تہوڑی مشابہت
اختیار کی تو اوسیقدر احکام اوس قوم کے اوسپر جاری ہونگے پہر بعضے کام ایسے ہوتے
ہین کہ آدمی اپنی زینت کے واسطے کرتا ہے تو اوس سے کفار کے ساتہہ مشابہ ہو جاتا ہے
اسکی شرح یہ ہی کہ کافر جو کام اپنے دین کی بات جانکر کرین اور وہ بات مسلمانون پر
فرض و واجب نہو تو وہ بات مسلمان نکرے یا جو کام مخصوص بکفار ہے اور اونکا پتہ و
نشان ٹہیر گیا ہی تو وہ کام بہی مسلمان کو کرنا منع ہے کوئی کام ایسا ہوتا ہی کہ جب تک
کافر اوس ملک مین رہے اور وہ کام کرے تب تک مسلمان نکرین اور جب وہ
چلا جاے تب وہ کام مسلمان کو جائز ہو جاتا ہے اور بعضا کام وہ ہی کہ مسلمان کو جائز
ہے اور اتفاقاً اوس ملک مین کافر غالب ہوگئے اور وہی کام اپنے دین کی رو سے
وہ کافر کرنے لگے تو پہر اوسکو مسلمان بسبب مشابہت کے نکرے اور جو کام ہمارے
دین مین فرض و واجب ہی اگر وہی کام کافر بہی کرے تو وہ کام ہمکو چہوڑنا نچاہیے
اور جو کام مقتضای بشریت و آدمیت کا ہی جیسے کہانا پینا سونا جاگنا نکاح کرنا یعنی

کہتے ہین حضرت کو کسی شخص نے ایک جوڑا بہیجا تہا اوسمین ریشمی دہاریان تہین وہ آپنے
علی کو دیا علی نے اوسکو پہنا حضرت کے چہرے پر غصہ معلوم ہوا فرمایا مینے تیری پاس
تیرے پہننے کو نہین بہیجا تہا اسلیے بہیجا تہا کہ تو اوسکو پہاڑ کر عورتون کی اوڑہنیان
بنا دے اخرجہ الشیخان وہ کپڑا بالکل ریشمی نہ تہا فقط اوسمین ریشم کی دہاریان تہین
لکن اوسپر بہی غصہ فرمایا معلوم ہوا کہ مرد کو ریشمی کپڑے سے گو بالکل حریر خالص نہو
کمال احتیاط چاہیے حدیث عمران مین فقط دو انگل حریر کی اجازت دی ہے
رواہ الشیخان یعنی دو انگل کی گوٹ سنجاف اگر لگا لے تو جائز ہی پس حدیث ابن
عمر مین فرمایا ہی کہ حریر دنیا مین وہی پہنیگا جسکو آخرت مین کچہہ نصیب نہین ہی اس سے
معلوم ہوا کہ مرد کو دارائی و اطلس و مشجر و گلبدن و ریشمی مخمل وغیرہ پہننا او استعمال کرنا
حرام ہے دوسری حدیث ابن عمر مین آیا ہی کہ ایک مرد کو دو سرخ کپڑے پہنے دیکہا
اونے سلام کیا اوسکو جواب سلام کا نہ دیا رواہ الترمذی وابوداود معلوم ہوا
کہ مرد کو سرخ کپڑا پہننا ایسا سخت حرام ہی کہ حضرت نے سلام کا جواب ندیا حالانکہ سلام
کا جواب واجب ہی اس سے معلوم ہوا کہ فاسق کے سلام کا جواب دینا بہی اچہا نہین
تاکہ وہ باز آئے پہر فاسق سے دوستی و محبت رکہنے کا کیا ذکر ہے عائشہ نے ایک
غالیچہ لیا تہا اوسمین تصویرین تہین حضرت گہر مین نہ گئے اور چہرے پر ناخوشی معلوم
ہوئی عائشہ نے کہا مین توبہ کرتی ہون سامنے اللہ و رسول کے مجہسے کیا گناہ ہوا
فرمایا یہ کیسا غالیچہ ہی کہا تمہارے بیٹہنے تکیہ لگانے کو لیا ہے فرمایا یہ تصویر بنانے والے

آپ کو راجہ کنور ٹھاکر کہلانا پیتل پھول کے برتنون کا اکثر استعمال کرنا لڑکون کو زیور
پہنانا کنگنا باندہنا یہ سب ہنود کی مشابہت ہے اسی طرح میز لگاکر چھری کانٹے سے
کہانا کاٹھی پر سوار ہونا انگریزی ٹوپی جوتا پہننا گھر کے عوض بنگلہ کوٹھی بنانا گھر کو
تصاویر سے سجنا کمپنی باغ کی طرح باغ لگانا بگہی پر سوار ہونا کرتی پتلون پہننا کھڑی
زبان مین باتین کرنا کرسی لگاکر بیٹھنا و نحوہا یہ سب مشابہت ہی ساتھ نصاری کے
اور نوروز کی خوشی کرنا مہرجان کا ماننا مشابہت ہی ساتھ مجوس کے سینے پر پیش رو
گریبان رکھکر بوتام لگانا تنگ تنگ کپڑے پہننا گلوبند لگانا انگریزی رفتار چلنا
بڑے دن کی تعظیم کرنا نصاری کو اوسکی مبارکبادی دینا بڑے دن کے سلام کو جانا اون
نذر نیاز ڈالیان گذراننا دم بریدہ اسپ پر سوار ہونا غم مین سیاہ کپڑے پہننا یہ سب
مشابہت ہی ساتھ عیسائیون کے اور اپنی شان و شوکت کے لیے سب سے اونچے ہوکر
بیٹھنا ہاتھیون پر ہنود کے لیے سوار ہونا بہت سی جلو سواری مین رکھنا ڈنکا گھڑیال
ماہی مراتب رکھنا جھک کر سلام کرنا آداب تسلیمات بجالانا یہ سب اکاسرہ و قیاصرہ
و کفار مشرکین کے ساتھ مشابہت ہی اور بعض اسباب زینت کے وہ ہین جنسے خاص
نہی آئی ہے جیسے مرد کو سونا اور ریشمی کپڑا پہننا اسکی حرمت حدیث ابی موسی مین آئی ہے
رواہ الترمذی والنسائی حریر وہ ہی جسکا تانا بانا بالکل ریشم ہو یہ حق مین بوڑھے
جوان بچے سب کے حرام ہے مگر بچہ گنہگار نہین ہوتا جو اوسکو پہنائے وہ گنہگار ہی اور
مشروع نزدیک جمہور کے جائز ہے لکن ابن دقیق العید و شوکانی اوسکو بھی نامشروع

رواہ احمد وابو داود وابن ماجۃ جیسے سبز عمامہ باندہنا تاکہ لوگ اوسکو سید
جانین یا سبز یا سیاہ لباس پہننا کہ لوگ حاجی جانین اسی طرح اونچی ٹوپیان سرپر دہرنا
تاج لگانا اور لنگوٹ لگانا یا گیروے کپڑے پہننا کہ لوگ فقیر جانین یا کرتا جُبّہ فرغل پہننا
اسلیے کہ لوگ مشایخ جانین یا عالم سمجہین یہ سب حرام ہے خواہ کپڑا اس وضع کا ہو یا کہ
اس وضع کا مگر سپاہیون کی وردی اس سے باہر ہے حدیث عائشہ مین آیا ہی کہ اسماء
بنت ابی بکر پاس حضرت کے آئین وہ باریک کپڑے پہنے تہین حضرت نے مونہہ پہیر کر
فرمایا اے اسماء عورت کو جب حیض آنے لگے تو اوسکو مناسب نہین کہ اوسکا بدن دکہائی
دے مگر چہرہ اور دونون ہتھیلیان اخرجہ ابو داود معلوم ہوا کہ جالی لوٹا اور گاچ
اور تنزیب اور ملاہی اور پتلا جہولا وغیرہ کپڑا جس سے بدن نظر آئے عورت کو پہننا حرام
ہے وہ عورت گویا ننگی منگی ہے پہر جسکے سامنے عورت کو ننگے پہرنا درست ہی اوسکے
سامنے یہ بہی روا ہے عبد الرحمن کے بیٹی حفصہ نام باریک اوڑہنی اوڑہے ہوے پاس
عائشہ کے آئی اونہون نے وہ اوتار کر پہاڑ ڈالی اور دوسری گاڑہی اوڑہنی اوڑہا دی
رواہ مالک معلوم ہوا کہ عورت کو عورتون کی محفل مین بہی ایسا باریک کپڑا پہنکر جانا
درست نہین ہے پہر دیور جیٹہہ خاوند کے بہانجے بہتیجے وغیرہ مردون کا تو کیا ذکر ہی کہ یہ سب
حرام ہے ہان خاوند کے باپ یا بیٹے سے پردہ ضرور نہین ہے حدیث ابن عباس
مین سونے کی انگوٹھی کو آگ کی چنگاری فرمایا ہی رواہ مسلم یہی حکم سونے کے
چہلے وغیرہ کا ہے اخرجہ مسلم علی کہتے ہین ایکبار داہنے ہاتھہ مین ریشم اور

دن قیامت کے معذب ہونگے انسے یہ کہا جائیگا کہ جو تمنے پیدا کیا ہی اسمین جان
ڈالو جس گھر مین تصویرین ہوتی ہین وہان ملائکہ نہین آتے رواہ الشیخان معلوم ہوا
کہ تصویر کو بطور زینت کے ہی گھر مین نرکھے چہ جاے تصویر بنانے کے بلکہ اونکو ناپاک
سمجھکر گھر سے دور کردے تاکہ حضرت خوش ہون اور رحمت کے فرشتے گھر مین
آئین ایکبار جبرئیل علیہ السلام وعدے پر نہ آسے اسلیے کہ گھر مین کتا اور ایک پردہ
تصویردار تہا حضرت نے کتے کو گھر سے باہر نکالدیا اور پردہ پہاڑ کر دو تکیے پا انداز
بناے کہ روندنے مین آئین اسکو صحیحین مین ابو ہریرہ سے روایت کیا ہی حدیث
ابن عمر مین فرمایا ہی کہ جسنے لٹکایا اپنا کپڑا اترا پن سے تو نظر نکریگا اللہ طرف اوسکے
دن قیامت کو رواہ الشیخان اگر کسی کا پاجامہ یا تہمد یا قبا یا چادر اتفاقاً نیچا ہو گیا
تو یہ اور بات ہی اور زینت و وضعداری کے لیے کپڑا ٹخنے سے نیچے کرنا حرام ہی
و لہذا بخاری مین ابو ہریرہ سے رفعاً آیا ہی کہ جو ازار ٹخنون سے نیچے لٹکے وہ دوزخ
مین ہے ازار مین لنگی تہمد پاجامہ سب داخل ہے یعنے نیچا پہننا کام دوزخیون کا ہے
ابن عمر رفعاً کہتے ہین کہ نیچا کرنا کپڑے کا پاجامہ اور کرتا اور پگڑی مین منع ہی الحدیث
رواہ ابو داود والنسائي و ابن ماجة ازار آدہی پنڈلی تک اور آستین گٹے تک
اور دامن نصف ساق تک اور عمامہ و پگڑی کا شملہ نیم پشت تک چاہیے اس سے زیادہ
جو نیچا کریگا اللہ اوسکی طرف نظر رحمت سے اوسدن نہ دیکھے گا حدیث ابن عمر مین
فرمایا ہے جسنے پہنا کپڑا شہرت کا دنیا مین پہنائیگا اوسکو اللہ کپڑا ذلت کا دن قیامت کے

کچھہ بہی سونا چاندی ہوگا تو وہ غٹ غٹ پیتا ہے اپنے پیٹ مین آگ رواہ الدارقطنی
اس سے معلوم ہوا کہ زر وسیم کا برتن یا دونون کا ملا ہوا اور چاندی کا ملمع یا
گل بوٹے سونے کے یا فقط تحریرین سونے چاندی کی ان سب مین کہانا پینا ایسا برا
ہے جیسے دوزخ کی آگ کا کہانا اور یہی وجہ اسکی بہی ہے ابن عباس رفعًا کہتے ہین کہ
مخنث مرد اور مردانہ عورت پر حضرت نے لعنت کی ہے اخرجہ البخاری اسمین
ہیجڑے خوجے زنخے سب داخل ہین اسی طرح وہ عورتین جو گھوڑے پر سوار ہون ہتھیار
باندہین تیر کمان لگائین انگرکہہ قبا ٹوپی پگڑی مردانہ لباس پہنین اور مردانی گفتگو کرین
یہ سب ملعون ہین یہہ بہی معلوم ہوا کہ عورت کو سرمہ مہندی نہ لگانا خوشبو نہ ملنا زیور
نہ پہننا رنگین کپڑے نہ پہننا ہاتہہ پانوٴن کا مہندی سے سرخ نرکہنا اپنے دین کے سوا
اور بات لکھنا پڑہنا منع ہے ابن عباس کا لفظ رفعًا یہ ہے لعنت کرے اللہ اون
مردون کو جو عورتون کے مشابہ بنتے ہین اور اون عورتونکو جو مشابہ مردون کے بنتی ہین رواہ البخاری یہ مشابہت
حرام قطعی ہے اور صاحب مشابہت ملعون حدیث ابوہریرہ مین آیا ہے کہ ایک مخنث کو پاس حضرت
کے لائے اوسنے ہاتہہ پانون مین مہندی لگائی تہے پوچہا اسکا کیا حال ہے کہا یہ عورت
کی طرح بنتا ہے فرمایا اسکو نکالدو کہا قتل نکرین فرمایا مجھکو نمازیون کے قتل سے نہی
کی گئی ہے رواہ ابوداود معلوم ہوا کہ مرد کو ذرا بات مین بہی عورت کی مشابہت
کرنا نچاہیے اوسنے فقط مہندی لگائی تہی حضرت نے اوسکو نکالدیا اور اوسکا بستی
مین رہنا پسند نفرمایا معلوم ہوا کہ مرد کو پان کہانا سرمہ لگانا یا کرتے کا گریبان آگے کو

بائین ہاتھہ مین سونا لیکر فرمایا کہ یہ دونون حرام ہین میری امت کے مردون پر رواہ احمد وابی داود والنسائی معلوم ہوا کہ مردکوان دونون کا استعمال کرنا قطعی حرام ہے ہان لینا انکا ہاتہہ مین مثلاً اشرفی توڑانے کو اور حریر بیچنے کو یا کسی کے دکہانے کو مباح ہے حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنی جورو کو آگ کا بالا پہنانا چاہے یا ہنسلی ڈالا چاہے یا کڑے کنگن تو وہ یہ چیزین سونے کی اوسکو پہنائے ہان چاندی جائز ہے سو اوس سے کہیل لو اخرجہ ابی داود اس سے حرمت سونے کی عورتون پر بہی نکلی لکن اور احادیث سے جواز اوسکا ثابت ہوتا ہی معہذا حضرت کی گھر والیان اور بیٹیان سونا نہ پہنتی تہین بلکہ چاندی کا رواج اونمین تہا یہی بہتر ہے اسلیے کہ اس حدیث مین یون فرمایا ہے کہ پہر اوسکو آگ کا بالا ہنسلی کڑا پہنا ہو گا اور مرد پر سونا چاندی دونون حرام ہین خواہ الگ الگ ہون خواہ ملے جلے مرد سوا زیور کے اور چیزون مین استعمال چاندی کا کرسکتا ہی حدیث حذیفہ مین نہی فرمائی ہی کہانے پینے سے سونے چاندی کے برتنون مین اور ریشم و دیباج کے پہننے اور اوس پر بیٹھنے سے رواہ الشیخان معلوم ہوا کہ دیبا و دارائی کا پہننا اور اوسکی مسند پر بنانا حرام ہے اور ظاہر حدیث یہ ہی کہ ظرف زر و سیم مین فقط اکل و شرب منع ہے نہ اور طرح کا استعمال لکن فقہا نے کہا ہی کہ عطردان پاندان خاصدان چمچا وغیرہ ظروف و آلات چاندی سونے کے سب حرام ہین پس احتیاط اولی ہے حدیث ابن عمر مین فرمایا ہے کہ جو کوئی چاندی سونے کے برتن مین پیئے گا یا جسمین

ساندنیان اور اسی طرح گھوڑے خچر ہاتھی وغیرہ شیطان کا کارخانہ ہے مسلمان اوسکو
شیطان کی سواری سمجھکر دور کرے اور ذریت شیطان مین داخل نہووے دوسرا لفظ ابوہریرہ
کا یہ ہے کہ حضرت سے گھوڑون کا حال پوچھا فرمایا گھوڑے تین طرح کے ہین ایک گناہ
ہین وہ یہ کہ آدمی نے گھوڑا باندہا دکھانے کو اور بڑائی کو اور چڑہائی کرنے کو مسلمانون
پر سو وہ گھوڑے اوسکے لیے گناہ ہین اور ایک پردہ ہین یہ وہ ہین کہ آدمی نے گھوڑا
پالا اللہ کی راہ مین اور اللہ کا حق اوسکی سواری مین نہ بھولا نہ اوسکی گردن مین اپنے
کبھی اوسکو مانگے دیا اور زکوۃ بھی دی اور خبرگیری اوسکے کھانے پینے کی کی سو ایسا
گھوڑا عیب پوش ہے کہ اوسکو کوئی محتاج نہین جانتا اور وہ جو اوسکے لیے اجر ہے
یہ وہ ہے کہ گھوڑا باندہا اللہ کی راہ مین مسلمانون کے لیے تاکہ مسلمان اوسپر سوار ہوکر
جہاد کرین رواہ مسلم معلوم ہوا کہ نام و فخر کے لیے گھوڑے رکھنا حرام ہے پھر کوتل
گھوڑے رکھنا نرا گناہ ہے انس رفعا کہتے ہین کہ خرچ سب اللہ کی راہ مین ہین سوا مکان
بنانے کے کہ اوسمین کوئی خیر نہین ہے رواہ الترمذی یعنی حاجت ضروری سے
زیادہ گھر بنانا منع ہے پھر اوسکا آرایش کرنا بالکل رائگان ہے دوسرا لفظ انس کا یہ ہے
کہ ایک انصاری نے ایک قبہ بنایا تھا یعنی گول گھر حضرت نے اوسکا سلام نہ لیا اوسنے
جب اوسکو ڈہا دیا تب سلام لیا رواہ ابوداود بطولہ معلوم ہوا کہ اونچے اونچے
مکان بلند بنانا وبال و گناہ ہے حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہے کہ بعضے گھر شیطانون
کے لیے ہوتے ہین سعید نے کہا کہ مین نہین جانتا ہون وہ گھر مگر یہی پنجرے کہ لوگ

عورتون کی طرح رکھنا یا نیچے نیچے پاجامی پہننا یا کلی دار ازار کا استعمال کرنا یا بڑے بال
سر پر رکھنا منع ہی غرضکہ جس بات مین عورتون سے مشابہت ہو اوس سے ہزار کوس
بھاگے اور رات کو سرمہ لگانا کچھ زینت کے لیے نہین ہے اوس سے فقط فائدہ
مقصود ہی یہ بہی معلوم ہوا کہ مخنث و زنانے و سدا سہاگن فقیر سو نہہ دیکھنے کے قابل
نہین ہین بلکہ اگر بے نماز ہون تو قابل قتل کے ہین حدیث علی مین آیا ہی کہ حضرت کے
ہاتھہ مین ایک کمان عربی تہی ایک شخص کے ہاتھہ مین کمان فارسی دیکھی فرمایا اسکو
پھینکدے اور ایسی لے رواہ ابن ماجة عرب کی کمان نرم اور فارس کی کمان سخت
ہوتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اترانے اور بہادری اور زور جتانے کو بڑے بڑے
تیغے اور بڑی بڑی ڈہالین اور بہاری قیمت بھاری وزن کی بند وقین باندہنا اور
سخت سخت کمانین رکھنا نچاہیے شجاعت دل سے ہے اور فتح طرف سے اللہ کے ہوتی
ہے ظاہری اسباب کے لیے ہلکے پھلکے ہتھیار کافی ہین ابو ہریرہ رفعاً کہتے ہین کہ بعضے
اونٹ شیطانون کے ہوتے ہین سو وہ مینے دیکھے کہ نکلتے ہین بعض شخص سانڈنیان
لیکر اپنے ساتھہ اونکو موٹا کر رکھا ہے سو وہ اونمین سے کسی اونٹ پر نہین چڑہتے اور
اپنے بہائی پر گذر کرتے ہین کہ وہ تھک گیا ہی چلنے سے تو اوسکو سوار نہین کر لیتے
اخرجه ابوداود یعنی جو اونٹ نمود کے لیے ہین اور جلو کے واسطے اور خوب
کہلا پلا کر موٹے بنائے گئے ہین نہ اپنے چڑہنے اور نہ کسی مسلمان کے چڑہانے کے
لیے سو وہ شیطانون کے ٹھہر جاتے ہین شیطان اس بات سے خوش ہوتا ہی یہ جلو کی

بچے ہین یہ سب سامان شیطانی ہے حدیث ابن عمر مین فرمایا ہے مخالفت کرو مشرکون
سے بڑہاؤ داڑہیان اور کم کرو مونچہین رواہ الشیخان اس سے معلوم ہوا کہ داڑہی
نشانی ہے دین اسلام کی بلکہ مسلمانون کی وردی ہے ایک مشت سے داڑہی کم کرنا
یا مونچہین بڑی بڑی کرنا علامت کفر کی ہے اور داڑہی منڈانا یا چپٹ [illegible]
کرنا علامت شرک کی ہے اور حدیث ابن مغفل مین منع کیا [illegible]
یعنی ہرروز سر و ریش مین کنگہی کرنا تکلف ہے اور تکلف منہی عنہ ہے ایک دن [illegible]
بعد کرے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ رفعا کہتے ہین [illegible] سفید بال [illegible]
نور ہے مسلمان کا جسکا سفید بال ہوا مسلمانی کی حالت مین [illegible] ایک نیکی
لکہتا ہے اور ایک گناہ اوسکا مٹاتا ہے اور ایک درجہ اوسکا بلند کرتا ہے [illegible]
ثواب جون جون سفیدی زیادہ ہوگی ان ہرسہ شی مین زیادتی ہوگی [illegible]
توبہ کی ہے اوسکے لیے یہ سفیدی بال کی خود بخود توبہ ہے کہ گناہ معاف ہوتے ہین اور
عابدون کے لیے خود بخود ہی مشقت ایک عبادت ہے کہ ثواب بڑہتا ہے اور [illegible]
ہوتے ہین حدیث ابن عمر مین آیا ہے کہ ایک لڑکے کو دیکہا کہ اوسکا کچہہ سر منڈا ہے
اور کچہہ نہین فرمایا مونڈو سب یا چہوڑو سب رواہ مسلم اس سے معلوم ہوا کہ جو
اس شکل کے جتنی شکلین کہ سر بالون کی ہین وہ سب حرام ہین حدیث انس مین آیا ہے کہ ایک
لڑکے کی دو کاکلین یا دو چوٹیان دیکہکر فرمایا کہ اسکو منڈاو یا کتراو کہ یہ وضع یہود کی
ہے رواہ ابو داود مسلمان کو بچنا ہے کہ اپنی اولاد کو کافرون کی اولاد بنائے پہر

اوسکی پوشش دیبا سے کرتے ہین رواہ ابی داود مراد آراستہ کرنا حویلی کا دیوارگیری
و پردہ وچہت سی یا عماری پالکی نالکی میانہ کا ہے جنکا غلاف حریر وغیرہ کا طیار کرتے ہین
سوایسے مکان شیطان کے گہر ہوتے ہین مسلمانون کو انسے پرہیز کرنا چاہیے انس
کہتے ہین حضرت نے زعفران لگانے سے مرد کو منع کیا ہی رواہ الشیخان یعلی بن مرہ
کہتے ہین حضرت نے ایک مرد کو خلوق لگائے دیکہکر فرمایا کیا تیری جورو ہی کہا نہین
فرمایا دہوڈال پہر نہ لگائیو رواہ الترمذي والنسائي عرب کی عورتین چند عطر ملاکر
خوشبو بناتی تہین وہ مرد کو لگانا حرام ہے اوسمین زعفران بہی ہوتی تہی ابو موسی کی
حدیث مین یون کہا ہے کہ جس شخص کے بدن پر خلوق ہوتا ہی اللہ اوسکی نماز قبول
نہین کرتا رواہ ابو داود عمار بن یاسر نے خلوق لگایا تہا سفر کی وجہ سے اونکے
ہاتہ پہٹ گئے تہے حضرت نے اونکا سلام نہ لیا اور کہا جا اسکو دہوڈال رواہ
ابو داود یہ اسلیے کہ حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہی کہ خوشبو مردون کی وہ ہی جسکی بو کہلی ہو
اور رنگ چہپا ہو اور خوشبو عورتون کی وہ ہے جسکا رنگ کہلا اور بو چہپی ہو رواہ
الترمذي وابو داود والنسائي معلوم ہوا کہ زعفرانی وصندلی کپڑا مرد کو پہننا درست
نہین ہے جابر کا لفظ رفعا یہ ہی کہ ایک بچہونا مرد کے لیے اور ایک اوسکی بی بی کے
لیے اور تیسرا مہمان کے لیے اور چوتہا شیطان کے لیے ہے رواہ مسلم یعنی تین
بستر سے زیادہ رکہنا ریا و اسراف و تکبر ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کسے ہوے
پلنگ اور مسہریان اور کوچین فرش طیار رکہتے ہین اور ہر مکان مین طرح طرح کے فروش

بیان پر اکتفا کیا گیا۔

خاتمہ

آج روز شنبہ وقت عصر پنجم شوال ۱۲۸۵ھ ہجری کو تاج محل واقع بلدہ بھوپال مین یہ رسالہ ختم ہوا یہ خلاصہ ہے حصہ دوم تقویۃ الایمان کا جسکا ترجمہ تذکیر الاخوان چودہ جز مین ہے فی صفحہ ۲۳ سطر اسی قدر صفحہ و سطر کے حساب سے یہ رسالہ چار جز مین ساتھ قدرے کم و بیش کے ملخص ہوا اللہ تعالے اپنے فضل و کرم سے اسکو قبول کرے اور سب مسلمانون کو توفیق دے کہ عقیدہ توحید کا خوب درست کرین اور جملہ انواع شرک و بدعت سے خوب بچین اور سنت مطہرہ کو اپنا بانا ٹھیرائین اور تقدیر پر ایمان لاکر اپنا اسلام ٹھیک کرین اللہ پہ متوکل ہون حضرت اور اونکے اصحاب و اہل بیت بلکہ جمیع متوسلین و تبعین سے نسبت رکھین اور اونکے رویہ کو اختیار کرین اور بدعات قبور و ضلالات پیر پرستی و گور پرستی و بدعات تقلید و بدعات رسوم سے توبہ کرین اور راگ باجا سننا اور اپنے نسب پر فخر کرنا اور شادی و ماتم مین خرچ بیجا کرنا اور بہت سی زینت دنیا کی امور مین کرنا ترک کرکے پاک باطن اور صاف ظاہر ہو کے مسلمان خالص مومن پورے متبع و محسن بن جائین اللھم آمین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد و آلہ و صحبہ و اتباعہ اجمعین

تمت

بزرگون کے نام کی چوٹیان یا کاکلین رکھنا اور زیادہ حماقت و شرک ہی خریم اسدی کو
دیکھکر فرمایا تھا کہ یہ کیا خوب آدمی ہے اگر اسکے سر کے بال بڑے اور اسکا تہمد لنبا نہوتا
رواہ ابو داود حدیث ابن عباس مین خبر دی ہے کہ آخر زمانے مین ایک قوم ہوگی
کہ سیاہ خضاب کریگی جیسے سینہ کبوتر کا وہ بہشت کی خوشبو نہ پائیگی رواہ ابو داود
اس سے حرمت خضاب سیاہ کی نکلی مرد کرے یا عورت کیونکہ لفظ قوم مین عورتین بھی
داخل ہین ہان سرخ زرد خضاب جہاد مین درست ہی سیاہ وہان بھی درست نہین ہے
اور زینت کے لیے کیسا ہی خضاب ہو کرنا نچاہیے حدیث ابن عمر مین فرمایا ہی لعنت
کرے اللہ بالون مین جوڑ ملانے والے اور ملوانے والے اور نیلا گودنے والے اور گدوانے
والے پر رواہ الشیخان یہ کام عورتین واسطے زینت کے کرتی ہین سو وہ ملعون ہین ابن مسعود
کا لفظ رفعا یہ ہی لعنت کی اللہ نے اون عورتون پر جو نیلا گودین اور گودوائین اور ماتھے
کے بال اوکھاڑین اور حسن کے لیے اپنے دانت الگ الگ کرین یہ بدل ڈالنے والیان
ہین اللہ کی بنائی ہوئی صورت کو اخرجہ الشیخان بعضی عورتون کے دانت بڑے بڑے
ہوتے ہین وہ ریت کر چھوٹے چھوٹے الگ الگ کرتی ہین کسی کے بال ماتھے تک ہوتے
ہین وہ بال اوکھاڑ کر اپنا ماتھا بڑا کرتی ہین کوئی نیلا گودتی گودواتی ہے سو یہ سب خدا کی
لعنت مین گرفتار ہین اور حدیث عائشہ مین زن مردانہ وضع پر لعنت کی ہی رواہ ابو داود
عورت کو اپنا سنگار نکرنا یہ بھی مردون کی وضع اختیار کرنا ہی ہر چند زینت کے متعلق
اور بہت سی باتین ممنوع ہین کہ لوگون مین رائج ہین لیکن بحکم خیر الکلام ما قل و دل اسی قدر